اسرائیلی سیکرٹ سروس موساد کی سنسنی خیز سرگرمیوں پر مشتمل ایک ہنگامہ خیز ناول
موساد
پاک سوسائٹی ڈاٹ کام
اقبال کاظمی

کئی گھنٹوں کی مسلسل بارش کے بعد سورج نے بادلوں کی اوٹ سے جھانک کر
دوات شہر کے در و دیوار پر دھوپ کی سنہری کرنیں نچھاور کی تھیں۔ اسی لمحہ کریم کلر کی
ایک شیورلیٹ ویگن مغربی بیروت میں ریو ویرڈن کی طرف مڑی۔ اس کے پیچھے ہی زرد
رنگ کی ایک رینج روور بھی تھی۔ بارش میں بھیگی ہوئی ایک خوبصورت عمارت کے قریب
پہنچتے ہوئے دونوں گاڑیوں کی رفتار کم ہو گئی۔ وہ گلی زیادہ کشادہ نہیں تھی۔ اس شاندار
عمارت کے سامنے سڑک کے دوسری طرف ایک پرانی طرز کی عمارت کی دوسری منزل
میں کھڑی ہوئی ایک یورپین عورت بڑی گہری نظروں سے ان دونوں گاڑیوں کی طرف دیکھ
رہی تھی۔ اس کے چہرے کے تاثرات اس کی اندرونی کیفیت کی عکاسی کر رہے تھے۔ اس
نے آنکھ کے سامنے جھولتی ہوئی بالوں کی ایک لٹ کو پیچھے ہٹایا اور ایک بار پھر متوحش
نظروں سے گلی میں آنے والی دونوں گاڑیوں کی طرف دیکھنے لگی۔ شیورلیٹ ویگن میں
ڈرائیور کے ساتھ پسنجر سیٹ پر سیاہ بالوں والا ایک خوبرو نوجوان بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے جسم
پر نیلے رنگ کا سوٹ تھا جبکہ اس کے ساتھ دروازے کی طرف ایک باوردی محافظ پھنسا
بیٹھا تھا۔ ویگن کے پچھلے حصے میں چار اور محافظ مستعد بیٹھے ہوئے تھے۔ ان سب کے
ہاتھوں میں کلاشنکوف رائفلیں تھیں اور ان کی نظریں سرچ لائٹس کی طرح چاروں طرف
گھوم رہی تھیں۔ پیچھے آنے والی رینج روور کی اگلی سیٹ پر دو محافظ کلاشنکوف رائفلیں
لئے بیٹھے تھے۔ ان کے جسموں پر محافظوں کی یونیفارمز اور سروں پر سرخ چیک کے
مخصوص رومال تھے جو الفتح سے ان کا تعلق ظاہر کر رہے تھے۔ عمارت کی دوسری منزل کی
کھڑکی میں کھڑی ہوئی یورپین عورت ایک لمحہ کے لئے کپکپا کر رہ گئی۔ اس کے دائیں ہاتھ
میں پکڑا ہوا ٹیلی فون کا ریسیور پسینے میں بھیگنے لگا۔ شیورلیٹ ویگن کی طرف دیکھتے ہوئے وہ
ریسیور کان کے قریب لائی تو اس کا ہاتھ ہولے ہولے کپکپا رہا تھا۔ دفعتاً ریسیور پر اس کی
انگلیوں کی گرفت مضبوط ہو گئی اور وہ سرگوشیانہ لہجے میں ماؤتھ پیس میں بولی۔ "یس!"

اسی گلی میں کچھ اور آگے ایک عمارت کے اپارٹمنٹ میں بیٹھے ہوئے ایک آدمی نے فون کے ریسیور پر صرف ایک لفظ سنا تو اس کے منہ سے بے اختیار گہرا سانس نکل گیا۔ وہ ریسیور رکھ کر کھڑکی سے باہر جھانکنے لگا۔ شیورلیٹ اور اس کے پیچھے رینج روور اگرچہ صاف نظر آ رہی تھی لیکن ان میں بیٹھے ہوئے آدمیوں کے چہرے واضح نہیں تھے۔ اس کی نظریں شیورلیٹ پر جمی ہوئی تھیں اور اس کا ہاتھ ریموٹ کنٹرول ریڈیو ڈیوائس پر پہنچ چکا تھا۔ اس کی انگلی سرخ رنگ کے چھوٹے سے سوئچ پر تھی اور نگاہیں بدستور شیورلیٹ پر مرکوز تھیں جو سست رفتار سے لمحہ بہ لمحہ آگے بڑھ رہی تھی۔

گلی کے موڑ پر نیلے رنگ کی ایک واکس ویگن کھڑی تھی۔ شیورلیٹ جوں ہی واکس ویگن کے قریب پہنچی اپارٹمنٹ میں کھڑے ہوئے اس شخص نے ریموٹ کنٹرول کا بٹن دبا دیا۔ گلی میں کھڑی ہوئی واکس ویگن ایک زوردار دھماکے سے پھٹ گئی۔ اس کے قریب سے گزرتی ہوئی شیورلیٹ ویگن لپیٹ میں آ گئی اور آگ کے گولے کی طرح سڑک پر الٹ گئی۔ دوسرے ہی لمحہ زوردار دھماکہ ہوا اور شیورلیٹ ویگن کے پرخچے اڑ گئے۔ شیشے اور میٹل کے ٹکڑوں کے ساتھ خون میں لتھڑے ہوئے لاتعداد انسانی اعضاء بھی دور تک بکھر گئے۔ اس دوران پیچھے آنے والی رینج روور بھی زد میں آ چکی تھی۔ پے در پے خوفناک دھماکوں سے فضا لرزنے لگی۔ تقریباً سو گز دور کھڑا ہوا ایک بوڑھا خوانچے والا پھٹی پھٹی سی نظروں سے یہ سب کچھ دیکھتا رہا پھر ہذیانی انداز میں چیختا ہوا ایک طرف کو بھاگ نکلا۔

دور کہیں سے پولیس اور ایمبولنس کاروں کی آواز فضا میں ابھری جو لمحہ بہ لمحہ قریب آتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔ اس دوران جلتی ہوئی گاڑیوں اور ان کے آس پاس بکھرے ہوئے انسانی اعضاء کے چاروں طرف لوگوں کی بھیڑ جمع ہو چکی تھی۔ ہر ایک کے چہرے پر خوف و دہشت کے تاثرات گویا منجمد ہو کر رہ گئے تھے۔

پرانی طرز کی عمارت کی دوسری منزل کی کھڑکی میں کھڑی ہوئی یورپین عورت نے لرزتے ہوئے ہاتھ کی پشت سے پیشانی پر سے پسینہ پونچھا اور فون کا ریسیور اٹھا کر کوئی نمبر ملانے لگی۔ گلی میں گاڑیوں کے ٹائروں کے ساتھ انسانی اعضاء کے جلنے کی بو اس کے نتھنوں سے ٹکرا رہی تھی۔ نمبر ملانے کے بعد وہ ریسیور کان سے لگائے کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی جہاں گاڑھے دھوئیں نے فضا کو لپیٹ میں لے رکھا تھا۔

وہاں سے نو میل دور بیروت انٹرنیشنل ایئرپورٹ کے ایک پبلک بوتھ پر ٹیلی فون کی گھنٹی بجی۔ بوتھ کے دروازے پر کھڑا ہوا ایک ادھیڑ عمر آدمی گھنٹی کی آواز سنتے ہی اندر داخل ہو گیا۔ اس کا قد چھوٹا اور سر کے بال برف کی طرح سفید تھے۔ بھاری ترشی ہوئی مونچھیں اور آنکھوں پر اسٹیل فریم کی عینک تھی۔ بوتھ میں داخل ہوتے ہی اس نے ریسیور اٹھا لیا۔

"تمہارا پیکٹ مطلوبہ شخص کو پہنچا دیا گیا ہے۔" ریسیور پر یورپین عورت کی آواز سنائی دی۔ اس نے اپنا لہجہ متوازن رکھنے کی بھرپور کوشش کی تھی۔

جواب دیئے بغیر پستہ قامت آدمی ریسیور رکھ کر بوتھ سے نکل آیا اور بیتابانہ انداز میں لوگوں کی بھیڑ میں چلتا ہوا ڈیپارچر لاؤنج میں داخل ہو کر امیگریشن کاؤنٹر کے سامنے لائن میں لگ کر اپنی باری کا انتظار کرنے لگا۔ جب وہ اپنی باری پر کاؤنٹر کے سامنے پہنچا تو اس نے بڑے اطمینان سے اپنا ٹکٹ، بورڈنگ پاس اور آسٹرین پاسپورٹ بھاری بھرکم لبنانی آفیسر کے سامنے رکھ دیا۔ لبنانی نے سب سے پہلے بورڈنگ کارڈ اٹھا کر دیکھا جس کے مندرجات سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ شخص ٹرکش ایئرلائن کی پرواز نمبر 263 سے استنبول جا رہا تھا۔ پھر اس نے آسٹرین پاسپورٹ کے اوراق الٹ پلٹ کر دیکھے۔ پاسپورٹ میں لگی ہوئی تصویر کو اس شخص کے چہرے سے ملایا۔ چوڑی ٹھوڑی، بھاری ترشی ہوئی مونچھیں، اٹھی ہوئی ناک، عینک کے گول شیشوں کے پیچھے سے جھانکتی ہوئی نیلی آنکھیں، کشادہ پیشانی اور پیچھے کو بنے ہوئے سفید بال۔ اس پاسپورٹ کے مطابق اس شخص کی عمر چونسٹھ سال تھی اور اس کے قویٰ بتا رہے تھے کہ وہ جوانی میں خاصا تنومند رہا ہو گا۔ اس نے سستے قسم کا سوٹ اور اس پر پرانا اوور کوٹ پہن رکھا تھا۔ سوٹ سے میچ کرتی ہوئی ٹائی بھی خاصی پرانی تھی۔

"آپ یہاں تفریح کے لئے آئے تھے مسٹر!" لبنانی آفیسر نے کہتے ہوئے پاسپورٹ کی طرف دیکھا۔ "مسٹر کنسکی؟"

"بزنس۔" اس شخص نے ٹھوس لہجے میں جواب دیا۔ "میں بجلی کے آلات بنانے والی سائن اوسٹرک کمپنی کے ایکسپورٹ شعبے سے وابستہ ہوں۔"

لبنانی آفیسر نے سر ہلاتے ہوئے پاسپورٹ پر مہر لگا دی۔ "سفر بخیر!" اس نے کہتے ہوئے پاسپورٹ اس کی طرف بڑھا دیا اور قطار میں کھڑے ہوئے دوسرے مسافر کی طرف

دیکھنے لگا۔

ٹرکش ایئرلائن کے بوئنگ 727 میں نان اسموکنگ سیکشن کی آخری سیٹ کے قریب رک کر اس پستہ قامت شخص نے اپنا اوور کوٹ اتار کر اسے احتیاط سے تہہ کر کے اوپر والے ریک میں رکھا اور اپنی سیٹ پر بیٹھ کر حفاظتی بند باندھ لیا۔ استنبول تک پرواز کے دوران وہ دونوں ہاتھ سینے پر باندھے بے حس و حرکت بیٹھا رہا۔ اس کی نظریں آگے والی سیٹ کی پشت پر مرکوز تھیں۔ ایئر ہوسٹس مسافروں میں ناشتہ تقسیم کرتے ہوئے اس تک پہنچی تو اس نے خوش اخلاقی کا مظاہرہ کرتے ہوئے انکار کر دیا۔ اس کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھے ہوئے برازیلی مسافر نے وقت گزاری کے لئے اسے باتوں میں لگانا چاہا مگر اس کا سرد رویہ محسوس کر کے برازیلی دوسرے مسافر کی طرف متوجہ ہو گیا۔

استنبول ایئرپورٹ کے ارائیول لاؤنج میں اس شخص نے کنویئر بیلٹ سے اپنا درمیانے سائز کا سوٹ کیس اٹھایا اور نپے تلے قدم اٹھاتے ہوئے کسٹمز کاؤنٹر پر پہنچ گیا۔ کسٹمز آفیسر نے سوٹ کیس کھول کر سرسری سی نگاہوں سے اس کا جائزہ لیا اور سوٹ کیس پر چاک سے نشان لگا کر اسے چلتا کر دیا۔ امیگریشن کاؤنٹر پر بھی اسے کسی دشواری کا سامنا نہیں کرنا پڑا تھا۔ پاسپورٹ پر مہر لگتے ہی اس نے اپنا سوٹ کیس اٹھایا اور بیرونی لاؤنج میں آ گیا جہاں لاتعداد ٹیکسی ڈرائیور اس پر جھپٹ پڑے۔ وہ کچھ دیر تک متوحش نگاہوں سے ٹیکسی ڈرائیوروں کی طرف دیکھتا رہا پھر اس دراز قامت ڈرائیور کی طرف بڑھ گیا جس نے سیاہ اونی ہائی نیک پر بھیڑ کی کھال کا کوٹ پہن رکھا تھا۔ سرخ پتلی مونچھیں اس کے چہرے پر عجیب سی لگ رہی تھیں۔ اس ترک ٹیکسی ڈرائیور نے اس کا سامان اٹھا لیا اور رہنمائی کرتے ہوئے لاؤنج سے باہر نکل گیا۔

دوپہر تک یہاں بارش ہوتی رہی تھی اور اس وقت ٹرمینل بلڈنگ کی تیز روشنی میں سڑک پر کہیں کہیں جمع پانی چمک رہا تھا۔ ترک ڈرائیور نے ایک مرتبہ پیچھے مڑ کر دیکھا پھر مطمئن انداز میں قدم اٹھاتے ہوئے سڑک کے دوسری طرف کھڑی ایک پرانی سی فورڈ کی طرف چلنے لگا۔ فورڈ کی فرنٹ سیٹ پر پہلے ہی سے ایک آدمی سگریٹ کا دھواں اڑا رہا تھا لیکن پستہ قد والا آسٹرین اس کی طرف توجہ دیئے بغیر پچھلی طرف کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گیا۔ اس دوران ڈرائیور فورڈ کا انجن اسٹارٹ کر چکا تھا۔ چند سیکنڈ بعد ہی گاڑی سڑک پر ٹریفک کے ہجوم میں شامل ہو چکی تھی۔ اس دوران ڈرائیور نے عقبی منظر پیش کرنے

والے آئینے کی طرف دیکھا۔ پچھلی سیٹ پر بیٹھے ہوئے پستہ قامت آسٹرین اور ڈرائیور کی نظریں ایک لمحہ کو ملیں۔ ڈرائیور کی نگاہوں میں سوالیہ نشان تھا جسے سمجھتے ہوئے اس شخص نے نہایت خفیف انداز میں سر ہلا دیا۔

سامنے شہر کی جگمگاتی روشنیاں نظر آ رہی تھیں لیکن پانچ منٹ بعد فورڈ مین روڈ سے ہٹ کر بائیں طرف ایک ذیلی سڑک پر مڑ گئی جس پر روشنی کا انتظام بہت ہی ناقص تھا۔ فورڈ متوازن رفتار سے اس نیم تاریک سڑک پر دوڑتی رہی اور بالآخر ایک پرانے سے اپارٹمنٹ ہاؤس کے سامنے رک گئی۔ پستہ قامت بوڑھا آدمی ٹیکسی سے اتر کر ڈرائیور کے پیچھے چلتا ہوا عمارت میں داخل ہو گیا۔ اس نے ٹیکسی میں بیٹھے ہوئے دوسرے آدمی کی طرف دیکھا تک نہیں تھا جو بدستور ٹیکسی میں بیٹھا رہا تھا۔

لفٹ کے ذریعے وہ دونوں پانچویں منزل پر پہنچ گئے۔ ڈرائیور نے جیب سے چابی نکال کر دائیں طرف والا دروازہ کھول دیا اور وہ دونوں اندر داخل ہو گئے۔ یہ اپارٹمنٹ زیادہ بڑا نہیں تھا' فرش پر جو قالین بچھا ہوا تھا کثرت استعمال سے بعض جگہوں سے اس کے دھاگے ادھڑ رہے تھے۔ صوفہ بھی زیادہ قیمتی نہیں تھا۔ اپارٹمنٹ کی تمام بتیاں روشن تھیں۔ گہری رنگت والی ایک نوجوان لڑکی جس نے سفید سوئٹر پر براؤن اسکرٹ پہن رکھی تھی' سامنے ایزی چیئر پر بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کا رخ دروازے ہی کی طرف تھا۔

"ہیلو!" سفید بالوں والے آسٹرین نے اندر داخل ہو کر دروازہ بند کرتے ہوئے لڑکی کی طرف دیکھا اور لڑکی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ٹیکسی ڈرائیور خاموش کھڑا تھا۔ لڑکی نے اپنا ہینڈ بیگ سنبھالتے ہوئے اٹھنے کی کوشش کی لیکن سفید بالوں والے نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا اور محتاط نگاہوں سے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے باتھ روم میں گھس گیا۔ اندر داخل ہوتے ہی اس نے دروازہ بند کر لیا۔ کوٹ' ٹائی اور شرٹ اتار کر کھونٹی پر ٹانگ دی اور سنک کے اوپر ایک ریک پر رکھی ہوئی پلاسٹک کی بوتلوں اور کریم کی مختلف شیشیوں کی طرف دیکھنے لگا۔ اس نے پلاسٹک کی ایک بوتل اٹھائی اور اس کا ڈھکنا کھولنے لگا۔

پندرہ منٹ بعد جب وہ باتھ روم سے برآمد ہوا تو اس کی مونچھیں اور عینک غائب تھی۔ بالوں کا انداز بھی اب بدل چکا تھا۔ ساتھ والے کمرے میں داخل ہو کر اس نے ایک الماری کھولی۔ کچھ دیر تک اندر ٹنگے ہوئے کپڑوں کو دیکھتا رہا پھر گہرے سرخ رنگ کی ٹائی'

بغیر آستین کا سرمئی رنگ کا اونی سوئٹر اور ٹویڈ کا کوٹ نکال لیا۔ لباس تبدیل کرنے کے بعد اس نے جوتے بھی تبدیل کر لئے۔ اب اس کے پیروں میں سیاہ رنگ کے فیتے والے جوتوں کے بجائے براؤن موکیشن نظر آ رہے تھے جن سے اس کے قد میں بھی ایک انچ کا اضافہ ہو گیا تھا۔ اس نے کیمل کلر کا رین کوٹ پہنا اور سر پر براؤن فیلٹ سجا کر آئینے کے سامنے رک کر اپنے آپ کا تنقیدی جائزہ لینے لگا۔

لیونگ روم میں وہ لڑکی اور ٹیکسی ڈرائیور سرگوشیوں میں باتیں کر رہے تھے لیکن اسے کمرے میں داخل ہوتے دیکھ کر خاموش ہو گئے۔ اس شخص کا بدلا ہوا حلیہ دیکھ کر ان میں سے کسی نے بھی حیرت کا اظہار نہیں کیا تھا۔

"اب چلنا چاہئے!" سفید بالوں والا شخص ڈرائیور کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔ "ہمارے پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔" لڑکی کے قریب سے گزرتے ہوئے وہ رک گیا۔ "پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے' مجھے یقین ہے وہ سب خیریت سے ہوں گے!"

لڑکی کے ہونٹوں پر خفیف سی مسکراہٹ آ گئی۔ ٹیکسی ڈرائیور نے ہونٹوں میں دبا ہوا نہایت گھٹیا سا سگریٹ نکال کر ایش ٹرے میں مسل دیا اور سفید بالوں والے کے پیچھے دروازے کی طرف بڑھ گیا' جبکہ لڑکی وہیں کھڑی رہی تھی۔

استنبول آنے کے تقریباً آدھے گھنٹے بعد سفید بالوں والا وہ شخص دوبارہ ایئرپورٹ پر موجود تھا۔ ٹرمینل کے سامنے ٹیکسی رکتے ہی اگلی سیٹ پر بیٹھے ہوئے دوسرے آدمی نے نیلے پلاسٹک کا ایک چھوٹا دستی بیگ اس کی طرف بڑھا دیا۔

"تمہارے کاغذات!"

سفید بالوں والے نے بیگ کھول کر اس میں رکھی ہوئی چیزوں کا جائزہ لیا۔ ایک ہوائی ٹکٹ' ہوٹل ہلٹن استنبول کا ایک ادا شدہ بل' ترکی کے چند کرنسی نوٹ' کچھ ریزگاری اور ایک بیلجین پاسپورٹ جس کے مندرجات سے ظاہر ہوتا تھا کہ اس پاسپورٹ کا حامل آٹھ دن پہلے برسلز سے استنبول پہنچا تھا۔ سفید بالوں والے نے مطمئن انداز میں سر ہلا دیا اور اپنا سوٹ کیس کھینچتا ہوا ٹیکسی سے اتر آیا۔ آگے بڑھنے سے پہلے وہ اچانک ہی مڑ کر جھکا اور کھڑکی میں جھانکتے ہوئے بولا۔

"شکریہ! بیروت میں ہر کام منصوبے کے مطابق پایہ تکمیل کو پہنچ چکا ہے جس کی تفصیل تم کل کے اخبارات میں پڑھ لو گے۔"

بارش ایک بار پھر شروع ہو چکی تھی۔ پانی کے موٹے موٹے قطرے اس کے سفید بالوں میں جذب ہو رہے تھے۔ وہ سیدھا ہو کر مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے ٹرمینل کے ڈپارچر لاؤنج میں داخل ہو گیا۔

اسرائیلی ایئرلائن الال کی ایوننگ فلائٹ نے اسے رات گیارہ بجے تل ابیب کے بن گورین ایئرپورٹ پر پہنچا دیا۔ تل ابیب میں اگرچہ مطلع صاف تھا لیکن یخ بستہ ہوا کے تیز جھکڑ چل رہے تھے اور سردی ہڈیوں کے گودے تک میں سرایت کرتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔

سفید بالوں والا وہ شخص جہاز سے اتر کر ایک کمرشل وین میں بیٹھ گیا جس نے اسے مین ٹرمینل بلڈنگ کے سیکورٹی ونگ کے سامنے اتار دیا۔ وین سے اترتے ہی وہ ایک کمرے کی طرف بڑھ گیا جس کے دروازے پر دو سادہ پوش سیکورٹی گارڈز چاق و چوبند کھڑے تھے۔ کمرے میں چھ افراد تھے جو غالباً اس کا انتظار کر رہے تھے۔ وہ سب اسرائیلی سیکرٹ سروس موساد کے سینئر آفیسرز تھے۔ انہیں دیکھ کر سفید بالوں والے کی بھنویں تن گئیں لیکن دوسرے ہی لمحہ اس کے چہرے کے تاثرات معمول پر آ گئے۔

"مبارک ہو جرمیاح!" ایک دراز قامت شخص اس سے ہاتھ ملاتے ہوئے عبرانی زبان میں بولا۔ "ریڈیو اور ٹی وی پر شام کو نشر ہونے والی خبروں سے ہمیں تمہاری کامیابی کی اطلاع مل گئی تھی۔ وزیراعظم دو مرتبہ تمہیں پوچھ چکے ہیں۔ وہ فوری طور پر تم سے ملنا چاہتے ہیں۔"

"ہمارے آدمیوں کے بارے میں کیا اطلاع ہے ڈیوڈ!" سفید بالوں والے نے جسے جرمیاح کے نام سے مخاطب کیا گیا تھا متجسس لہجے میں دریافت کیا۔

"سب ٹھیک ہے۔" گنجے سر والے ڈیوڈ نے جواب دیا۔ "ان میں سے بیشتر بعافیت وہاں سے نکل چکے ہیں اور باقی کل یہاں پہنچ جائیں گے۔ دوسری ٹیم منصوبہ کے مطابق دو روز میں وہاں پہنچ جائے گی۔" وہ چند لمحوں کو خاموش ہوا پھر بات جاری رکھتے ہوئے بولا۔ "میں تمہارے جذبات کو سمجھ رہا ہوں جرمیاح! برسوں کے انتظار کے بعد تم نے اسے ٹھکانے لگا ہی دیا۔"

"میرا خیال ہے اب چلنا چاہئے' ڈینی کہاں ہے؟" جرمیاح نے بے چین سی نظروں سے ادھر ادھر دیکھا۔ اسی لمحے سرخ چہرے والا ایک صحت مند نوجوان اس کے سامنے آ

گیا۔ "ہم یہاں سے سیدھے دفتر چلیں گے ڈیبی! سب سے پہلے میں سچویشن روم سے تازہ ترین صورتِ حال معلوم کرنا چاہتا ہوں۔"

وہ جیسے ہی مڑا اس کا اسسٹنٹ حیرت سے اس کی طرف دیکھنے لگا۔

"میں نے پہلے ہی کہا تھا یہ انسان نہیں کوئی مافوق الفطرت ہستی ہے۔" سیاہ بالوں والے ایک طویل قامت شخص نے اپنے ساتھی کے کان میں سرگوشی کی۔ "سلامہ کو ٹھکانے لگا دینے کے باوجود یہ سمجھتا ہے جیسے کچھ ہوا ہی نہیں۔ اگر میں اس کی جگہ ہوتا تو یہاں پہنچنے سے پہلے ہی شمپین کی ایسی شاندار پارٹی کا اہتمام کرتا کہ دیکھنے والے دنگ رہ جاتے۔ یہ چھ سال سے سلامہ کے پیچھے تھا اور یہ مدت کچھ کم نہیں ہوتی۔"

"سات سال چار مہینے!" ڈیوڈ نامی شخص نے تصحیح کی۔

وہ سب اسرائیلی سیکرٹ سروس کے سربراہ جرمیاح پیلڈ کی طرف دیکھ رہے تھے جو نپے تلے قدم اٹھاتے ہوئے دروازے کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اس کے چہرے کے تاثرات بتا رہے تھے کہ فلسطینی حریت پسند لیڈر علی حسن سلامہ کو قتل کرنے کے بعد بھی وہ مطمئن نہیں تھا۔ سات سال چار مہینے بعد وہ 1972ء میں میونخ اولمپکس میں اسرائیلی کھلاڑیوں کے قتل کا انتقام لینے میں کامیاب ہو گیا تھا مگر غالباً اب بھی اس کے انتقام کی آگ سرد نہیں ہوئی تھی۔

☆------☆------☆

جب وہ یروشلم کی حدود میں داخل ہوئے تو پو پھٹ رہی تھی۔ ٹراپسٹ کی خانقاہ تک سڑک بالکل صاف اور خشک تھی لیکن جیسے ہی جوڈین ہلز میں پہنچے سڑک کے کنارے جگہ جگہ سفید دھبے دیکھ کر جرمیاح بے اختیار بول اٹھا۔

"برف!"

"ہاں!" اس کے ڈرائیور ڈیبی نے اثبات میں سر ہلایا۔ "پچھلے چار دن سے یروشلم میں برف باری ہوتی رہی ہے۔ ایک موقع تو ایسا آیا تھا کہ یروشلم چوبیس گھنٹوں تک پوری دنیا سے کٹ کر رہ گیا تھا۔"

"برف باری کے دنوں میں ہمیشہ ایسا ہی ہوتا ہے۔" جرمیاح کے لہجے میں ناگواری تھی۔

"گزشتہ رات ٹیڈی کولیک نے اپنے ٹی وی انٹرویو میں کہا تھا کہ عوام حکومت

ٹیکس دینا بند کر دیں کیونکہ سرکاری محکمے انہیں مناسب سہولتیں فراہم نہیں کر رہے۔" ڈیبی نے گاڑی کی رفتار ہلکی کرتے ہوئے کہا۔

جرمیاح نے کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ اسکرین کے دوسری طرف دیکھتا رہا جہاں گاڑی کے ہیڈ لیمپس کی روشنی میں آسمان سے گرتے ہوئے برف کے گالے رقص کرتے ہوئے محسوس ہو رہے تھے۔ ڈیبی نے ونڈ اسکرین کے وائپر چلا دیئے تھے۔ جرمیاح کی نظریں بدستور ونڈ شیلڈ پر مرکوز تھیں۔ بہت دور یروشلم کی آبادی کے آثار نظر آنے لگے تھے۔ آسمان کو چھوتے ہوئے مساجد کے مینار، گرجا گھروں کے کلس اور عبادت گاہوں کے گنبد بڑا دلفریب منظر پیش کر رہے تھے لیکن جرمیاح نے کبھی ان حسین مناظر سے لطف اندوز ہونے کی کوشش نہیں کی تھی۔ وہ اپنی مصروفیات سے کبھی اتنا وقت نہیں نکال سکا تھا کہ فطرت کی ان رنگینیوں سے لطف اندوز ہو سکے بلکہ حقیقت تو یہ تھی کہ اسے ایسی باتوں سے کوئی دلچسپی ہی نہیں تھی۔

اس وقت بھی وہ ایک عجیب سی کیفیت میں مبتلا تھا۔ وہ جب سے لبنان سے واپس آیا تھا اپنے آپ میں عجیب کھوکھلا پن سا محسوس کر رہا تھا جس کی وہ وضاحت نہیں کر سکا تھا۔ اس نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ علی حسن سلامہ کے قتل کے بعد وہ اس عجیب سی کیفیت میں مبتلا ہو جائے گا۔ اس سے قبل جوانی کے دور میں اس نے بے شمار لوگوں کو موت کے گھاٹ اتارا تھا اور ہر شخص کو قتل کرنے کے بعد اس نے عجیب سا لطف محسوس کیا تھا لیکن یہاں صورتِ حال مختلف تھی۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کا جسم کسی بھاری بوجھ کے نیچے دبا ہوا ہو۔ دماغ قطعی ڈل تھا۔ خالی الذہنی کی سی کیفیت تھی۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اب وہ واقعی بوڑھا ہو گیا ہے اور خون کو گرما دینے والا قتل و غارت کا کھیل بھی اس کے خون میں حرارت پیدا کرنے میں کامیاب نہیں ہو رہا۔ ایک لمحہ کو اس کے ذہن میں یہ خیال آیا تھا کہ شاید سلامہ سے انتقام کا جذبہ اس کے خون کو گرمائے ہوئے تھا اور سلامہ کے قتل کے ساتھ ہی وہ سنسنی خیز ولولہ بھی ختم ہو گیا تھا۔

سردی میں ٹھٹھری ہوئی یروشلم کی سڑکیں سنسان پڑی تھیں۔ چوراہوں پر سگنل کی زرد بتیاں بار بار جل بجھ رہی تھیں۔ ویلی آف کراس کے قریب پولیس کی ایک گشتی وین انہیں اوور ٹیک کرتی ہوئی دائیں طرف کی سڑک پر مڑ گئی۔ اس سے فرلانگ بھر آگے مونٹ فیوروٹڈیل کے قریب چند سوئپر ایک ٹرک میں کوڑا لاد رہے تھے۔ پرانے شہر

کے قریب ان کی گاڑی دائیں طرف کی سڑک پر مڑ گئی اور کچھ فاصلہ طے کرنے کے بعد ایک عمارت کے سامنے رک گئی جو مکمل طور پر تاریکی میں ڈوبی ہوئی تھی۔ اس کے سامنے برف سے ڈھکے ہوئے صحن میں پام کے دو درخت بالکل آؤٹ آف فوکس لگ رہے تھے۔

ڈیبی، جرمیاح کا سوٹ کیس اٹھا کر گاڑی سے اتر گیا اور مختصر سا صحن طے کر کے مکان کا دروازہ کھولنے لگا۔ جرمیاح بھی اس کے پیچھے ہی تھا۔ بوڑھی ہاؤس کیپر مکان کے پچھلے حصے میں واقع اپنے کمرے میں گہری نیند سو رہی تھی۔ لیونگ روم کسی سرد جہنم کا منظر پیش کر رہا تھا۔ اپنے چھوٹے سے کمرے میں گھس کر جرمیاح نے پہلے ٹیبل لیمپ روشن کیا پھر ہیٹر کا سوئچ آن کرنے کے بعد رین کوٹ اتار کر کرسی پر گر گیا اور اس طرح گہرے گہرے سانس لینے لگا جیسے میلوں دور سے دوڑتا ہوا آیا ہو۔ ڈیبی جو کہ ڈرائیور ہونے کے ساتھ ساتھ اس کا باڈی گارڈ بھی تھا نہایت دبے قدموں گھر میں گھومتے ہوئے حفاظتی الارم سسٹم کا جائزہ لے رہا تھا۔ بالآخر جب ڈیبی بھی اپنے کمرے میں چلا گیا اور ماحول پر سکون طاری ہو گیا تو جرمیاح نے اطمینان کا سانس لیا۔

وہ کرسی سے اٹھ کر میز کے قریب چلا گیا اور دروازے سے ایک چابی نکال کر کپ بورڈ کے سامنے جھک گیا۔ چابی لگاتے ہی سلائیڈنگ ڈور ایک طرف سرک گیا اور ایک چھوٹا سا سیف سامنے آ گیا جس کا ڈائل عام تجوریوں سے بہت مختلف تھا۔ جرمیاح چند لمحے سیف کی طرف دیکھتا رہا اور کمبی نیشن ملانے کے بعد ڈائل کو بائیں طرف گھما دیا۔ کلک کی ہلکی سی آواز سنائی دی اور سیف کا دروازہ کھل گیا۔

جرمیاح نے ایک ضخیم فائل سیف سے نکال لیا جس کے کور کی رنگت فیڈ ہو چکی تھی۔ فائل کور پر موٹے حروف میں علی حسن سلامہ اور اس کے نیچے 5 ستمبر 1972ء لکھا ہوا تھا۔ یہ وہ تاریخ تھی جب یہ فائل کھولا گیا تھا۔ اس نے فائل میز پر رکھ دیا اور کرسی پر بیٹھ گیا۔ کچھ دیر تک تو وہ اس طرح بے حس و حرکت بیٹھا رہا جیسے پتھر کی مورتی میں بدل گیا ہو۔ اس کی نظریں فائل پر مرکوز تھیں۔ اس کے ہاتھ حرکت میں آئے اور وہ فائل پر بندھا ہوا ربن کھولنے لگا۔ فائل میں لگے ہوئے کاغذات دو حصوں میں منقسم تھے۔ ان کے درمیان گتے کا ایک ٹکڑا رکھا ہوا تھا اور ہر حصے کو ایک الگ عنوان دیا گیا تھا۔ پہلے حصے کے شروع میں ایک سادہ کاغذ پر موٹے حروف میں میونخ لکھا ہوا تھا۔

جرمیاح نے وہ کاغذ ایک طرف ہٹا دیا۔ نیچے ایک اور کاغذ پر گیارہ نوجوان لڑکوں کی تصویریں چپکی ہوئی تھیں۔ ہر تصویر کے نیچے ایک نام بھی لکھا ہوا تھا۔ وہ ان تصویروں کو دیکھتا رہا۔ اس کے ذہن میں 5 ستمبر 1972ء کی رات ابھر آئی۔ وہ رات کا آخری پہر تھا جب ٹیلی فون کی گھنٹی کی آواز سے اس کی آنکھ کھل گئی تھی۔ وہ دفتر سے ڈیوٹی آفیسر کی کال تھی۔

”جرمیاح! عرب حریت پسندوں کے ایک گروہ نے میونخ اولمپک ویلج میں ہمارے کچھ کھلاڑیوں کے کیمپ پر حملہ کر دیا ہے۔ فائرنگ میں کچھ کھلاڑی مارے گئے ہیں اور بعض لڑکوں کو یرغمال بنا لیا گیا ہے۔“

یہ ٹیلی فون کال ان سنسنی خیز واقعات کا پیش خیمہ ثابت ہوئی تھی جن سے وہ آنے والے برسوں میں دوچار رہا۔ گزرے ہوئے واقعات کسی فلم کی طرح اس کی نظروں کے سامنے سے گزر رہے تھے۔ اسے اسی رات ٹیلی فون پر آرمی چیف آف اسٹاف اور موشے دایان سے ہونے والی گفتگو کا ایک ایک لفظ ابھی تک یاد تھا اور گولڈا مائر کی اس وقت کی کیفیت کو وہ زندگی کے آخری لمحوں تک بھی نہیں بھلا سکے گا۔ نصف رات کے لگ بھگ جب وہ وزیراعظم گولڈا مائر کے پاس پہنچا تو وہ نائٹ گون میں تھی اور اس کے کندھوں پر اونی شال نیچے ڈھلکی ہوئی تھی۔ گولڈا مائر نے آگے بڑھ کر جب اس کا ہاتھ پکڑا تو جرمیاح نے اس کے ہاتھوں کی کپکپاہٹ کو واضح طور پر محسوس کیا تھا۔

”ان لڑکوں کو دہشت گردوں کے چنگل سے زندہ سلامت نکالنا ہے جرمیاح!“ مسز گولڈا مائر کی آواز بھی کپکپا رہی تھی۔ جرمیاح کو وہ گفتگو بھی یاد تھی جو اسی رات ٹیلی فون پر جرمن سیکرٹ سروس کے سربراہ سے ہوئی تھی۔

”ہم ان لڑکوں کو بچانے کی ہر ممکن کوشش کریں گے مسٹر جرمیاح! اور آئندہ ہم کبھی جرمنی کی سرزمین پر یہودیوں کا خون بہانے کی اجازت نہیں دیں گے۔“

وہ فائل میں رکھے ہوئے کاغذات کو الٹ پلٹ رہا تھا۔ ان میں پنک رنگ کے وہ ٹیلی گرام فارم بھی تھے جن کے ذریعے ابتدا میں اولمپک ویلج سے خوشگوار اطلاعات موصول ہوئی تھیں۔ دہشت گردوں کو بلیک ستمبر کے ممبران کی حیثیت سے شناخت کر لیا گیا تھا۔ جرمیاح جانتا تھا کہ بلیک ستمبر کو الفتح کا اہم ترین حصہ سمجھا جاتا تھا۔ اس ذیلی تنظیم کو فلسطینی حریت پسندوں کی تمام تنظیموں کی ریڑھ کی ہڈی تسلیم کر لیا گیا تھا۔ یوں تو ہمیشہ ہی

تمام حریت پسند جان ہتھیلی پر لئے پھرتے تھے مگر بلیک ستمبر کے ممبران کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ وہ آگ میں بھی کود جاتے ہیں۔

دوپہر کے لگ بھگ سرکاری طور پر ان نو اسرائیلی کھلاڑیوں کے ناموں کا اعلان کر دیا گیا جو فلسطینی حریت پسندوں کے قبضے میں تھے۔ دو کھلاڑیوں کو اس دوران کلاشنکوف کے برسٹ سے اڑا دیا گیا تھا۔ جب انہوں نے فلسطینی حریت پسندوں کو چکمہ دے کر فرار ہونے کی کوشش کی تھی۔ اس کے آدھے گھنٹے بعد حریت پسندوں کی طرف سے دو سو ناموں پر مشتمل ان افراد کی فہرست جاری کی گئی جو مختلف جیلوں میں قید تھے۔ یہ سب فلسطینی حریت پسند تھے اور یرغمالی اسرائیلی کھلاڑیوں کے عوض ان کی غیر مشروط رہائی کا مطالبہ کیا گیا تھا۔ اس فہرست میں آندریز بدر اور آلرک منہوف کے نام بھی شامل تھے۔ ان دونوں کو جرمنی کی ایک گوریلا تنظیم کے خوفناک ترین دہشت گرد سمجھا جاتا تھا اور وہ ان دنوں سخت حفاظتی انتظامات میں فرینکفرٹ جیل میں بند تھے۔

جرمیاح فائل میں ان کاغذات کو دیکھ رہا تھا جن میں گولڈا مائر سے ہونے والی گفتگو اور جرمنی کے چانسلر برانڈٹ کا خفیہ پیغام تحریری صورت میں محفوظ تھا۔ اسرائیلی یرغمالیوں کو فلسطینی حریت پسندوں کے قبضے سے چھڑانے کے لئے جرمن سیکرٹ سروس نے ایک منصوبہ بنا لیا تھا۔ انہوں نے ایک اسرائیلی نمائندے کو بھی میونخ آنے کی دعوت دی تھی لیکن اس شرط کے ساتھ کہ اسرائیلی نمائندے کی حیثیت ایک تماشائی سے زیاد نہیں ہو گی۔ جرمیاح خود میونخ جانے کے لئے تیار ہو گیا تھا۔ طوفانی رفتار سے ایئرپورٹ کی طرف جاتے ہوئے اسے گاڑی میں موٹر وائرلیس ٹرانسیور کے ذریعے میونخ پولیس کے کمانڈر کا پیغام ملا جس میں بتایا گیا کہ منصوبے کے مطابق فلسطینی حریت پسندوں کو یرغمالیوں سمیت فرسٹن فیلڈ ایئربیس لے جایا جائے گا اور حریت پسندوں کو یہ تاثر دیا جائے گا کہ وہاں سے انہیں لے جانے کے لئے جہاز فراہم کر دیا جائے گا۔ جبکہ جرمن پولیس کے نشانہ باز ایئربیس کے اردگرد پوزیشن سنبھالے ہوں گے۔

خصوصی جیٹ طیارے پر میونخ کی طرف پرواز کرتے ہوئے جرمیاح راستے بھر منصوبے بناتا رہا۔ اس کے خیال میں فلسطینی حریت پسندوں کو ان کے ٹھکانے سے نکال کر ایئربیس لے جانے کے لئے ایک خاص حکمت عملی کی ضرورت تھی۔ اس کے خیال میں فلسطینی حریت پسندوں کو بے وقوف بنانا آسان نہیں تھا۔ مزید برآں جرمن پولیس وا۔

عربی زبان سے بھی واقف نہیں تھے لیکن جرمیاح کے لئے پریشانی کی بات یہ تھی کہ اسے صرف تماشائی کی حیثیت سے مدعو کیا گیا تھا اور وہ عملی طور پر کچھ نہیں کر سکتا تھا۔

فرسٹن فیلڈ ایئربیس کے کنٹرول ٹاور میں بیٹھا وہ اپنے آپ کو بالکل بے بس محسوس کر رہا تھا۔ کچھ ہی دیر بعد دو ہیلی کاپٹر فضا میں نمودار ہوئے۔ جرمیاح اپنی جگہ پر بے حس و حرکت بیٹھا ہیلی کاپٹروں کو لینڈ کرتے ہوئے دیکھتا رہا اور پھر جیسے ہی فلسطینی حریت پسند اپنے قیدیوں کو لے کر ہیلی کاپٹروں سے اترے بیس کے چاروں طرف چھپے ہوئے جرمن پولیس کے نشانہ بازوں نے فائر کھول دیا لیکن وہ زیادہ اچھے نشانہ باز ثابت نہیں ہوئے۔ صرف دو حریت پسند ان کی فائرنگ کی زد میں آ سکے تھے۔ جواب میں حریت پسندوں نے بھی فائرنگ شروع کر دی۔ فائرنگ کے اس تبادلے میں پانچ حریت پسند مارے گئے جبکہ باقی تین ہتھیار ڈالنے پر مجبور ہو گئے تھے لیکن ہتھیار پھینکنے سے پہلے وہ اپنے تمام اسرائیلی قیدیوں کو موت کے گھاٹ اتار چکے تھے۔

جرمیاح اسرائیلی کھلاڑیوں کی میموریل سروس میں حصہ لینے کے لئے نہیں رکا تھا۔ ایک گھنٹے بعد ہی وہ اپنے خصوصی طیارے کے ذریعے اسرائیل روانہ ہو گیا اور بن گورین ایئرپورٹ پر اترتے ہی تل ابیب کے نواح میں وزیراعظم گولڈا مائر کی رہائش گاہ پر پہنچ گیا۔ گولڈا مائر کا چہرہ بالکل سفید ہو رہا تھا۔ وہ اپنی عمر سے کہیں زیادہ بوڑھی نظر آ رہی تھی۔ اس نے جرمیاح کا استقبال بھی بڑی سرد مہری سے کیا تھا۔

"میں اس شخص کو تلاش کرنا چاہتا ہوں جو اس سانحہ کا ذمہ دار ہے۔" جرمیاح نے گولڈا مائر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "ماضی میں آپ انتقامی سرگرمیوں کے خلاف رہی ہیں۔ ممکن ہے آپ کا نظریہ درست ہو لیکن میں کسی کو اپنے آدمیوں کے قتل عام کی اجازت نہیں دے سکتا۔ اگر میں بلیک ستمبر کو نہیں کچل سکتا تو مجھے موساد کی سربراہی کا بھی حق نہیں ہونا چاہئے۔"

جرمیاح نے اگرچہ کھل کر اپنے عہدے سے استعفیٰ کی دھمکی نہیں دی تھی لیکن گولڈا مائر کو اس کے الفاظ کا مفہوم سمجھنے میں دیر نہیں لگی تھی۔ اس نے جرمیاح کو چوبیس گھنٹے انتظار کرنے کو کہا تاکہ اس دوران وہ اپنی کابینہ کے وزراء سے مشورہ کر کے کسی فیصلے پر پہنچ سکے۔

دوسرے دن دوپہر سے پہلے جرمیاح کو گولڈا مائر کے دفتر میں طلب کر لیا گیا۔ گزشتہ

روز کی طرح اس وقت بھی گولڈا امائر کے رویے میں سردمہری نمایاں تھی۔ جرمیاح خاموش کھڑا سوالیہ نگاہوں سے اس کی طرف دیکھتا رہا۔

"مجھے نہیں معلوم کہ تمہارے ذہن میں کیا ہے جرمیاح!" گولڈا امائر نے لب کشائی کی۔ "لیکن تم جو کچھ بھی کرنا چاہتے ہو میری طرف سے تمہیں اجازت ہے۔" اس مختصر سی یکطرفہ گفتگو کے ساتھ ہی ان کی ملاقات ختم ہو گئی۔

جرمیاح نے فوراً ہی اپنے ایجنٹ میونخ بھیج دیئے تاکہ وہاں بلیک ستمبر کے بارے میں معلومات جمع کی جا سکیں۔ اس دوران اس نے اور چیف آف آپریشنز ڈیوڈ راتھ نے ایک ایسی ٹیم تیار کر لی جسے بلیک ستمبر کے اس لیڈر کو تلاش کر کے موت کے گھاٹ اتارنے کی ذمہ داری سونپی گئی جس نے میونخ میں اسرائیلی کھلاڑیوں کے قتل کا منصوبہ بنایا تھا۔

15 ستمبر تک جرمیاح کو پتہ چل گیا کہ میونخ کے اولمپک ولیج میں اسرائیلی کھلاڑیوں کے قتل کا منصوبہ کس طرح بنایا گیا تھا۔ اولمپک ولیج میں کام کرنے والے ایک انجینئر سمیت چند نامعلوم جرمن دہشت گرد بھی اس منصوبے میں شامل تھے۔ جرمیاح کے ایجنٹوں نے یہ رپورٹ بھی دی تھی کہ اس منصوبے کی پلاننگ ایک نوجوان فلسطینی حریت پسند نے کی تھی جس نے مشرقی برلن کو اپنا ہیڈ کوارٹر بنا رکھا تھا۔ اس کا کوڈ نام ریڈ پرنس تھا۔

دس دن بعد جرمیاح، ریڈ پرنس کے بارے میں معلومات حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ وہ علی حسن سلامہ تھا!

☆------☆------☆

جرمیاح نے کرسی کی پشت سے ٹیک لگا کر آنکھیں بند کر لیں۔ سلامہ کا نام اس کے دماغ میں ہتھوڑے برسا رہا تھا۔ وہ اس کے باپ کو اچھی طرح جانتا تھا۔ حسین سلامہ قوم پرست فلسطینی تھا۔ اسرائیل کے معرض وجود میں آنے سے پہلے اس نے یہودیوں کو ناکوں چنے چبوا دیئے تھے۔ یہودی اس کے نام سے ہی تھر تھرا اٹھتے۔ وہ فلسطینی سرفروشوں کے ایک چھوٹے سے گروہ کا لیڈر تھا۔ اس کا یہ مختصر سا گروہ جس طرف سے بھی گزر جاتا۔ بستیوں میں صف ماتم بچھ جاتی۔ اسرائیلی ریاست کے معرضِ وجود میں آتے ہی حسین سلامہ نے ایک پرائیویٹ فوج تیار کر لی جس نے یہودیوں کا جینا حرام کر دیا۔ اس کی فوج

نے مختلف شاہراہوں پر قبضہ کر کے یروشلم کو ریاست کے باقی حصوں سے کاٹ دیا۔ ہنگامہ کے رضاکاروں پر مشتمل گوریلوں کی ایک ٹیم بھیجی گئی جس نے پانچ سو پونڈ ڈائنامائٹ سے حسین سلامہ کا ہیڈ کوارٹر اڑا دیا۔ اس دھماکے میں حسین سلامہ کے علاوہ اس کی فوج کے تیس اعلیٰ افسران بھی مارے گئے۔

1948ء کی اس رات جب یہودی گوریلوں کی ٹیم تل ابیب واپس پہنچی تو ہنگامہ کے نوجوان چیف آف انٹیلی جنس جرمیاح ہیلڈ نے اطمینان کا سانس لیتے ہوئے حسین سلامہ کا فائل بند کر دیا تھا لیکن پچیس سال بعد حسین سلامہ کا بیٹا علی حسن سلامہ یہودیوں کے لئے قہر کے دیوتا کے روپ میں سامنے آیا تھا اور اس طرح سلامہ کے نام کا فائل ایک بار پھر کھل گیا تھا۔

جرمیاح ایک بار پھر فائل پر جھک گیا۔ اگلے کاغذ پر جلی حروف میں ریڈ پرنس لکھا ہوا تھا۔ اس وقت وہ ریڈ پرنس کے بارے میں کچھ نہیں جانتا تھا لیکن پھر رفتہ رفتہ جگسا پزل کے بکھرے ہوئے ٹکڑے آپس میں ملتے گئے اور ریڈ پرنس کی شخصیت واضح ہو گئی۔ ایک رپورٹ میں ویسٹ بینک کے ایک مہاجر کیمپ میں سلامہ کے بیتے ہوئے بچپن کے بارے میں تفصیل سے معلومات فراہم کی گئی تھیں۔ دوسری رپورٹ اس کی تخریب کاری کی اس تربیت کے بارے میں تھی جو اس نے قاہرہ میں حاصل کی تھی۔ تیسری رپورٹ میں بیروت کی امریکی درس گاہ میں اس کی تعلیم کے بارے میں بتایا گیا تھا۔ اس صفحہ پر اس کی ایک دھندلی سی تصویر بھی تھی جس میں وہ چند فلسطینی حریت پسندوں کے ساتھ بڑے پُرجوش انداز میں یاسر عرفات کو خوش آمدید کہہ رہا تھا۔ جرمیاح کو وہ دن اچھی طرح یاد تھا جب سلامہ کی یہ تصویر ملنے پر موساد میں اوپر سے نیچے تک سنسنی کی ایک لہر دوڑ گئی تھی۔ اس تصویر سے انہیں کم از کم سلامہ کا حلیہ معلوم ہو گیا تھا۔ اسی دوران روم میں الفتح کے ایک پیغام رساں کی گرفتاری ان کے لئے بہت بڑا بریک تھرو ثابت ہوئی تھی۔ اس فلسطینی پر یہودیوں نے تشدد کے سارے ہی گُر آزما ڈالے اور بالآخر اس نے زبان کھول دی تھی۔ اس کے کہنے کے مطابق سلامہ ایک خوبرو نوجوان تھا جو کئی زبانیں بڑی روانی سے بول سکتا تھا۔ وہ حسین یورپین عورتوں کا دلدادہ اور قیمتی اور عمدہ تراش کے ملبوسات کا شوقین تھا۔ اپنے بعض دوستوں میں وہ پلے بوائے کے نام سے مشہور تھا۔ پورے یورپ اور خصوصاً جرمنی میں کئی دہشت پسند گروہوں سے اس کے قریبی تعلقات تھے جن کی مدد سے وہ ہائی

جیکنگ سمیت یہودیوں کے خلاف کئی کارنامے انجام دے چکا تھا۔ میونخ کے اولمپک ویلج میں اسرائیلی کھلاڑیوں کی ہلاکت اس کا اہم کارنامہ تھا۔ الفتح کے اس پیام رساں نے اگرچہ تشدد کے سامنے زبان کھول دی تھی لیکن یہودی اس سے ایک اہم سوال کا جواب حاصل نہیں کر سکے تھے کہ سلامہ اس وقت کہاں تھا؟

جرمیاح نے یہودیوں کے جن دشمنوں کو موت کے گھاٹ اتارنے کے لئے ان کے ناموں کی فہرست تیار کر رکھی تھی سلامہ کا نام ان میں سب سے اوپر تھا لیکن اسے یہودیوں کے اس دشمن نمبر ایک کے کسی ٹھکانے کا علم نہیں تھا۔ جرمیاح نے گہرا سانس لیتے ہوئے فائل کا ورق پلٹ دیا۔ اگلے کاغذ پر جلی حروف میں لیلے ہیمر لکھا ہوا تھا۔

☆------☆------☆

جولائی کے وسط میں وہ خبر تین مختلف ذرائع سے موصول ہوئی تھی۔ موساد کی اس ٹیم نے جو وسطی جرمنی میں بدر منہاف کے خفیہ ٹھکانوں کی تلاش میں سرگرداں تھی' الم میں سلامہ کا سراغ لگا لیا تھا۔ ریڈ پرنس' بھوری آنکھوں اور سرخ بالوں والی ایک خوبصورت لڑکی کے ساتھ کئی مہینوں سے ایک مکان میں روپوش تھا اور اب غالباً مطمئن ہونے کے بعد وہ اپنی پناہ گاہ سے باہر آ گیا تھا۔ وہ اپنی گرل فرینڈ کو لے کر سب سے پہلے پیرس پہنچا تھا جہاں مختصر سے قیام کے بعد وہ ویلے سے ہوتے ہوئے ہمبرگ چلے گئے تھے۔ یہاں پر یہودی ایجنٹوں نے ان کا سراغ کھو دیا لیکن وہ جس سمت میں سفر کر رہے تھے اس سے اندازہ ہوتا تھا کہ وہ سیکنڈے نیویا کا رخ کریں گے۔ موساد کو ملنے والی ایک افواہ نے ان کے اس اندازے کی تصدیق کر دی۔ جرمیاح کو اطلاع ملی تھی کہ بلیک ستمبر کی ایک ٹیم سویڈن میں کوئی کارروائی کرنے والی ہے۔ لیکن اس اطلاع کے باوجود جرمیاح اپنے آدمیوں کو گرین سگنل دیتے ہوئے ہچکچا رہا تھا لیکن 14 جولائی کو یوسف الحمید نامی ایک شخص کو اس سمت میں سفر کرتے دیکھ کر وہ چونکے بغیر نہیں رہ سکا تھا۔ الحمید الجزائر کا رہنے والا تھا اور کچھ عرصے پہلے ہی موساد کے مشتبہ افراد کی لسٹ پر آیا تھا۔

موساد کے ایجنٹ گزشتہ چھ ماہ سے الحمید کی نگرانی کر رہے تھے۔ اس کا ہیڈ کوارٹر اگرچہ جنیوا میں تھا لیکن ان چھ مہینوں کے دوران یہودی ایجنٹوں نے یورپ کے کئی شہروں تک اس کا تعاقب کیا تھا اور اسے بلیک ستمبر اور یورپ کی مختلف دہشت گرد تنظیموں کے نمائندوں سے ملتے ہوئے دیکھا گیا تھا۔ اس کی ان سرگرمیوں سے موساد نے نتیجہ اخذ کیا

تھا کہ یوسف الحمید بلیک ستمبر کا اہم ترین رکن ہے اور جس عجلت میں وہ سیکنڈے نیویا روانہ ہوا تھا وہ بھی خاصی معنی خیز تھی۔ جرمیاح کو یقین تھا کہ وہ علی حسن سلامہ سے ملنے جا رہا ہے۔

یوسف الحمید 17 جولائی کو ناروے کے پُرسکون دارالحکومت اوسلو پہنچا اور اس دوپہر تل ابیب میں اسرائیلی انٹیلی جنس موساد کے ڈائریکٹروں کی ایک خفیہ میٹنگ میں بڑی گرما گرم بحث کے بعد یہ نتیجہ اخذ کیا گیا تھا کہ یوسف الحمید ہی سلامہ تک یہودی ایجنٹوں کی رہنمائی کر سکتا ہے۔ اس سے اگلے ہی روز 18 جولائی کو سفاک ترین یہودیوں کی ایک ٹیم یوسف الحمید اور سلامہ کو قتل کرنے کے لئے اوسلو بھیج دی گئی۔ یوسف الحمید اس دوران اوسلو کے شمال میں ایک سو دس میل دور لیلے ہیمر نامی ایک قصبے میں پہنچ چکا تھا جس کی آبادی صرف بیس ہزار افراد پر مشتمل تھی۔ 20 جولائی کو موساد کے دو ایجنٹ صبح ہی سے سائے کی طرح یوسف الحمید کے پیچھے لگے رہے تھے جو قصبے کے مختلف مقامات پر گھومتا ہوا بالآخر ٹہلنے کے انداز میں کیفے کیرولین کے اوپر ایئر ٹیرس میں بچھی ہوئی میزوں میں سے ایک پر بیٹھ گیا تھا۔ چند منٹ بعد ہی ایک اور آدمی بھی اس میز پر آن بیٹھا تھا۔ وہ نسلاً عرب تھا۔ موساد کے ایجنٹ اپنی اپنی جیبوں سے علی حسن سلامہ کی دھندلی سی تصویر نکال کر یوسف الحمید کے ساتھی کے چہرے کے نقوش کا تصویر سے تجزیہ کرنے لگے۔ سلامہ کی تصویریں دنیا بھر میں یہودی ایجنٹوں کو تقسیم کر دی گئی تھیں۔ یوسف الحمید کے ساتھ بیٹھے ہوئے اس شخص اور سلامہ کی تصویر میں بہت معمولی سا فرق تھا۔ اس شخص کی مونچھیں تھیں جبکہ سلامہ کی تصویر میں مونچھیں نہیں تھیں۔ اس معمولی سے فرق کے باوجود یہودی ایجنٹ اس نتیجہ پر پہنچے تھے کہ وہ ان کا مطلوبہ ریڈ پرنس ہی تھا جس نے مونچھوں کی مدد سے اپنا حلیہ بدلنے کی کوشش کی تھی۔

اس رات تل ابیب میں موساد کے ہیڈ کوارٹر میں خفیہ الفاظ پر مشتمل ایک ٹیلی گرام موصول ہوا جس میں اطلاع دی گئی تھی کہ سلامہ لیلے ہیمر میں موجود ہے۔ جرمیاح نے جوابی کیبل کے ذریعے اپنے ایجنٹوں کو گرین سگنل دینے میں ایک لمحہ کی بھی تاخیر نہیں کی تھی۔

21 جولائی کی رات سلامہ ایک خوبصورت لڑکی کے ساتھ لیلے ہیمر کے ایک سینما میں فلم دیکھ کر باہر نکلا۔ وہ دونوں ہاتھ میں ہاتھ ڈالے ٹہلنے والے انداز میں چلتے رہے۔ دس

بج کر چالیس منٹ پر وہ جیسے ہی فردبکن اسٹریٹ پر پہنچے' سڑک کے کنارے کھڑی ہوئی کرائے کی ایک مزدا کار سے ایک خوبصورت دراز قامت لڑکی اور ایک آدمی نیچے اترا۔ ایک لمحہ کی تاخیر کئے بغیر انہوں نے چودہ گولیاں سلامہ کے جسم میں اتار دیں اور کار میں بیٹھ کر فرار ہو گئے۔ ریڈ پرنس مرچکا تھا لیکن اس کی ساتھی خوبصورت لڑکی کو کوئی گزند نہیں پہنچی تھی۔

☆------☆------☆

فائل میں اگلی دستاویز 22 جولائی 1973ء کے ایک اخبار کے تراشے پر مشتمل تھی' جرمیاح کی نظریں خبر کی سرخی پر مرکوز تھیں۔ "لیلے ہیمر میں ایک مراکشی ویٹر کا بہیمانہ قتل!"

خبر کے متن میں بتایا گیا تھا کہ بوشیکی نامی یہ مراکشی باشندہ پچھلے پانچ سال سے لیلے ہیمر کے کیفے کیرولین میں ویٹر کی حیثیت سے خدمات انجام دے رہا تھا لیکن گزشتہ رات اسے نہایت بہیمانہ طریقے سے موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ اس نے تقریباً ایک سال پہلے ایک مقامی لڑکی سے شادی کی تھی جو دو مہینے بعد ماں بننے والی تھی۔

اس خبر کو پڑھنے کے بعد اس میں شبہے کی کوئی گنجائش نہیں رہی تھی کہ یہودی ایجنٹوں نے ایک غیر متعلق اور بے گناہ آدمی کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ وہ شخص جو یوسف الحمید کو لیلے ہیمر کے اوپن ایئر کیفے میں ملا تھا۔ ریڈ پرنس نہیں تھا' اس کا حریت پسندوں سے دور کا بھی کوئی تعلق نہیں تھا۔ وہ ہوٹل کا ویٹر تھا جسے یوسف الحمید نے غالباً کچھ پوچھنے کے لئے اپنی میز پر بٹھالیا تھا۔

جرمیاح کو یاد تھا کہ 1973ء کی جولائی کی ایک صبح جب اس نے اخبار میں یہ خبر پڑھی تھی تو اس کی کنپٹیاں تک سلگ اٹھی تھیں۔ اس کے آدمیوں نے موساد کی تاریخ میں سب سے بڑی حماقت کا ثبوت دیا تھا۔ وہ اخبار چھوڑ کر چیختا دھاڑتا ہوا آپریشن روم کی طرف دوڑا تھا لیکن اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہہ سکتا ڈیوڈ راتھ نے اس کے ہاتھ میں کیبل تھما دیا تھا جو ابھی ابھی ڈی کوڈنگ روم سے موصول ہوا تھا۔ کیبل کا مختصر سا پیغام پڑھتے ہی اسے پیٹ میں گرہیں سی پڑتی ہوئی محسوس ہونے لگیں۔ اوسلو اور لیلے ہیمر میں موساد کے چھ ایجنٹ' جن میں دو عورتیں بھی شامل تھیں' گرفتار ہو گئے تھے اور نارویجن پولیس اس قتل کے سلسلے میں ان سے پوچھ گچھ کر رہی تھی۔

فائل میں لگا ہوا ٹیلی گرام پڑھ کر جرمیاح کے منہ سے بے اختیار گہرا سانس نکل گیا۔ اسے اوسلو میں گرفتار ہونے والے یہودی ایجنٹوں کے خلاف کیس کی ایک ایک تفصیل یاد تھی۔ ان ایجنٹوں نے نہ صرف اس قتل کے سلسلے میں اقبالِ جرم کر لیا تھا بلکہ موساد کے بعض انتہائی اہم راز بھی طشت از بام کر دیئے تھے۔ پورے یورپ میں موساد کے ایجنٹوں کے نام' ان کے ایڈریس' فون نمبر ایک دوسرے سے رابطے کے خفیہ کوڈ اور پیغام رسانی کے خفیہ کوڈ بھی اخبارات کی زینت بن چکے تھے۔ اس کیس میں موساد کے چھ میں سے ایک ایجنٹ کو سزائے موت اور پانچ کو ایک سے چھ سال تک قید کی سزا ہو گئی تھی اور جرمیاح یہ سوچے بغیر نہیں رہ سکا تھا کہ لیلے ہیمر کے اس واقعہ کے بعد موساد کو سنبھلنے کے لئے ایک مدت درکار ہو گی۔

گولڈا مائر کے بعد جب رابن نے وزارت عظمیٰ کا قلمدان سنبھالا تو قسمت کی دیوی اس وقت بھی جرمیاح پر مہربان رہی' پے در پے ناکامیوں کے باوجود اس سے استعفیٰ کا مطالبہ نہیں کیا گیا تھا۔ البتہ چند ہفتوں بعد نئے وزیراعظم کی طرف سے اسے تحریری طور پر یہ حکم جاری کیا گیا کہ دیگر اہم امور کی وجہ سے وہ ریڈ پرنس کے معاملے کو فی الحال پس پشت ڈال دے۔ وزیراعظم کا یہ حکم نامہ ملنے کے تین مہینے بعد اکتوبر میں جنگ چھڑ گئی اور جرمیاح کا محکمہ موساد حقیقتاً اہم ترین امور کی انجام دہی میں مصروف ہو گیا۔

فائل کے آخری حصے میں صرف تین دستاویزات تھیں۔ ایک تصویر یاسر عرفات کی تھی جو 13 نومبر 1974ء کو اس کے اقوام متحدہ کے دورے کے موقع پر اخبارات میں شائع ہوئی تھی۔ اس تصویر میں یاسر عرفات کے ساتھ کچھ اور آدمی بھی تھے۔ اس کی پشت پر کھڑے ہوئے ایک نوجوان کے چہرے پر سرخ پنسل سے دائرہ بنا دیا گیا تھا اور ایک کونے میں سرخ پنسل سے سلامہ لکھا ہوا تھا۔

دوسری دستاویز نومبر 1976ء کو بیروت سے ملنے والی ایک رپورٹ پر مشتمل تھی۔ اس رپورٹ میں بتایا گیا تھا کہ سلامہ کو الفتح کا سیکورٹی چیف مقرر کیا گیا ہے۔ اس کے بارے میں یہ بھی سننے میں آیا تھا کہ یاسر عرفات کا جانشین بھی وہی ہو گا۔ وہ ان دنوں الفتح کے ہیڈ کوارٹر میں ہے جہاں سخت ترین حفاظتی انتظامات اختیار کیے گئے تھے۔ اس نے اپنے بیوی بچوں کو بھی کیمپ کے انتہائی اندرونی حصے میں منتقل کر دیا تھا۔

تیسری دستاویز دراصل ایک اطالوی میگزین کا تراشہ تھا۔ عورتوں کا یہ میگزین عریاں

قسم کے مضامین اور لوگوں کے بارے میں اسکینڈل شائع کرنے کے معاملے میں خاصا بدنام تھا۔ مضمون کے ساتھ ہی لبنانی نژاد حسینہ عالم جورجینا رزاق کی تصویر بھی تھی۔ میگزین میں جورجینا اور ایک مسلمان نوجوان کے عشق کے بارے میں سنسنی خیز انکشافات کرتے ہوئے کہا گیا تھا کہ اس مسلمان نوجوان نے حسینہ عالم کے لئے اپنے بیوی بچوں کو نظرانداز کر دیا تھا اور ان دنوں جورجینا کے ساتھ بیروت کے فیشن ایبل علاقے میں رہائش پذیر تھا۔ وہ مسلمان نوجوان علی حسن سلامہ تھا۔ جرمیاح نے اس مضمون کے حاشیہ میں سرخ پنسل سے ایک نوٹ بھی لکھ دیا تھا۔ "سلامہ کے معمولات کی نگرانی کی جائے اور اس پر حملے کے امکانات کا جائزہ لیا جائے!"

جرمیاح نے سلامہ کا فائل بند کر کے فیتہ باندھ دیا اور جیب سے قلم نکال کر فائل کے کور پر موٹے حروف میں صرف ایک لفظ لکھ دیا۔ کلوزڈ!

فائل ایک طرف سرکا کر اس نے میز کی دراز سے ایک سادہ کاغذ نکالا اور لیمپ کی روشنی ایڈجسٹ کر کے خط لکھنے کی تیاری کرنے لگا۔ یہ خط اگرچہ کل بھی لکھا جا سکتا تھا لیکن اس نے آج ہی اس کام سے فارغ ہو لینا ضروری سمجھا۔

"ڈیئر پرائم منسٹر!" اس نے لکھنا شروع کیا۔ "میں نے موساد کی سربراہی اور کمیشن آف ڈائریکٹرز آف انٹیلی جنس کمیونٹی کے چیئرمین کی حیثیت سے مستعفی ہونے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ مجھے بہت عرصہ پہلے ہی ریٹائر ہو جانا چاہئے تھا لیکن ستمبر 72ء میں میونخ میں اسرائیلی کھلاڑیوں کے قتل کے واقعہ نے اپنی خدمات جاری رکھنے پر مجبور کر دیا۔ اس وقت کی وزیراعظم مسز گولڈ امائر نے بھی ازراہِ نوازش مجھے اس وقت تک ان عہدوں پر رہنے کی اجازت دے دی جب تک میں اپنے کھلاڑیوں کے قاتلوں کو کیفر کردار تک نہ پہنچا دیتا۔ اس دوران اگرچہ مجھ سے بعض نہایت سنگین غلطیاں بھی ہوئیں لیکن مسز گولڈ امائر نے ہر قدم پر میرا ساتھ دیا۔ 1973ء میں لیلے ہیمر کے واقعہ کے بعد اگرچہ گولڈ امائر پر ہر طرف سے دباؤ ڈالا جا رہا تھا کہ مجھے اپنے فرائض سے سبکدوش کر دیا جائے لیکن گولڈ امائر نے ہمیشہ میری حمایت کی اور میرے اور مخالفین کے درمیان ڈھال بنی رہیں۔"

جرمیاح لکھتے لکھتے رک گیا۔ انگلیوں میں قلم گھماتے ہوئے چند لمحے کچھ سوچتا رہا پھر آخری جملہ قلم زد کر دیا اور اس سے آگے لکھنے لگا۔ "اگرچہ میں نے لیلے ہیمر میں اپنی غلطی اور مشن کی ناکامی کی ذمہ داری قبول کر لی تھی لیکن میں نے اپنے عہدے سے استعفیٰ

نہیں دیا۔ میں ہر قیمت پر سلامہ کو تلاش کر کے اس سے انتقام لینا چاہتا تھا۔ میونخ میں اسرائیلی کھلاڑیوں کے قتل اور ناکامیوں کا انتقام! میں مسز گولڈ امائر اور آپ کا بھی بے حد شکرگزار ہوں کہ آپ نے وزیراعظم کا عہدہ سنبھالنے کے بعد مجھے اپنا مشن جاری رکھنے کا موقع فراہم کیا۔

"اور اب جب کہ میری زندگی کا اہم ترین مشن پایہ تکمیل تک پہنچ چکا ہے' میں اپنی ذمہ داریوں کے بوجھ سے سبکدوش ہونا چاہتا ہوں تاکہ میری جگہ کوئی اور بہتر طور پر قوم کی خدمات انجام دے سکے۔ میری خواہش ہے کہ 28 اپریل یوم آزادی کے دن میری ریٹائرمنٹ کا اعلان کیا جائے۔ میں ابھی اور اسی وقت اپنے عہدے سے ریٹائر ہو جاتا لیکن اس امکان کو نظرانداز نہیں کیا جا سکتا کہ الفتح والے سلامہ کے قتل کا انتقام لینے کی کوشش کریں گے۔ اس لئے میں نے اپنی ریٹائرمنٹ کی تاریخ میں تین ماہ کا وقفہ رکھا ہے۔ تاکہ اس دوران اگر الفتح کی طرف سے کوئی ایسی کارروائی ہو تو میں اپنی سرکاری حیثیت میں اس کا مقابلہ کر سکوں۔"

جرمیاح نے ہونٹ چباتے ہوئے ایک بار پھر اپنا خط پڑھا اور مطمئن انداز میں سر ہلاتے ہوئے دوسرے کاغذ پر اس کی نقل تیار کرنے لگا۔ اس نے خط کو ٹائپ کرنے کے بجائے ہاتھ سے لکھنا مناسب سمجھا تھا۔ خط مکمل کرنے کے بعد نیچے اس نے اپنا نام لکھ دیا اور سر اٹھا کر دائیں طرف کھڑکی کی طرف دیکھنے لگا جہاں مدھم سا اجالا پھیلتا ہوا نظر آ رہا تھا۔ یروشلم پر ایک نئی صبح طلوع ہو رہی تھی۔ وہ کھڑکی سے نظریں ہٹا کر ایک بار پھر اپنے لکھے ہوئے خط کی طرف دیکھنے لگا۔ اس کے سینے میں اضطراب کی لہریں سی اٹھنے لگیں۔ اس کے پاس اب صرف تین مہینے رہ گئے تھے!

☆------☆------☆

بڑی قیامت خیز بارش تھی گویا بادلوں کی سارے بند ٹوٹ گئے تھے۔ آسمان سے موسلادھار پانی برس رہا تھا۔ ایسے خوفناک موسم میں سیاہ رنگ کی وہ سیڈان تیز رفتاری سے پیرس کی طرف جانے والی سڑک پر دوڑ رہی تھی۔ ڈرائیور کو یا تو اپنی جان عزیز نہیں تھی یا اسے ڈرائیونگ میں اتنی مہارت حاصل تھی کہ وہ کسی خطرے کو خاطر میں لانے کو تیار نہیں تھا۔ وائپر اگرچہ چل رہے تھے مگر ونڈ اسکرین پر پانی کی ایک چادر تھی جو نیچے کو پھسلتی چلی آ رہی تھی۔ اس خطرناک صورتِ حال کے باوجود ڈرائیور نے گاڑی کی رفتار کم

کرنے کی کوشش نہیں کی تھی۔

ڈیش بورڈ کی ہلکی سبز روشنی میں اس شخص کا چہرہ بڑا پراسرار تاثر دے رہا تھا۔ کشادہ پیشانی' ابھرے ہوئے رخسار' اٹھی ہوئی ناک اور بھنچے ہوئے ہونٹ' آنکھوں میں سرد مہری نمایاں تھی۔ اس کی عمر کا اندازہ پینتیس اور چالیس کے درمیان لگایا جا سکتا تھا۔ اس کے سنہری رنگت کے بال پیشانی پر چپکے ہوئے تھے۔ اس نے سیاہ اونی ہائی نیک سوئٹر پہن رکھا تھا جس کی آستین کہنیوں سے اوپر تک سمٹی ہوئی تھی جس سے اس کے بازوؤں کی ابھری ہوئی مچھلیاں نظر آ رہی تھیں۔ اس کے ہاتھ سختی سے اسٹیرنگ وہیل پر جمے ہوئے تھے۔

سیڈون بورگٹ کے قریب پہنچ رہی تھی۔ ڈرائیور نے ڈیش بورڈ میں نصب گھڑی کی طرف دیکھا۔ صبح کے پانچ بج کر دو منٹ ہوئے تھے۔ اس نے ریڈیو کا سوئچ آن کر دیا۔ سوئی اس وقت کسی یورپین اسٹیشن پر تھی جہاں سے خبریں نشر ہو رہی تھیں۔ نیوز کاسٹر کی آواز اس کی سماعت سے ٹکرائی۔ "........ دھماکے میں ہلاک ہونے والے دوسرے آٹھ آدمی اس کے باڈی گارڈ تھے۔ جو اس کی حفاظت کے لئے چوبیس گھنٹے اس کے ساتھ رہتے تھے۔ تین راہگیر بھی اس دھماکے میں معمولی زخمی ہوئے۔ متوفی علی حسن سلامہ عرف ریڈ پرنس........"

سیڈون کے ڈرائیور کو سینے میں اپنا سانس رکتا ہوا سا محسوس ہونے لگا۔ اس کا سیدھا پیر بریک پیڈل پر جم گیا اور کار لہراتی ہوئی سڑک کے کنارے حفاظتی ریلنگ کی طرف بڑھنے لگی۔ اس سے پہلے کہ کار ریلنگ سے ٹکرا جاتی ڈرائیور کو جیسے ہوش آ گیا اور وہ اسٹیرنگ سنبھال کر گاڑی کو دوبارہ سڑک کے وسط میں لانے میں کامیاب ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی بریک پیڈل پر دباؤ بڑھا دیا اور کار سڑک کے کنارے پر رک گئی۔ ڈرائیور نے جھک کر اپنا سر اسٹیرنگ پر ٹکا دیا اور گہرے گہرے سانس لینے لگا۔ اس کا پورا جسم خزاں رسیدہ پتے کی طرح ہولے ہولے کپکپا رہا تھا۔

"علی حسن سلامہ........" ریڈیو پر نیوز کاسٹر کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ "کٹر نازیوں کا بہت بڑا ہمدرد تھا۔ جنہیں دوسری جنگ عظیم کے دوران جرمنوں نے پیراشوٹ کے ذریعے فلسطین کی سرزمین پر اتار دیا تھا تاکہ وہ عربوں کو اشتعال دلا کر برطانیہ کے خلاف تحریک شروع کر سکیں۔ علی حسن سلامہ نے جوانی میں قدم رکھتے ہی ایک پرجوش

حریت پسند کی حیثیت سے شہرت حاصل کر لی تھی اور اسے الفتح کی ذیلی تنظیم بلیک ستمبر کا سربراہ مقرر کر دیا گیا۔ اس نے پلے بوائے کی حیثیت سے بھی بڑی شہرت حاصل کی تھی۔ اپنی حیثیت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے علی حسن سلامہ نے الفتح اور یورپ کی متعدد دہشت گرد تنظیموں خصوصاً جرمنی کی بدر منہاف نامی تنظیم سے گہرے رابطے قائم کئے۔"

سیڈون کا ڈرائیور اسٹیرنگ پر ہاتھ جمائے بیٹھا رہا۔ اس کے جسم پر طاری لرزہ اگرچہ ختم ہو چکا تھا لیکن اسے اپنی کنپٹیاں سلگتی ہوئی محسوس ہو رہی تھیں۔

"اسرائیلی انٹیلی جنس موساد کے ایجنٹ پانچ مرتبہ پہلے بھی سلامہ کو قتل کرنے کے منصوبے بنا چکے تھے لیکن ہر مرتبہ انہیں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑتا تھا۔" نیوز کاسٹر کہہ رہا تھا۔

"وہ یہودیوں کا دشمن نمبر ایک سمجھا جاتا تھا اور موساد نے جن لوگوں کے قتل کے منصوبے بنا رکھے تھے وہ ان میں سرفہرست تھا۔ لیٹر بموں کے ذریعے یورپ میں اسرائیلی سفارت کاروں کی ہلاکت 1971ء میں روٹرے ڈیم آئل ریفائنری کی تباہی' 1972ء میں اسپین ایئرلائن کے طیارے کا اغوا اور بن گورین ایئرپورٹ پر جاپان ریڈ آرمی کے ایجنٹوں کے ہاتھوں چوبیس مسافروں کے قتل میں بھی اس کا ہاتھ تھا اور میونخ کے اولمپک ولیج میں اسرائیلی کھلاڑیوں کے قتل کا منصوبہ بھی اس نے بنایا تھا اور........"

"موسیو!" آواز سن کر سیڈون کے اسٹیرنگ پر جھکے ہوئے شخص نے سر اوپر اٹھایا۔ اس کی گاڑی سے آگے ایک پولیس کار کھڑی تھی جس کی چھت پر لگی ہوئی نیلی اور سرخ بتی جل بجھ رہی تھی اور ایک بھاری بھرکم پولیس والا اس کی کار کی کھڑکی پر گھونسے برسا رہا تھا اور ایک پولیس والا دوسری طرف آ گیا تھا جو ہاتھ میں پکڑی ہوئی ٹارچ سے کار کے اندر روشنی ڈالنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"موسیو!" پہلا پولیس والا ایک بار پھر چیختے ہوئے سیڈون کی کھڑکی پر گھونسے برسانے لگا۔ سیڈون کے ڈرائیور نے شیشہ گرا دیا۔ پولیس والے نے جھک کر سر کھڑکی کے اندر داخل کر دیا۔ اس کی ٹوپی سے ٹپکتے ہوئے پانی کے قطرے سیٹ کے سامنے فٹ میٹ کو تر کرنے لگے۔ "تم یہاں کیا کر رہے ہو؟" پولیس والا چیخا۔ اس کے منہ سے سستے قسم کے تمباکو کی بو کے بھبکے اٹھ رہے تھے۔ "کیا تمہیں معلوم نہیں کہ فری وے پر اس طرح گاڑی کھڑی کرنا منع ہے؟"

"1973ء میں بھی وہ ایک قاتلانہ حملے میں بال بال بچا تھا۔" ریڈیو سے نیوز کاسٹر کی

آواز ابھر رہی تھی۔ "اسرائیلی ایجنٹوں نے لیلیے ہیر میں اس کے دھوکے میں ایک اور آدمی کو موت کے گھاٹ............"

"بہتر ہو گا کہ ریڈیو بند کر دو اور میں جو کچھ پوچھ رہا ہوں اس کا جواب دو۔" پولیس والے کے حلق سے غراہٹ سی نکلی۔

"بارش میں اچانک شدت آگئی تھی سارجنٹ!" سنہری بالوں والے نے اپنی اندرونی کیفیت پر قابو پاتے ہوئے پُرسکون لہجے میں جواب دیا۔ اس نے اگرچہ فرانسیسی میں بات کی تھی لیکن لہجے میں جرمن کا ہلکا سا عنصر شامل تھا۔ "تیز بارش کی وجہ سے سامنے کچھ بھی نظر نہیں آ رہا تھا اس لئے میں کچھ دیر کے لئے یہاں رک گیا تھا۔"

پولیس مین مشتبہ نگاہوں سے اس کا جائزہ لینے لگا۔ "تم نے شراب تو نہیں پی رکھی؟" اس نے سنہری بالوں والے کے چہرے پر نظریں جماتے ہوئے کہا۔

"نہیں سارجنٹ! میں نے زندگی میں کبھی شراب کو ہاتھ تک نہیں لگایا۔" کہتے ہوئے سنہری بالوں کے ہونٹوں پر خفیف سی مسکراہٹ آگئی۔

دوسرا پولیس والا جو اس دوران کار کی نمبر پلیٹ چیک کر رہا تھا' اوپر سے گھوم کر اپنے ساتھی کے قریب آگیا اور اس کے کان میں سرگوشی کرنے لگا۔ سیڈون کے ڈرائیور نے کاغذات کا لفظ سن لیا تھا۔ اس کا دایاں ہاتھ غیر ارادی طور پر اسٹیئرنگ سے ہٹ کر پہلو میں ٹک گیا اور دوسرے ہی لمحے وہ سیٹ کے نیچے چھپے ہوئے تھامپسن ریوالور کے دستے کو چھو رہا تھا۔ اس نے نہایت احتیاط سے ریوالور کا سیفٹی کیچ بھی ہٹا دیا تھا لیکن پولیس والے نے اس کے کاغذات طلب نہیں کئے۔ وہ غالباً اس کے جواب سے مطمئن ہو چکا تھا یا دوسری وجہ یہ ہو سکتی تھی کہ وہ اس طرح کھڑے رہ کر بارش میں نہیں بھیگنا چاہتا تھا۔

"اب بارش زیادہ تیز نہیں ہے۔" وہ سیڈون کے ڈرائیور کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔ "کیا تم سمجھتے ہو کہ اپنا سفر جاری رکھ سکو گے؟ کوئی دشواری تو پیش نہیں آئے گی؟ جانا کہاں ہے تمہیں؟"

"پیرس۔" اس شخص نے جواب دیا۔ "بارش کا زور واقعی ٹوٹ چکا ہے۔ مجھے ڈرائیونگ میں کوئی پریشانی نہیں ہو گی۔"

"ٹھیک ہے۔" پولیس والا کہتے ہوئے سیدھا ہو گیا۔ "بارش کی وجہ سے راستہ کافی خطرناک ہو گیا ہے۔ احتیاط سے چلانا!"

سیڈون کے ڈرائیور کا جسم پسینے میں تر ہو رہا تھا اس نے سیٹ کے نیچے ریوالور کے دستے سے ہاتھ ہٹا لیا اور انجن اسٹارٹ کر کے گاڑی کو ہلکی رفتار سے آگے بڑھا دیا۔ گاڑی کی رفتار میں بتدریج اضافہ ہو رہا تھا۔ سوئی اسی کے ہندسے پر لرزنے لگی۔ اس نے عقبی منظر پیش کرنے والے آئینے کی طرف دیکھا۔ پولیس کی گاڑی کا دور دور تک نام و نشان نظر نہیں آ رہا تھا۔ اس نے ایک بار پھر ریڈیو کا سوئچ آن کر دیا۔ نیوز کاسٹر اپنی رپورٹ کا آخری حصہ پڑھ رہا تھا۔ "یاسر عرفات' سلامہ کی تدفین میں حصہ لینے کے لئے بیروت پہنچ رہے ہیں۔ یاسر عرفات نے' جو سلامہ کو اپنا لے پالک بیٹا کہا کرتے تھے' دھمکی دی ہے کہ یہودیوں سے سلامہ کے خون کا بدلہ ضرور لیا جائے گا۔"

سنہری بالوں والے نے ریڈیو بند کر دیا۔ اب وہ بالکل پُرسکون نظر آ رہا تھا۔ ڈی لاچپیل کے راستے پیرس میں داخل ہونے کے بعد پہلا پبلک ٹیلی فون بوتھ نظر آتے ہی اس نے گاڑی روک لی اور انجن چلتا چھوڑ کر ٹیلی فون بوتھ میں داخل ہو گیا۔ ریسیور اٹھا کر سلاٹ میں ایک سکہ ڈالا اور نمبر ڈائل کرنے لگا۔ نمبر ملتے ہی دوسری طرف سے ایک عورت کی خوابیدہ سی آواز سنائی دی۔

"ایئر فرانس .... انٹرنیشنل سروس.........."

"میں جاننا چاہتا ہوں کہ بیروت کے لئے تمہاری ایئرلائن کی پرواز کب روانہ ہو گی؟"

☆======☆======☆

یروشلم سے تل ابیب کی طرف آتے ہوئے راستے میں زیادہ تر خاموشی ہی رہی۔ ایلی کی تمام توجہ ڈرائیونگ پر تھی جبکہ پچھلی سیٹ پر بیٹھا ہوا جرمیاح اپنی سوچوں میں غرق تھا۔ بیروت میں کار بم کے دھماکے والے واقعہ کے بعد سے اسے کچھ چپ سی لگ گئی تھی حالانکہ اس کے دوستوں کا خیال تھا کہ اپنے دشمن نمبر ایک سلامہ کی موت کے بعد تو اسے جشن منانا چاہئے تھا۔

جرمیاح بارہ سال سے تجرد کی زندگی گزار رہا تھا۔ سینائی کی جنگ میں اپنے بیٹے کی موت اور اس کے ایک سال بعد بیوی کے انتقال سے وہ خاصا دل برداشتہ ہوا تھا۔ اس نے اپنی تمام سماجی سرگرمیاں ختم کر کے اپنے آپ کو موساد کے لئے وقف کر دیا تھا۔ اس کا دفتر تل ابیب میں تھا اور رہائش یروشلم میں' لیکن اب وہ یروشلم بھی کم ہی جاتا تھا۔ دن بھر

دفتر میں مصروف رہتا اور رات کو بھی دفتر ہی میں سو جاتا۔ کچھ لوگوں کا خیال تھا کہ اس
طرح وہ وزیراعظم کے دفتر کے قریب رہنا چاہتا تھا تاکہ اپنے بارے میں تازہ ترین صورت
حال سے آگاہ رہے۔

جب وہ موساد بلڈنگ کی نویں منزل پر اپنے دفتر میں داخل ہوا تو ایموس ہیفنر اس کا
منتظر تھا۔ وہ دبلا پتلا طویل قامت آدمی تھا۔ جرمیاح نے چھ مہینے پہلے اسے اپنا چیف آف
اسٹاف مقرر کیا تھا اور اس وقت وہ کرسی پر بیٹھا فائلوں کے انبار کو دیکھ رہا تھا جو جرمیاح کی
میز پر پڑا ہوا تھا۔

"ہیلو ہیفنر!" جرمیاح نے ہاتھ میں پکڑا ہوا چابیوں کا گچھا میز پر ڈالتے ہوئے کہا۔
"کوئی تازہ خبر؟"

ہیفنر پیشانی پر بالوں کی لٹ کو ہٹاتے ہوئے سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ "ہم کوسٹ کا فائل
بند کر رہے ہیں۔" اس نے جرمیاح کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ کوسٹ بیروت والے
آپریشن کا کوڈ نام تھا۔ "آپریشنل ٹیم کو بیروت سے نکلنے میں کوئی دشواری پیش نہیں آئی
ان میں سے دو دمشق کے راستے، دو قاہرہ کے راستے اور باقی براہِ راست یورپ جا چ
ہیں۔ الفتح نے اگرچہ ہمارے تین آدمیوں کو شناخت کر لیا لیکن........."

"وہ تینوں کون ہیں؟" جرمیاح نے فوراً پوچھا۔

"اریکا چیمبر، جس نے ریور ڈن میں فلیٹ کرائے پر حاصل کیا تھا۔ پیٹر سرور ا
رولینڈ کولبرگ جنہوں نے کاریں کرائے پر حاصل کی تھیں۔" موساد کے قوانین
مطابق ہیفنر نے اس گفتگو میں بھی اپنے ایجنٹوں کے کوڈ نام استعمال کئے تھے۔ "جیسا
تمہیں یاد ہو گا۔ ہم نے پہلے ہی اس اندیشے کا اظہار کیا تھا کہ انہیں شناخت کر لیا جائے
اس لئے سب سے پہلے انہی تینوں کو بیروت سے نکالا گیا تھا۔ ہم نے کولبرگ کی کار سا
پر چھوڑ دی تھی اور ہماری توقع کے عین مطابق الفتح نے یہی نتیجہ اخذ کیا کہ وہ لو
سمندری راستے سے فرار ہوئے تھے۔"

"ان تینوں کو فوری طور پر یہاں بلا لیا جائے اور کم از کم چھ ماہ کے لئے ہیڈ کوارٹر
محدود کر دیا جائے۔ نہ تو انہیں کسی مشن پر اسرائیل سے باہر بھیجا جائے گا اور نہ ہی ا
کوئی چھٹی دی جائے گی۔ میں جیکب گنڈی کے واقعہ کو دہرانا نہیں چاہتا۔"

ہیفنر کو اپنے دماغ پر ہتھوڑے برستے ہوئے محسوس ہونے لگے۔ جیکب گنڈی

گوریلا ٹیم کا ممبر تھا جسے تین سال پہلے پاپولر فرنٹ کے ہیڈ کوارٹر کو تباہ کرنے کے لئے
بیروت بھیجا گیا تھا۔ یہ موساد اور آرمی کے اسپیشل کمانڈوز کا مشترکہ مشن تھا۔ ہیفنر اس
مشن کا سربراہ تھا۔ وہ مشن اگرچہ کامیاب ہو گیا تھا لیکن جیکب گنڈی بیروت ہی میں رہ گیا
تھا۔ وہ دو ہفتے بعد جب واپس پہنچا اور ہیفنر سے چند روز کی چھٹی مانگی تو ہیفنر نے قواعد و
ضوابط کی پرواہ کئے بغیر اسے چھٹی دے دی۔

لوسرن میں ایک فلسطینی حریت پسند نے جیکب کو شناخت کر لیا اور پورے یورپ
میں اس کا تعاقب کرتا ہوا بارسلونا تک پہنچ گیا اور پھر ایک روز بارسلونا پولیس کو ساحل پر
جیکب کی لاش ملی۔ نائن ایم ایم کی گولی سے اس کی کھوپڑی پاش پاش ہو چکی تھی۔

"اور سامان کا کیا ہوا؟" جرمیاح نے سوالیہ نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔ اس
کی مراد ریموٹ کنٹرول وغیرہ سے تھی۔ اگر ان میں سے کوئی بھی چیز فلسطینیوں کے ہاتھ
لگ جاتی تو وہ فوراً سمجھ جاتے کہ سلامہ کے قتل کا منصوبہ موساد نے بنایا تھا۔

"وہ سارا سامان وردن ٹو اپارٹمنٹ میں ہے۔ اریکا والے فلیٹ میں داخل ہونے
والے فلسطینیوں نے مزید تلاش ترک کر دی تھی اس طرح دوسرا فلیٹ محفوظ رہا۔ ہم
شروع ہی سے اس فلیٹ کی نگرانی کر رہے ہیں۔ ہماری ایک ٹیم آج دوپہر تک وہاں پہنچ
جائے گی اور تمام آلات تلف کر دیئے جائیں گے۔"

"فلسطینیوں کی طرف سے کسی متوقع انتقامی کارروائی کے بارے میں کیا خیال ہے؟
اس سلسلے میں کوئی اطلاع ملی؟" جرمیاح نے اس کے چہرے پر نظریں جما دیں۔

ہیفنر کے جواب دینے سے پہلے ہی دستک کی ہلکی سی آواز ابھری، دروازہ کھلا اور
ایک جواں عمر عورت اندر جھانکنے لگی۔

"ہاں کیتھی! کیا بات ہے؟" جرمیاح نے پوچھا۔

"بیروت میں سلامہ کی تدفین شروع ہونے والی ہے۔" کیتھی نے جواب دیا۔ "ٹی
وی پر یہ کارروائی براہِ راست ٹیلی کاسٹ کی جائے گی اور ہم نے آپریشن روم میں اسے
مانیٹر پر دکھانے کا انتظام کر لیا ہے۔ اگر دیکھنا چاہو تو آ جاؤ۔"

"ہاں .... کیوں نہیں۔" جرمیاح کہتے ہوئے کھڑا ہو گیا۔ اس کے ہونٹوں پر
مسکراہٹ آ گئی تھی۔ "آؤ تم بھی چلو۔ ہمیں سلامہ کے سفرِ آخرت کا دلچسپ منظر ضرور
دیکھنا چاہئے۔"

آپریشن روم میں سامنے والی میز پر بڑی اسکرین کا ایک رنگین ٹی وی سیٹ رکھا ہوا تھا اور موساد کے کئی آفیسر ٹی وی کے سامنے نصف دائرے کی صورت میں کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ٹی وی کی آواز بند کردی گئی تھی۔ اسکرین پر بڑی مونچھوں والے ایک آدمی کا چہرہ نظر آ رہا تھا جس نے آنکھوں پر موٹے عدسوں کی عینک لگا رکھی تھی۔ موساد کے دو ٹیکنیشن کانوں پر ہیڈ فون لگائے مانیٹرنگ کر رہے تھے۔ ایک طرف رنگین ٹی وی پر نظر آنے والا منظر ویڈیو کیسٹ پر ریکارڈ ہو رہا تھا اور دوسری طرف ایک چھوٹے ٹیلی وژن سیٹ پر وہی منظر بلیک اینڈ وائٹ میں نظر آ رہا تھا۔ اس ٹی وی سیٹ کے قریب ہی کھڑی ہوئی کیتھی نیلے رنگ کی فائل میں لگی ہوئی کچھ تصویریں چیک کر رہی تھی۔

جرمیاح آگے بڑھ کر ڈیوڈ راتھ کے قریب ایک خالی کرسی پر بیٹھ گیا۔ ڈیوڈ موساد کا ڈائریکٹر آف آپریشنز تھا۔ وہ جرمیاح کا قریبی دوست تھا اور اسرائیل کے قیام سے پہلے وہ دونوں برطانیہ کے خلاف مزاحمتی تحریک میں بھرپور حصہ لیتے رہے تھے۔ عام خیال یہ تھا کہ جرمیاح کی ریٹائرمنٹ کے بعد موساد کا سربراہ وہی ہوگا۔ جرمیاح کی طرح وہ بھی روس ہی میں پیدا ہوا تھا اور جرمیاح سے عمر میں دس سال چھوٹا تھا۔ وہ لمبے قد کا دبلا پتلا سا آدمی تھا ہمیشہ ڈھیلا ڈھالا سا لباس پہنتا۔ دیکھنے میں تو وہ مجہول سا آدمی نظر آتا تھا لیکن اسے اسرائیلی انٹیلی جنس کا سفاک ترین آدمی سمجھا جاتا تھا۔ جرمیاح کے دوسری طرف موساد کا ڈائریکٹر آف ریسرچ رافیل اویزر بیٹھا ہوا تھا۔ وہ وزیر اعظم کا خاص آدمی تھا۔ موساد میں اس اعلیٰ عہدے پر اس کی موجودگی محض سیاسی وجوہ کی بنا پر تھی۔ اپنے طرزِ عمل کی بنا پر وہ اس محکمے میں آؤٹ سائیڈر ہی لگتا تھا۔ جرمیاح نے اسے کبھی بھی پسند نہیں کیا تھا لیکن وزیر اعظم کا خاص آدمی ہونے کی بنا پر وہ اسے اس عہدے سے ہٹا بھی نہیں سکتا تھا۔ رافیل اویزر لومڑی کی طرح چالاک ثابت ہوا تھا۔

سرے والی کرسی پر آرمی انٹیلی جنس کا کرنل بیٹھا ہوا تھا۔ جرمیاح نے اس کی طرف مسکراتے ہوئے دیکھ کر سر ہلا دیا اور ڈیوڈ کی طرف متوجہ ہو گیا جو اس کی طرف جھکا کوئی سرگوشی کر رہا تھا۔ عین اسی لمحہ ٹی وی اسکرین پر منظر بدل گیا۔ اب وہاں لوگوں کا ہجوم نظر آ رہا تھا۔ ہر چہرے پر نفرت تھی۔ لوگ گھونسے لہرا لہرا کر نعرے لگا رہے تھے۔ الفتح کے گوریلوں نے چہروں پر رومال لپیٹ رکھے تھے اور انہوں نے کلاشنکوف رائفلیں سروں سے اوپر اٹھا رکھی تھیں۔

ایک ٹیکنیشن نے ٹی وی کی آواز کھول دی اور کمرے میں یہودیوں کے خلاف نعرے گونجنے لگے۔ پس منظر میں جیسے ہی اناؤنسر کی آواز ابھری، کیتھی پنسل اور کاغذ لے کر ٹی وی کے قریب آ گئی۔

"پچاس ہزار سے زائد فلسطینی علی حسن سلامہ کے جنازے کے اس جلوس میں شریک ہیں۔" وہ کمنٹری کا ترجمہ کرتے ہوئے بولی۔ اسی لمحے یاسر عرفات کا چہرہ اسکرین پر نمودار ہوا۔ "یاسر عرفات سلامہ کو اپنا بیٹا کہا کرتا تھا۔ سلامہ کے قتل کے بعد وہ پہلی مرتبہ پبلک میں آیا ہے۔ سلامہ کے قتل کی اطلاع ملتے ہی یاسر عرفات اور اس کی تنظیم کے دیگر اعلیٰ لیڈر زیر زمین چلے گئے تھے کیونکہ ان کے خیال میں ان پر بھی اس قسم کا قاتلانہ حملہ ہو سکتا تھا۔"

یاسر عرفات کی آواز اب کمنٹیٹر کی آواز پر غالب آ رہی تھی۔ وہ مٹھیاں بھینچ بھینچ کر شیر کی طرح دھاڑتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"ہم ایک شہید کو دفن کرنے جا رہے ہیں۔ خدا حافظ میرے ہیرو .... ہم تمہارے خون کے ایک ایک قطرے کا بدلہ لیں گے۔ ہم تمہارے قتل کا ایسا انتقام لیں گے کہ یہودیوں کی آنے والی نسلیں بھی اسے نہیں بھلا سکیں گی.........."

کیمرے کا رخ بدل گیا۔ اب اسکرین پر سلامہ کا جنازہ نظر آ رہا تھا۔ سیاہ چادروں میں لپٹا ہوا تابوت انسانی سروں کے سمندر پر گویا پھسل رہا تھا۔ جنازے سے آگے ایک آدمی نے سلامہ کی ایک بہت بڑی رنگین تصویر اٹھا رکھی تھی۔ مسکراتا ہوا چہرہ اور چمکتی ہوئی آنکھیں۔ وہ واقعی شہزادہ لگ رہا تھا۔ یاسر عرفات ایک بار پھر اسکرین پر دکھائی دیا۔ اب اس نے میت کو کندھا دے رکھا تھا۔ اس کے باڈی گارڈ اس سے دو قدم آگے تھے۔ اسکرین پر پی ایل او کے دوسرے رہنماؤں کے چہرے بھی دکھائی دے رہے تھے۔ جو باری باری جنازے کو کندھا دیتے ہوئے چل رہے تھے۔ کیتھی بلند آواز میں ان کے نام بتا رہی تھی۔ "چیف آف آپریشن ابو عیاض .... بلیک ستمبر کا ابھرتا ہوا لیڈر الخیر........ پاپولر فرنٹ کا سربراہ عمر طریق ...." دفعتاً کیتھی خاموش ہو کر متوحش نگاہوں سے جرمیاح کی طرف دیکھنے لگی جس نے اپنی سیٹ پر آگے کی جانب جھک کر اس کا ہاتھ پکڑ لیا تھا اور دوسرے ہاتھ سے ٹی وی اسکرین پر نظر آنے والے ایک چہرے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔

"یہ کون ہے؟"

وہ ایک اجنبی چہرہ تھا جس نے یاسر عرفات کے پیچھے میت کو کندھا دے رکھا تھا۔ کیمرہ ایک لمحے کے لئے اس کے چہرے پر فوکس رہا۔ وہ عرب نہیں تھا۔ اٹھی ہوئی ناک اور آنکھوں پر تاریک شیشوں والا چشمہ لگا ہوا تھا۔ اس کے دانت پیلے اور غیر ہموار تھے۔ اس نے نچلا ہونٹ دانتوں میں دبا رکھا تھا اور ابھرے ہوئے رخسار آنسوؤں سے تر ہو رہے تھے۔ اس نے سیاہ ہائی نیک جرسی پر پرانا سا کوٹ پہن رکھا تھا۔

"یہ کون ہے کیتھی!" جرمیاح نے اپنا سوال دہرایا۔ اس کے لہجے میں بے چینی تھی۔

کیتھی نے کندھے اچکا دیئے۔ اس کی نظریں اسکرین پر مرکوز تھیں۔ "میں اسے نہیں جانتی۔" کیتھی مدھم لہجے میں بولی۔ "اس سے پہلے میں نے اسے کبھی نہیں دیکھا۔"

جرمیاح نے سوالیہ نگاہوں سے اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھا لیکن انہوں نے بھی نفی میں سر ہلا دیا۔

"ممکن ہے یہ کوئی غیر ملکی رضاکار ہو۔" جرمیاح کے بائیں طرف بیٹھے ہوئے آرمی انٹیلی جنس کے کرنل نے کہا۔ "الفتح میں بے شمار جرمن، آئرش اور سویڈش دہشت گرد بھی شامل ہیں جو اپنے آپ کو فریڈم فائٹر کہتے ہیں۔ یہ بھی انہی میں سے ایک ہو سکتا ہے۔"

"ایک غیر ملکی رضاکار کو یاسر عرفات کے اتنا قریب آنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔" جرمیاح کے حلق سے غراہٹ سی نکلی اس کی پیشانی پر لکیریں ابھر آئی تھیں۔ وہ بار بار کرسی پر بے چینی سے پہلو بدلتا رہا۔

"یہ دیکھو .... اسے دوبارہ دکھا رہے ہیں۔" سنہری بالوں والے اسی نوجوان کو دوبارہ اسکرین پر دیکھ کر جرمیاح چیخا .... جنازہ اب قبرستان پہنچ چکا تھا۔ میت لحد میں اتار کر مٹی ڈالی جا چکی تھی اور یاسر عرفات بلکتے ہوئے اس نوجوان کو سینے سے لپٹائے اس کا کندھا تھپتھپا رہا تھا۔ کچھ دیر بعد باڈی گارڈز کے گھیرے میں وہ دونوں یاسر عرفات کی سیاہ مرسیڈیز میں بیٹھ گئے۔ محافظوں کی ایک جیپ آگے تھی اور ایک پیچھے۔ تینوں گاڑیاں ہجوم میں راستہ بناتی ہوئی آگے بڑھنے لگیں۔

"یہ آدمی مجھے دوبارہ دکھاؤ۔" جرمیاح نے کہا اور ایک ٹیکنیشن ویڈیو ریکارڈر پر

کیسٹ پلے بیک کرنے لگا۔ کچھ ہی دیر بعد اسکرین پر سنہری بالوں اور سیاہ چشمے والے اس آدمی کا چہرہ دکھائی دینے لگا۔ جرمیاح کی بھنویں تن گئیں۔ وہ ایک جھٹکے سے سیدھا ہو گیا۔

"میں اس آدمی کے بارے میں جاننا چاہتا ہوں۔" وہ کہتے ہوئے ایک جھٹکے سے اٹھ گیا۔

☆------☆------☆

جونیسہ کے فلسطینی کیمپ کے عین وسط میں واقع یاسر عرفات کے چھوٹے سے دفتر میں سنہری بالوں والا وہ نوجوان کرسی پر اکڑوں بیٹھا عرفات کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"تمہیں بیروت نہیں آنا چاہئے تھا۔" یاسر عرفات نے شستہ انگریزی لہجے میں کہتے ہوئے میز پر رکھا ہوا ترکی کافی کا کپ اٹھا کر ایک چسکی بھری۔ "اچھا ہوتا کہ یہاں تم کسی کی نظروں میں نہ آتے۔"

نوجوان نے جواب دینے سے پہلے تاریک شیشوں والا چشمہ اتار لیا۔ اس کی آنکھوں میں ہلکی سی پیلاہٹ تھی۔ وہ گہری نظروں سے یاسر عرفات کی طرف دیکھ رہا تھا۔ "مجھے آنا ہی تھا۔" بالآخر اس کے ہونٹوں کو جنبش ہوئی۔ اس کے لہجے میں سرد مہری نمایاں تھی۔ "علی مجھے جان سے بھی زیادہ عزیز تھا۔" وہ خاموش ہو کر کمرے کی دیوار کو گھورنے لگا جہاں فلسطین کے پرچم اور پوسٹر اور مرحوم حریت پسند لیڈروں کی تصاویر آویزاں تھیں۔ ایک دیوار کے سہارے کلاشنکوف ایستادہ دیکھ کر اس کے ہونٹوں پر خفیف سی مسکراہٹ آ گئی۔ وہ آتشیں اسلحہ کے معاملے میں یاسر عرفات کی پسند کا معترف تھا۔ وہ ان کے استعمال کا ڈھنگ بھی جانتا تھا۔ اس کے خیال میں یاسر عرفات سے بہتر فائٹر اس دنیا میں کوئی نہیں ہو سکتا۔

"آج تک کسی کو معلوم نہیں ہو سکا کہ آپریشن میونخ میں تمہارا بھی ہاتھ تھا۔" یاسر نے کہتے ہوئے خالی کپ رکھ دیا اور دونوں کہنیاں میز پر ٹکا کر ہاتھوں کی انگلیاں آپس میں پھنسا لیں۔ "انہیں تو یہ تک شبہ نہیں ہو سکا کہ اس موقع پر تم اولمپک ویلج میں موجود تھے۔"

"کوئی بھی یہ نہیں جانتا کہ میں نے علی کی جان بچائی تھی۔" سنہری بالوں والے نوجوان نے کہا۔ "موساد نے جب علی کو موت کے گھاٹ اتارنے کے لئے ایک سفاک [illegible] ایجنٹوں کی ٹیم اس کی تلاش میں روانہ کی تھی تو میں نے ہی ان یہودی ایجنٹوں کو غلط

راستے پر لگا کر لیبلے ہیر پہنچا دیا تھا۔ شاید علی نے آپ کو بتایا ہو؟"

"ہاں۔" یاسر عرفات نے دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں ملتے ہوئے کہا۔ "وہ آدمی کون تھا جسے یہودیوں نے علی کے دھوکے میں مار دیا تھا؟"

"ایک مراکشی باشندہ جو کسی ہوٹل میں ویٹر تھا۔" نوجوان نے جواب دیا۔ "اس کے قتل کے فوراً ہی بعد میں نے نارویجن پولیس کو یہودی ایجنٹوں کے بارے میں بتا دیا تھا اور چند گھنٹوں کے اندر اندر ان میں سے بیشتر کو آہنی سلاخوں کے پیچھے پہنچا دیا گیا تھا۔"

یاسر عرفات کے ہونٹوں پر خفیف سی مسکراہٹ آ گئی۔ "وہ اسرائیلیوں کی بہت بڑی ناکامی تھی۔ دنیا میں ہر جگہ موساد کا مذاق اڑایا جا رہا تھا لیکن.........." اس کا لہجہ ایک دم دھیما پڑ گیا۔ "وہ بالآخر سلامہ تک پہنچنے میں کامیاب ہو ہی گئے۔"

سنہری بالوں والا نوجوان آگے کو جھک آیا۔ اس کی آنکھوں میں چنگاریاں سی دہکتی ہوئی محسوس ہو رہی تھیں۔ "یہ انتقام نہیں ہے۔" اس کے حلق سے سرسراتی ہوئی سرگوشی نکلی۔ "یہودیوں کو سلامہ کے خون کے ایک ایک قطرے کا حساب دینا ہو گا۔"

"میں ابو عیاض کو پہلے ہی ہدایت دے چکا کہ.........."

"نہیں!" سنہری بالوں والے نوجوان نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے اس کی بات کاٹ دی۔ "نہیں .... نہیں .... یہودیوں سے علی کے خون کا حساب آپ کے آدمی نہیں لیں گے۔ انتقام کے لئے وہ روایتی طریقہ اختیار نہیں کیا جائے گا جو اب تک مروج رہا ہے۔ وہ اس دنیا میں میرا واحد دوست تھا جسے یہودی کتوں نے مجھ سے چھین لیا۔ اس کے خون کا بدلہ میں لوں گا۔ ابھی مجھے ان سے ایک اور بھی ذاتی حساب چکانا ہے۔ میں ان سے ایسا بھیانک انتقام لوں گا کہ دنیا انگشت بدنداں رہ جائے گی لیکن اس کے لئے بہت مہارت اور باریک بینی سے منصوبہ بندی کرنی ہو گی۔ ایک فرانسیسی کہاوت ہے کہ انتقام ایک ایسی ڈش ہے جسے ٹھنڈا کر کے کھانا چاہئے۔"

"میرا خیال ہے کہ ہم سلامہ کے قاتلوں کو تلاش کر سکتے ہیں۔" یاسر عرفات بولا۔

"نہیں۔" سنہری بالوں والے نے ایک بار پھر نفی میں سر ہلایا۔ "صرف قاتلوں سے نہیں، میں دنیا کے ہر یہودی سے انتقام لوں گا۔" وہ خاموش ہو گیا لیکن یاسر عرفات کی آنکھوں میں الجھن دیکھ کر اس نے بات جاری رکھی۔ "شاید آپ مجھے پاگل سمجھ رہے ہیں لیکن یقین کیجئے۔ میں پوری طرح اپنے حواس میں ہوں۔ ایک مرتبہ نہیں بیس مرتبہ اپنے

اس منصوبے پر غور کر چکا ہوں اور جب میرا منصوبہ پایہ تکمیل تک پہنچے گا تو لوگ دنیا میں یہودیوں کے منہ پر تھوکیں گے۔"

"کیسے؟ تمہارا منصوبہ کیا ہے؟" عرفات نے بے چینی سے پہلو بدلتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔

"اس کے لئے مجھے آپ کی مدد کی ضرورت ہو گی۔" سنہری بالوں والے نے کہا۔

تقریباً ایک گھنٹے بعد سنہری بالوں والا وہ نوجوان یاسر عرفات کے ساتھ دفتر سے باہر نکلا۔ اس مختصر سی ایک منزلہ عمارت کے گرد جا بجا مشین گنیں نصب تھیں اور الفتح کے چاق و چوبند گوریلے آٹومیٹک رائفلیں سنبھالے گشت کر رہے تھے۔ خاردار تاروں کی دہری باڑ کے ذریعے دفتر کی عمارت کو باقی کیمپ سے الگ کر دیا گیا تھا۔ باڑ کی دوسری طرف نوعمر لڑکے لکڑی کی رائفلیں اٹھائے مارچ کر رہے تھے۔ یاسر عرفات کو دیکھتے ہی لاتعداد نوجوان تاروں کی باڑ کے گرد جمع ہو گئے۔ یاسر کے باڈی گارڈ فوراً ہی اس کے گرد جمع ہو گئے۔ یاسر عرفات سنہری بالوں والے نوجوان کے ساتھ چلتا ہوا کار کے قریب پہنچ کر رک گیا۔

"اسے ایئرپورٹ چھوڑ آؤ فواد!" یاسر نے اپنے ڈرائیور کو کہتے ہوئے نوجوان کو سینے سے لپٹا لیا اور اس کے رخساروں پر بوسے دینے لگا۔

"یاد رکھئے!" نوجوان نے یاسر کے کندھوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ "یہ ہمارا یہودیوں سے آخری انتقام ہو گا۔ ایسا خوفناک انتقام کہ دنیا لرز اٹھے گی۔"

"لیکن اس منصوبے پر عمل درآمد کے لئے تمہیں ایک یہودی کی ضرورت ہو گی۔" یاسر عرفات نے اس کے چہرے پر نظریں جماتے ہوئے کہا۔

"اس سلسلے میں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔" سنہری بالوں والے نوجوان کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔ "ایسا ایک یہودی میرے ذہن میں ہے اور مجھے یقین ہے کہ وہ انکار نہیں کرے گا اور اس کے بعد سب کچھ بدل جائے گا۔"

یاسر عرفات نے اس مرتبہ محض سر ہلانے پر ہی اکتفا کیا تھا۔ سنہری بالوں والا نوجوان سیاہ مرسیڈیز میں بیٹھ گیا اور مرسیڈیز فوراً ہی حرکت میں آ گئی۔

☆======☆======☆

موسیو آرمنڈ موسیقی پر لیکچر دینے کے بعد کلچرل سنٹر سے باہر نکلا تو ریوڈی لا اسکوائر

سنسان پڑا ہوا تھا۔ سرد ہوا ہڈیوں کے گودے تک میں اتری جا رہی تھی۔ آرمنڈ نے نوٹ بک اور اخبارات کا پلندہ بائیں طرف بغل میں دبالیا اور اور دائیں ہاتھ سے اوور کوٹ کا کالر پکڑ لیا اور خون میں حرارت پیدا کرنے کے لئے تیز تیز قدم اٹھانے لگا۔ لبنان کی خانہ جنگی نے بیروت کی بیشتر عمارتوں کو کھنڈروں میں تبدیل کر دیا تھا۔ شہر کے فیشن ایبل علاقے بھی اس سے محفوظ نہیں رہے تھے۔ خوبصورت عمارتوں پر گولیوں کے نشانات اس علاقے میں تازہ ترین لڑائی کی گواہی دے رہے تھے۔ ہوٹل امپیریل ملبے کا ڈھیر بن چکا تھا۔ آرمنڈ پہلے چوراہے پر دائیں طرف مڑ گیا۔ اگلے چوراہے پر بھی اس نے دائیں طرف کے راستے ہی کا انتخاب کیا تھا۔ کیفے اورینٹ کے سامنے سے گزرتے ہوئے اس کے قدم خود بخود رک گئے۔ ایک لمحہ کو وہ تذبذب کی سی کیفیت میں رہا جیسے سوچ رہا ہو کہ کچھ پینے کے لئے یہاں رکا جائے یا سیدھا چلا جائے۔ بالاخر وہ مڑ کر ریسٹورنٹ میں داخل ہو گیا۔

کیفے کے اندر کی فضا نسبتاً گرم تھی۔ عربی موسیقی کے ساتھ کیفے میں بیٹھے ہوئے گاہکوں کی اونچی آوازیں بھی جھنجھناہٹ کی سی کیفیت پیدا کر رہی تھیں۔ آرمنڈ نے اوور کوٹ کے بٹن کھول لئے اور سرسری سی نگاہوں سے اطراف میں دیکھنے لگا۔ زیادہ گاہک نہیں تھے۔ کوئی نسوانی چہرہ نظر نہیں آرہا تھا۔ گاہکوں میں زیادہ تر عرب تھے جو دو دو چار چار کی ٹولیوں میں بیٹھے چائے یا کافی کی چسکیاں لیتے ہوئے بڑے جوش و خروش سے بیروت کی تازہ ترین صورت حال پر بحث کر رہے تھے۔ گاہکوں میں سے کسی نے آرمنڈ کی طرف توجہ نہیں دی تھی البتہ دو ویٹر اسے پہچان کر مسکرا دیئے تھے۔ کاؤنٹر کے پیچھے بیٹھے ہوئے ریسٹورنٹ کے بھاری بھرکم مالک نے بھی اسے دیکھ لیا اور کاؤنٹر کے پیچھے سے نکل کر تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے قریب آ کر اس نے آرمنڈ سے بڑی گرمجوشی سے ہاتھ ملایا تھا۔ کیفے اورینٹ کے گاہکوں کی بڑی تعداد اگرچہ مسلمانوں پر مشتمل تھی لیکن ان میں سے بیشتر مستقل گاہک آرمنڈ کو بھی پہچاننے لگے تھے جو ہر بدھ کی رات کلچرل سنٹر میں موسیقی پر لیکچر دینے کے بعد کچھ دیر کے لئے یہاں ضرور رکتا تھا۔ ریسٹورنٹ کے مالک سے ہاتھ ملاتے ہوئے آرمنڈ نے مدھم لہجے میں دو چار جملے بھی کہے تھے پھر کونے والی اس میز کی طرف بڑھ گیا جہاں وہ عام طور پر بیٹھا کرتا تھا۔ اس میز کے قریب ہی بہت بڑا اسپیکر رکھا ہوا تھا جس سے خارج ہونے والی مشرقی موسیقی پورے ہال میں گونج سی پیدا کر رہی تھی لیکن فرانسیسی موسیقار آرمنڈ کو شاید اس کی ذرا سی بھی پرواہ نہیں تھی۔ اس نے اپنی

نوٹ بک اور اخبارات اور رسائل کا پلندہ اپنے قریب ہی صوفے پر رکھ دیا اور ٹائی کی گرہ درست کرتے ہوئے سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ اس دوران ویٹر آرمنڈ کی پسندیدہ ترکی کافی کا کپ اس کے سامنے میز پر رکھ گیا تھا۔ آرمنڈ نے کافی کا ایک گھونٹ بھرا اور کپ دوبارہ میز پر رکھ کر اور پلندے کا سب سے اوپر والا میگزین اٹھا کر پڑھنے لگا۔ وہ مضمون پڑھنے میں اتنا محو تھا کہ وہ اس آدمی کی آمد سے بھی آگاہ نہیں ہو سکا تھا جو اس میز کے دوسری طرف صوفے پر بیٹھ چکا تھا۔ وہ کوئی عرب تھا جس نے گونجتی ہوئی آواز میں کافی کا آرڈر بھی دے دیا تھا۔ آرمنڈ نے اس وقت بھی اپنی جگہ سے حرکت نہیں کی تھی جب اس شخص نے آگے جھک کر اس طرح سرگوشی کی تھی جیسے وہ کوئی گیت گنگنانے کی کوشش کر رہا ہو۔ وہ فواد تھا۔

"سوموار کو سلامہ کی تدفین کے بعد قبرستان سے ایک آدمی یاسر عرفات کے ساتھ اس کے دفتر گیا تھا۔" وہ شخص عربی میں بول رہا تھا۔ "اس شخص کے بال سنہری اور عمر پینتیس کے لگ بھگ رہی ہو گی۔ کار میں وہ دونوں سلامہ ہی کے بارے میں باتیں کرتے رہے تھے' سنہری بالوں والا وہ شخص تقریباً ایک گھنٹے تک یاسر عرفات کے ساتھ اس کے دفتر میں موجود رہا۔ وہ جب دفتر سے باہر نکلا تو چیف بھی کار تک اس کے ساتھ آیا تھا۔ میں نے ان کی گفتگو کا کچھ حصہ سنا تھا۔ اس اجنبی نے کہا تھا۔ "یہ ہمارا یہودیوں سے آخری انتقام ہو گا۔ ایسا خوفناک انتقام کہ دنیا لرز اٹھے گی۔" وہ دونوں انگریزی میں باتیں کر رہے تھے۔"

"یہ الفاظ دہراؤ!" میگزین پر جھکے ہوئے آرمنڈ نے سرگوشی کی۔

"آخری انتقام!" عرب نے الفاظ دہرا دیئے۔ پھر چیف نے اس سے کہا۔ "تمہیں اس منصوبے پر عمل درآمد کے لئے ایک یہودی کی ضرورت ہو گی جس پر سنہری بالوں والے نے جواب دیا تھا کہ ایک ایسا یہودی میرے ذہن میں ہے اور مجھے یقین ہے کہ وہ انکار نہیں کرے گا اور اس کے بعد سب کچھ بدل جائے گا۔"

"دہراؤ!"

"اور اس کے بعد سب کچھ بدل جائے گا۔"

آرمنڈ نے اپنا کپ اٹھایا اور کافی کی چسکی لیتے ہوئے اس طرح سر ہلا دیا جیسے بات کا مفہوم سمجھ گیا ہو۔

"پھر میں سنہری بالوں والے اس آدمی کو چیف کی گاڑی پر اس کے ہوٹل لے گیا تھا جہاں سے اس نے اپنا سامان اٹھایا اور میں نے اسے ایئرپورٹ پہنچا دیا۔ وہ ایئر فرانس کی دوپہر کی فلائیٹ سے پیرس گیا تھا۔ سامان میں اس کے پاس صرف ایک بیگ تھا جسے میں نے خود کاؤنٹر تک پہنچایا تھا۔"

"کیا تم نے اس کا پاسپورٹ دیکھا تھا؟"

"ہاں! وہ الفریڈ ملر کے نام کا جرمن پاسپورٹ تھا۔"

"اس کے بعد؟"

"میں کیمپ واپس چلا گیا تھا۔ یاسر عرفات نے دن کا زیادہ حصہ ابو عیاض کے ساتھ گزارا تھا۔ وہ خاصا برہم اور پریشان نظر آ رہا تھا۔"

"یاسر اور سنہری بالوں والے کی گفتگو اور کس نے سنی تھی؟"

"کسی نے نہیں۔ دفتر میں وہ دونوں اکیلے ہی تھے۔"

"کیا تم نے کسی اور سے اس کا تذکرہ کیا تھا؟ اور کیا تم نے یاسر اور ابو عیاض کی گفتگو بھی سنی تھی؟"

"تمہارے دونوں سوالوں کا جواب نفی میں ہے۔"

"یاسر عرفات سے ملاقات کے بعد ابو عیاض کہاں گیا تھا؟"

"سیدہ!" عرب نے جواب دیا۔ "جب وہ یاسر کے دفتر سے باہر نکلا تو میں اس کے ڈرائیور کے ساتھ بیٹھا گپ شپ کر رہا تھا۔ اس نے ڈرائیور سے کہا تھا کہ پروگرام بدل گیا ہے۔ اب ہم سیدھے سیدہ جائیں گے۔"

ریڈیو پر نشر ہونے والا وہ دھواں دھار قسم کا گیت ختم ہو گیا تھا۔ آرمنڈ نے زیر مطالعہ میگزین بند کر کے پلندے کے نیچے رکھ دیا اور لا ایکسپریس نامی میگزین اٹھا کر اپنے سامنے پھیلا لیا۔ اس وقت ریڈیو پر ایک اور نغمہ شروع ہو چکا تھا۔

"الفریڈ بیروت کے کس ہوٹل میں ٹھہرا تھا؟" آرمنڈ کی سرگوشی فواد کی سماعت سے ٹکرائی۔

"ہوٹل فونیشیا۔"

"یہاں اس کا قیام کتنے دن رہا تھا؟"

اس لمحے ایک ویٹر ان کے قریب سے گزرا۔ فواد نے اسے چکن برگر کا آرڈر دے

دیا۔ ویٹر کے وہاں سے ہٹتے ہی فواد نے سرگوشی کی۔ "یقین سے کچھ نہیں کہا جا سکتا لیکن میرے خیال میں وہ صرف ایک یا دو راتیں رہا تھا۔"

"وہ جنازے میں شرکت کے لئے یہاں کیسے پہنچا تھا اور کیا تمہارا چیف........." ویٹر کو آتے دیکھ کر آرمنڈ نے جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔ ویٹر نے پلیٹ فواد کے سامنے رکھ دی اور آرمنڈ کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔ "آپ کو تو کچھ نہیں چاہئے جناب!" لیکن آرمنڈ اس طرح خاموش بیٹھا رہا جیسے کچھ سنا ہی نہیں۔ اس کی نظریں میگزین پر گویا چپک کر رہ گئی تھیں۔ ویٹر نے جب اونچی آواز میں اپنا سوال دہرایا تو وہ اس طرح چونک پڑا جیسے قریب ہی بم پھٹا ہو۔ ویٹر کے تیسری مرتبہ پوچھنے پر اس نے شکریہ ادا کرتے ہوئے نفی میں سر ہلا دیا۔ ویٹر جیسے ہی وہاں سے ہٹا اس نے فواد سے سوالات کا سلسلہ دوبارہ شروع کر دیا۔

"اسے جنازے میں شامل دیکھ کر تمہارا چیف پریشان تو ہو گیا ہو گا؟"

"نہیں' چیف کو غالباً پہلے ہی اس کے بیروت پہنچنے کی اطلاع مل چکی تھی۔" فواد نے جواب دیا۔ آرمنڈ کی طرف سے مزید کوئی سوال نہیں کیا گیا تو اس نے اطمینان کا سانس لیا۔ آرمنڈ کے سوالات اسے ہمیشہ بدحواس کر دیا کرتے تھے لیکن وہ اس بات کا معترف تھا کہ آرمنڈ اپنے کام سے بخوبی واقف تھا۔ یاسر عرفات کا ڈرائیور مقرر ہونے کے بعد فواد کا تین فرانسیسیوں سے واسطہ پڑ چکا تھا لیکن آرمنڈ ان سب سے زیادہ زیرک ثابت ہوا تھا۔ اس نے کبھی کسی معمولی سی بات کو بھی نظرانداز نہیں کیا تھا۔

آرمنڈ میگزین کے مطالعہ میں محو تھا۔ اس کی خاموشی اس بات کی علامت تھی کہ اب اسے فواد سے مزید کچھ نہیں پوچھنا تھا۔ فواد اپنی سیٹ پر پہلو بدلتے ہوئے اس کی طرف جھک گیا اور اسے مخاطب کرتے ہوئے بلند آواز میں بولا۔

"معاف کیجئے موسیو! کیا میں یہ میگزین دیکھ سکتا ہوں؟" وہ صوفے پر پلندے کے سب سے اوپر پیرس میچ کی طرف اشارہ کر رہا تھا۔

"ہاں کیوں نہیں!" آرمنڈ نے مسکراتے ہوئے میگزین اس کی طرف بڑھا دیا۔ رسالے کے سرورق پر برجی باردت کی عریاں تصویر تھی۔

فواد میگزین کے اوراق پلٹنے لگا۔ ایک جگہ لبنانی نوٹوں سے بھرا ہوا لفافہ دیکھ کر اس کی آنکھیں چمک اٹھیں۔ نہایت احتیاط سے وہ لفافہ کوٹ کی جیب میں منتقل کرتے ہوئے اس کے ہونٹوں پر خفیف سی مسکراہٹ آ گئی تھی۔ ہدایات پر مشتمل ایک کاغذ کے ساتھ

فواد کو اس لفافے میں ہر ہفتے آرمنڈ سے اتنی رقم مل جاتی تھی کہ وہ یاسر عرفات
ڈرائیور کی حیثیت سے چھ مہینوں میں بھی نہیں کما سکتا تھا۔

پانچ منٹ بعد فواد نے میگزین لوٹا دیا اور ویٹر کو بلا کر اپنا بل ادا کر کے ریسٹورنٹ
چلا گیا۔ فواد کو بالکل اندازہ نہیں تھا کہ فرانسیسی موسیقار آرمنڈ گھر جاتے ہی اس کی
ہوئی باتوں کو ایک رپورٹ کی صورت میں لکھ کر اسے کیمرہ فلم میں مختصر کرنے کے بعد ا
کی مائیکروڈاٹ فلم بنائے گا۔ یہ فلم اس اس قدر چھوٹی ہو گی کہ اسے ایک پوسٹ کارڈ
ٹکٹ کے نیچے چپکا دیا جائے گا اور صبح کی پہلی ڈاک سے وہ پوسٹ کارڈ پیرس کے ایک
پر روانہ کر دیا جائے گا۔

فواد کو اچھی طرح معلوم تھا کہ وہ کیا کر رہا تھا۔ اگر آرمنڈ ایک معاملے میں ا
بلیک میل نہ کر رہا ہوتا تو وہ کسی قیمت پر بھی اس کا آلہ کار نہ بنتا لیکن آرمنڈ اسے صر
بلیک میل ہی نہیں کر رہا تھا بلکہ ان معلومات کا اچھا خاصا معاوضہ بھی دے رہا تھا۔ فواد ا
تک یہی سمجھ رہا تھا کہ آرمنڈ یہ معلومات فرانس کے لئے حاصل کر رہا ہے۔ اس
ایک موقع پر فواد کو بتایا تھا کہ دوسری جنگ عظیم میں اس نے بے شمار یہودیوں کو ہلاک
تھا اور فرانسیسی انٹیلی جنس کے ماندے نامی ایک ایجنٹ نے اسے دھمکی دی تھی کہ اگ
ان کے لئے کام کرنے پر آمادہ نہ ہوا تو یہودیوں کو اس کے بارے میں آگاہ کر دیا جائے
آرمنڈ پیرس میں موسیقی کے ایک اسکول میں پروفیسر تھا۔ اسے ماندے کے سامنے ہتھ
ڈالنے پڑے۔ ماندے نے اسے مشل نامی ایک حسینہ کے حوالے کر دیا جو دو ہفتوں
اسے جاسوسی کی تربیت دیتی رہی اور پھر اسے اس مشن پر بیروت بھیج دیا گیا جہاں فواد
بارے میں اسے پہلے ہی سے بتا دیا گیا تھا۔ وہ ہر ہفتے فواد سے حاصل ہونے والی معلو
مائیکروفلم پر منتقل کر کے پوسٹ کارڈ کے ذریعے پیرس کے ایک مخصوص ایڈریس پر
دیا کرتا لیکن اگر فواد کو یہ پتا چل جاتا کہ آرمنڈ کے بھیجے ہوئے پوسٹ کارڈ فرانسیسی ا
جنس کے بجائے کسی اور کو پہنچ رہے تھے تو اسے یقیناً حیرت ہوتی۔ آرمنڈ کے کہنے
مطابق اسے معلوم نہیں تھا کہ اس ایڈریس پر پہنچنے کے بعد وہ پوسٹ کارڈ کہاں جا
تھے۔ یہ ایڈریس دراصل ایک بوڑھی بیوہ کا تھا جس کا فرانسیسی انٹیلی جنس یا کسی
سرکاری محکمے سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ بیروت سے اپنے نام آنے والے خوبصورت
دیکھ کر وہ یقیناً خوش ہوتی لیکن پھر اس کارڈ کو ایک سادے لفافے میں بند کر کے ڈیڈ

بکس میں ڈال دیتی۔ الفریڈ ملر کے بارے میں معلومات پر مشتمل مائیکروفلم والا پوسٹ کارڈ
پیرس میں میڈم لیرائے کے ہاتھوں سے ہوتا ہوا ڈیڈ لیٹر بکس میں پہنچ گیا۔ اس کے چار دن
بعد تل ابیب میں اسرائیلی انٹیلی جنس موساد لیبارٹری میں پوسٹ کارڈ کی ٹکٹ کے نیچے
سے برآمد ہونے والی فلم انلارج کر کے ایک بڑی اسکرین پر آرمنڈ کی بھیجی ہوئی اس
رپورٹ کو ڈی کوڈ کیا جا رہا تھا۔

☆------☆------☆

"آخری انتقام' آخر اس کا کیا مطلب ہو سکتا ہے؟" جرمیاح بڑبڑایا۔ اس کی نظریں
بدستور میز پر رکھے ہوئے کاغذ پر مرکوز تھیں۔ اس کمرے میں اس میز کے گرد کئی آدمی اور
بھی بیٹھے ہوئے تھے۔

"ہو سکتا ہے یہ لفظ اصطلاحاً استعمال کیا گیا ہو۔" جرمیاح کے عین سامنے بیٹھے
ہوئے ڈیوڈ راتھ نے پُرسکون لہجے میں تبصرہ کیا۔ "ہو سکتا ہے اس کے ذہن میں کوئی بہت
ہی خوفناک قسم کا انتقام ہو!"

"لیکن اس کے لئے آخری انتقام کے الفاظ استعمال کرنے کی تک سمجھ میں نہیں
آتی۔" جرمیاح تھوڑی کھجاتے ہوئے بولا۔ "اور یہ جملہ کہ 'اس کے بعد سب کچھ بدل
جائے گا' میری سمجھ سے بالاتر ہے۔" اس نے نظر اٹھا کر ڈیوڈ راتھ اور اس کے ساتھیوں
کی طرف دیکھا۔ "آخر وہ کیا چاہتا ہے؟ کوئی نئی تخریبی کارروائی یا وہ کوئی نئی جنگ شروع
کرنا چاہتا ہے یا یروشلم پر ایٹم بم گرانے کا پروگرام بنا رہا ہے؟"

جواب میں کوئی بھی کچھ نہیں بولا۔ وہ سب خاموش بیٹھے ایک دوسرے کی طرف
دیکھتے رہے' دائیں طرف سرے والی کرسی پر بیٹھے ہوئے اویزر کی نظریں بدستور جرمیاح
کے چہرے پر مرکوز تھیں۔ اس کے ساتھ ہی اس کے ہونٹوں پر بڑی طنزیہ سی مسکراہٹ
کھیل رہی تھی جیسے وہ جرمیاح کی بے بسی پر لطف اندوز ہو رہا ہو۔ ڈیوڈ گردن گھما کر کھڑکی
سے باہر دیکھنے لگا۔ کیتھی ایک طرف سر جھکائے حسب معمول پنسل کا سرا چبا رہی تھی
جس کا مطلب تھا کہ وہ ان دنوں ایک بار پھر تمباکو نوشی ترک کرنے کی کوشش میں تھی۔
ایموس ہیفنر بھی خاموش نگاہوں سے اپنے چیف کی طرف دیکھ رہا تھا۔ بالآخر موساد کے ماہر
نفسیات ڈاکٹر نوح برگ مین نے لب کشائی کی۔

"میں صرف ایک نتیجے پر پہنچا ہوں۔" وہ تمباکو نوشی کا پائپ منہ سے نکالتے ہوئے

بولا۔ "الفریڈ نر نامی اس شخص کا ذہنی توازن درست نہیں ہے۔ کوئی بھی صحیح الدماغ شخص اس قسم کے الفاظ استعمال نہیں کر سکتا۔ ممکن ہے اس کے ذہن میں انتقام کا کوئی ایسا منصوبہ ہو جو کسی دوسرے ذہن میں نہ آ سکتا ہو اور اس کے لئے اس نے آخری انتقام کا لفظ استعمال کیا ہے لیکن بہرحال' اس رپورٹ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یاسر عرفات بھی اس کے منصوبے سے متفق ہے اور اس پر عمل در آمد کے لئے اسے ایک یہودی کی ضرورت ہے۔"

"ٹھیک ہے لیکن یہودی ہی کیوں؟" جرمیاح کے لہجے میں الجھن تھی۔

"اس لئے کہ.........." ڈیوڈ راتھ کرسی کی پشت سے ٹیک لگائے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کی پوریں آپس میں ملاتے ہوئے بولا۔ "ایک یہودی نہ صرف آسانی سے اسرائیل میں داخل ہو سکتا ہے بلکہ مطلوبہ ٹارگیٹ تک پہنچنے میں بھی اسے کوئی دشواری پیش نہیں آ سکتی۔"

"اوہ! یہ بات پہلے ہی میرے ذہن میں آ جانی چاہئے تھی۔" جرمیاح ایک دم سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ "تم نے کہا ہے کہ کوئی یہودی نہایت آسانی سے ٹارگیٹ تک پہنچ سکتا ہے لیکن سوال تو یہ ہے کہ منصوبہ کیا ہو گا؟ اس کا کہنا ہے کہ اس کے ذہن میں ایک یہودی مرد ہے جو اس کام سے انکار نہیں کرے گا۔" وہ خاموش ہو کر رپورٹ پر جھک گیا کہ شاید کوئی کلیو نظروں میں آ جائے۔ پھر سیدھا ہوتے ہوئے بولا۔ "جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے آج تک کسی یہودی نے کسی ایسے منصوبے میں حصہ نہیں لیا جو اس کے ملک اور قوم کے خلاف ہو۔"

"تم شاید بھول رہے ہو۔" ہیفنر نے بے چینی سے کرسی پر پہلو بدلتے ہوئے کہا۔ "کم از کم ایک یہودی کو تو میں بھی جانتا ہوں جس نے یہودیوں کے خلاف سرگرمیوں میں حصہ لیا تھا۔ یعقوبی نام کا وہ یہودی تمہیں یاد ہو گا جس نے پچھلے سال فلسطینیوں کو اسلحہ کے کئی ٹرک فراہم کئے تھے۔"

"یعقوبی اسمگلر اور جرائم پیشہ آدمی تھا۔ اسے خود بھی معلوم نہیں تھا کہ ان ٹرکوں میں کیا لدا ہوا تھا۔" جرمیاح نے کہتے ہوئے رپورٹ پر ہاتھ رکھ دیا۔ "اگر الفریڈ یہ کہتا ہے کہ وہ ایک ایسے یہودی کو جانتا ہے جو اس کے کام آ سکتا ہے تو میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ وہ یہودی اسرائیل میں نہیں کہیں باہر ہو گا۔ کیتھی!" وہ کیتھی کی طرف متوجہ ہو

گیا۔ "کیا یورپ یا امریکہ میں کسی ایسے یہودی کے بارے میں تمہارے پاس کوئی رپورٹ موجود ہے جس کا الفتح سے کوئی تعلق ہو؟ پلیز! ذرا چیک کر کے بتاؤ۔"

"یہ رپورٹ ملتے ہی میں نے چیک کر لیا تھا۔" کیتھی منہ سے پنسل نکالتے ہوئے بولی۔ "فرانس اور ڈنمارک میں تقریباً ایک درجن اور انگلینڈ میں کم از کم دو ایسے یہودی موجود ہیں جو منفی سرگرمیوں میں ملوث ہیں لیکن ان میں سے کسی کے بارے میں بھی یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ اسرائیل کے خلاف پی ایل او کے آلہ کار بن سکتے ہوں۔ ہمارے پاس الفریڈ نامی اس شخص کا بھی کوئی ریکارڈ نہیں ہے۔"

"ہمارے سامنے تاریکی کے سوا کچھ نہیں ہے۔" جرمیاح کے چہرے کے تاثرات بگڑ گئے۔ "یہ رپورٹ بھی مکمل نہیں ہے۔ ہمیں اس سلسلے میں مزید تفصیل کی ضرورت ہے۔ کس نے بھیجی تھی یہ رپورٹ؟"

"سپائیڈر۔" کیتھی نے جواب دیا۔ "مزید تفصیل طلب کرنا وقت ضائع کرنے کے مترادف ہو گا۔ وہ بہت ذہین آدمی ہے اور اس نے سوچ سمجھ کر ہی یہ رپورٹ ہمیں بھیجی ہو گی۔ وہ ادھورا کام کبھی نہیں کرتا۔"

"اور کیا تمہیں یقین ہے کہ الفریڈ طلر نامی یہ وہی شخص ہے جسے ہم نے سلامہ کے جنازے کے جلوس میں دیکھا تھا؟" جرمیاح نے سوالیہ نگاہوں سے کیتھی کی طرف دیکھا۔

"ہاں!" کیتھی نے اثبات میں سر ہلایا۔ "اس کا حلیہ' بیروت میں آمد اور یاسر عرفات سے ملاقات' سب کچھ اس رپورٹ کے عین مطابق ہے۔ یہ سنہری بالوں والا وہی آدمی ہے جو ٹی وی پر دیکھا گیا تھا۔"

ماحول پر ایک بار پھر خاموشی چھا گئی لیکن اس مرتبہ یہ خاموشی زیادہ طول نہیں کھینچ سکی تھی۔ بالآخر ڈیوڈ راتھ نے جمود توڑا۔

"میں ڈاکٹر برگ مین کی رائے سے اتفاق کرتا ہوں۔" وہ ٹانگ پر ٹانگ رکھتے ہوئے بولا۔ "ڈاکٹر برگ مین نے' جو پائپ میں تمباکو بھر رہا تھا' چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

"مجھے ڈاکٹر برگ مین کی اس رائے سے اتفاق ہے کہ الفریڈ نہ تو یروشلم پر ایٹم بم گرانا چاہتا ہے اور نہ ہی اس کے ذہن میں کوئی ایسا منصوبہ ہے جس سے دو ملکوں میں جنگ چھڑ سکے۔ جاسوسی ناولوں میں تو ایسا ہو سکتا ہے لیکن حقیقی زندگی سے اس کا دور کا بھی کوئی تعلق نہیں ہے۔ اگر وہ انتقام لینا چاہتا ہے تو زیادہ سے زیادہ یہی ہو گا کہ اسرائیل کی کسی اہم

شخصیت کو قتل کرنے کی کوشش کرے گا۔"

"قتل!" جرمیاح نے الجھی ہوئی نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔ "سلامہ بدلے وہ کس شخص کو قتل کرنا چاہیں گے؟"

"تمہیں یاد ہے کہ 1971ء میں سکینڈے نیویا کے دورے کے موقع پر انہوں نے گوریان کو قتل کرنے کی کوشش کی تھی۔" ڈیوڈ راتھ نے جواب دیا۔ "اس طرح وزیراعظم' موشے دایان' ویزمان یا........" ایک لمحہ کی خاموشی کے بعد پھر جملہ مکمل کیا۔ "یا تمہیں موت کے گھاٹ اتارنے کی کوشش کریں گے۔"

☆------☆------☆

ریسٹورنٹ میں کھانا کھاتے ہوئے مائیکل کی نظریں میرین کے چہرے پر مرکوز تھیں۔ مائیکل کے خیال میں اس جیسی حسین لڑکی کی رفاقت اس کے لئے باعثِ فخر تھی لیکن میرین سے ملاقات میں اس کا ایک اور مقصد بھی پنہاں تھا اور گفتگو کے دوران اس کا یہ مقصد بھی سامنے آ گیا۔

"ایک انقلابی لڑکی کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھاتے ہوئے مجھے واقعی عجیب سا لگ رہا ہے۔" مائیکل نے اس کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"چہ خوب!" میرین نے ہلکا سا قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔ "انقلابی میں نہیں ہوں مائیکل! انقلابی تو پیٹرک اور اس کے دوست ہیں اور .... اور تم بھی........"

"میں ان میں شامل ہونے کی کوشش کر رہا ہوں۔" مائیکل نے اس کی بات کاٹ دی۔ "لیکن وہ لوگ مجھے اپنے قریب پھٹکنے بھی نہیں دیتے۔ پیٹرک اگرچہ میرا بہترین دوست ہے لیکن اس نے مجھے کبھی اپنی کسی میٹنگ میں نہیں بلایا۔ مجھے پیرس آئے ہوئے تقریباً ایک سال ہو چکا ہے لیکن پیٹرک اور الفریڈ کے سوا اس گروہ کے کسی شخص کو نہیں جانتا۔"

"ہوں!" میرین کی سبز آنکھیں ستاروں کی طرح چمک اٹھیں۔ "اس کا مطلب یہ ہوا کہ پیٹرک کی طرف سے مایوس ہونے کے بعد تم اس کی بہن کے ذریعے انقلابیوں کے اس گروہ میں شامل ہونا چاہتے ہو۔ تم واقعی بہت چالاک ہو مائیکل گورڈن!"

"یہ بات نہیں ہے میرین!" مائیکل نے کہتے ہوئے عینک اتار کر میز پر رکھ دی۔ "پیٹرک کا ہمارے معاملے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ تم جانتی ہو میں تم سے کتنی محبت کرتا ہوں۔"

"ہاں جانتی ہوں۔" میرین کے ہونٹوں پر شریر سی مسکراہٹ آ گئی۔ "لیکن میں یہ ضرور جاننا چاہوں گی کہ تم انقلابیوں کے گروہ میں شامل کیوں ہونا چاہتے ہو؟ میری

معلومات کے مطابق امریکیوں کو تو یورپ میں رونما ہونے والے واقعات سے کوئی دلچسپ
نہیں ہونی چاہئے۔"

"یہ درست ہے کہ ہر امریکی کو یورپ کے واقعات سے کوئی دلچسپی نہیں ہو سکت
لیکن میں نے جن حالات میں پرورش پائی ہے وہ مجھے ایسے معاملات میں دلچسپی لینے پر مجبو
کرتے ہیں۔ میں نے تمہیں بتایا تھا کہ میرا تعلق نیو جرسی کے ایک یہودی خاندان س
ہے۔ میرے والدین مجھے سچا یہودی اور ڈاکٹر' قانون دان یا انجینئر بنانا چاہتے تھے لیکن وی
نام کی جنگ نے میری زندگی کے راستے بدل دیئے!"

"ویت نام!" میرین نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا۔ "لیکن تم تو اس وقت بہ
چھوٹے ہو گے۔ ویت نام کی جنگ سے تمہارا کیا تعلق؟ اس وقت تمہاری عمر کیا ہے؟"

"پچیس سال۔" مائیکل نے گہرا سانس لیتے ہوئے کہا۔ "میں اس وقت نو عمر ت
جب ویت نام کی جنگ کے خلاف امن مارچ اور مظاہرے شروع ہوئے تھے۔ میں
اگرچہ ان سرگرمیوں میں کبھی حصہ نہیں لیا تھا لیکن میرے ذہن میں کچھ سوال ضرو
ابھرتے تھے کہ یہ سب کیوں ہو رہا ہے۔ بالآخر بعض ایسے حقائق میرے سامنے آ گئے ج
سے مجھے اپنے ملک اور اپنے معاشرے سے نفرت سی محسوس ہونے لگی۔"

"اور وہ حقائق کیا تھے؟" میرین نے سوالیہ نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔

"مثال کے طور پر امریکہ کی خارجہ پالیسی .... ہمیں کتابوں میں جو کچھ پڑھایا جا
تھا عملی پالیسی اس کے بالکل برعکس تھی۔ مجھے یہ جان کر دکھ ہوا تھا کہ ہم آزادی او
جمہوریت کے تحفظ کی پالیسی پر گامزن نہیں ہیں۔ اس کے برعکس ایشیا اور جنوبی امریکہ می
ان قوتوں کا ساتھ دے رہے ہیں جو جمہوریت اور آزادی کا جنازہ نکال کر دوسروں
استحصال کر رہے ہیں۔ دنیا کے مختلف ممالک کے ڈکٹیٹر اور فوجی جنرلز ہمارے تنخواہ خوا
ہیں۔ ہم تشدد اور دہشت گردی کی حمایت کرتے ہیں۔" بات کرتے ہوئے مائیکل کی آوا
قدرے بلند ہو گئی تھی۔ قریب کی میز پر بیٹھے ہوئے دو نوجوان لڑکے عجیب سی نگاہوں سے
اس کی طرف دیکھنے لگے۔ میرین بھی دلچسپ نگاہوں سے اس کی طرف دیکھ رہی تھی
مائیکل کی سیاہ آنکھوں میں چنگاریاں سی پھوٹتی ہوئی محسوس ہو رہی تھیں اور چہرہ جذبا
کی شدت سے سرخ ہو رہا تھا۔

اس کے چہرے میں میرین کو کسی اور کی تصویر نظر آ رہی تھی۔ وہی جذبات' وہ

باغیانہ اندازِ گفتگو۔ میرین کے ذہن میں بلفاسٹ کا وہ واقعہ ابھر آیا جس نے اس کی زندگی
کی راہیں بدل دی تھیں۔ وہ مائیکل کو بتانا چاہتی تھی کہ وہ اپنا راستہ بدل لے۔ کہیں اسے
مائیکل کی میت پر بھی آنسو نہ بہانے پڑیں۔ یہ خیال آتے ہی وہ کانپ اٹھی اور اپنی
اندرونی کیفیت پر قابو پانے کی کوشش کرتے ہوئے بولی۔

"پھر......... پھر تم نے کیا کیا؟"

"ان دنوں میں پولیٹیکل سائنس کا اسٹوڈنٹ تھا۔" مائیکل نے اپنے سامنے رکھی
ہوئی پلیٹ ایک طرف سرکاتے ہوئے کہا۔ "میں نے اپنے دوستوں کا ایک گروپ بنا کر
حکومت کی اس پالیسی کے خلاف تحریک چلانے کی کوشش کی تو میری پیشانی پر انتہا پسند
ہونے کا لیبل لگا دیا گیا۔ احتجاجی مظاہرے' امن مارچ' ریلیز اور جلوس .... شروع میں
یہ سب کچھ بڑا سنسنی خیز لگا تھا لیکن رفتہ رفتہ میرے دوستوں کی دلچسپی کم ہوتی چلی گئی۔
میں نے یہ صورتِ حال دیکھ کر اپنی پارٹی توڑ دی اور کچھ عرصہ بعد جنوبی امریکہ چلا گیا'
میرے ساتھ چار دوست اور بھی تھے۔ ان میں سے دو لڑکوں کا تعلق شکاگو سے' ایک کا
الاس سے اور ایک لڑکی کا تعلق کیلیفورنیا سے تھا۔ ہم تقریباً ایک سال تک ورجینیا' بولیویا
اور گوئٹے مالا میں ٹھوکریں کھاتے رہے۔ ہم فریڈم فائیٹر کی حیثیت سے ان کے پہلو بہ پہلو
ان کے دشمنوں سے لڑنا چاہتے تھے۔"

"اوہ! کیا تم نے کسی ایسی لڑائی میں حصہ لیا تھا؟" میرین نے چونک کر اس کی طرف
دیکھا۔

"ہمیں چھاپہ ماروں سے رابطے قائم کرنے میں اگرچہ کوئی دشواری پیش نہیں آئی
تھی لیکن ہم انہیں یہ یقین دلانے میں کامیاب نہیں ہو سکے تھے کہ ہم ان کی طرف سے
لڑنا چاہتے تھے۔ انہیں امریکیوں سے نفرت تھی اور وہ سمجھتے تھے کہ ہر امریکی غاصب اور
جارح ہوتا ہے۔ انہیں ہماری ضرورت نہیں تھی۔" مائیکل چند لمحوں کو خاموش ہوا پھر
بات جاری رکھتے ہوئے بولا۔ "بالآخر ہم پانچوں دوست الگ ہو گئے۔ دو لڑکے تو نکاراگوا ہی
میں رہ گئے اور میں تیسرے لڑکے کے ساتھ امریکہ واپس آ گیا۔ جبکہ ہماری ساتھی لڑکی
لس آئرس میں ایک سیاہ فام کے عشق میں گرفتار ہو کر اس کے ساتھ چلی گئی۔"

"اس کا مطلب ہے کہ تمہیں کسی حقیقی معرکے میں حصہ لینے کا موقع نہیں ملا۔"
میرین نے کہا۔

"یہی سمجھ لو۔" مائیکل نے جواب دیا۔ "امریکہ پہنچ کر میں نے پھر کالج میں داخلہ
لے لیا تھا' پھر یکایک انکشاف ہوا کہ یورپ .... اٹلی' فرانس اور جرمنی میں ایک
انقلاب جنم لے رہا ہے۔ اس لئے میں یہاں آگیا۔ میں نے اپنے والدین کو یہ بتایا تھا کہ
میں پی ایم اے کے لئے یورپ کے انتہا پسند طلباء کی تحریکوں پر تھیسس لکھنے کے لئے
رہا ہوں۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ میں خود کسی انقلابی تحریک میں شامل ہونا چاہتا ہوں
یہاں میری ملاقات پیٹرک اور الفریڈ سے ہوئی لیکن اب مجھے اندازہ ہو چکا ہے کہ جنو
امریکہ کے چھاپہ ماروں کی طرح انہیں بھی میری خدمات کی ضرورت نہیں ہے۔"

میرین گہری نظروں سے اس کا جائزہ لے رہی تھی۔ اس کی باتوں سے وہ سمجھ
تھی کہ مائیکل آئرش ری پبلک آرمی یا ایسے ہی کسی جرمن گروہ میں شامل ہونے کو
تاب ہے لیکن اس کے خیال میں مائیکل میں وہ صفات نہیں تھیں جو کسی انتہا پسند کے
لئے ضروری ہوتی ہیں۔ وہ پیٹرک اور اس کے دوستوں سے بہت مختلف تھا۔ وہ لوگ ا
بگڑا ہوا رئیس زادہ سمجھ رہے تھے جو محض شوقیہ طور پر کسی انقلابی تحریک میں شامل ہو
چاہتا تھا۔ میرین کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ اسے کندھوں سے پکڑ کر جھنجھوڑ ڈالے اور ا
یقین دلائے کہ وہ ان کٹھن اور دشوار گزار راستوں پر چلنے کے لئے پیدا نہیں کیا گیا۔ وہ
چیخ کر اسے بتانا چاہتی تھی کہ یہ راستے نہایت خطرناک ہیں جہاں زندگی کی کوئی ضمانت نہ
دی جا سکتی۔ یہ بچوں کا کھیل نہیں ہے۔ یہاں لوگ بے دردی سے ایک دوسرے کو مو
کے گھاٹ اتار دیتے ہیں اور بالآخر ایک روز خود بھی کسی کی سفاکی اور درندگی کا شکار
جاتے ہیں۔ خدا کے لئے ان راستوں پر چلنے کا خیال دل سے نکال دو اور امریکہ واپس
جاؤ۔ میں اپنے سینے پر ایک ایسا داغ لگا چکی ہوں۔ تمہیں اس آگ میں کودنے کی
اجازت نہیں دے سکتی۔ میرین یہ سب کچھ اس سے کہنا چاہتی تھی لیکن ایک لفظ بھی
سے نہ نکال سکی۔

"ان لوگوں کی سرد مہری کے باوجود تم نے ہمت نہیں ہاری؟" وہ اپنی اندرونی کیفیت
کو چھپانے کی کوشش کرتے ہوئے بولی۔

"بالکل نہیں۔" مائیکل کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آگئی۔ "لیکن مجھے یقین ہے کہ
جلد یا بدیر میری خدمات کی ضرورت محسوس کریں گے۔"

میرین کا چہرہ دھواں ہو گیا۔ یکایک اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کا جسم تھکن

چور ہو رہا ہو۔ وہ اسے روکنا چاہتی تھی۔ خطرات سے آگاہ کرنا چاہتی تھی لیکن الفاظ زبان
پر نہیں آ رہے تھے۔ زندگی میں ایک مرتبہ پہلے بھی وہ ایسی کوشش کر چکی تھی لیکن اسے
بری طرح ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا تھا۔ وہ سوچ رہی تھی کہ اگر اس نے سختی سے کام لیا ہوتا تو
ممکن ہے اس رات کیون بلفاسٹ کی گلیوں میں نہ مارا جاتا۔ اس نے کیون کو قائل کرنے
کی کوشش کی تھی کہ ان کی سرگرمیوں کا کوئی نتیجہ نہیں نکلے گا۔ وہ لوگ بلاوجہ اپنی جانیں
ضائع کر رہے ہیں لیکن کیون نے اس کی کسی بات پر کان نہیں دھرا تھا۔

"اوہ!" مائیکل کی آواز سن کر وہ خیالات کے بھنور سے نکل آئی۔ مائیکل اِدھر اُدھر
دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ "ریسٹورنٹ خالی ہو گیا اور مجھے باتوں میں خیال ہی نہیں رہا۔ مجھے
افسوس ہے میرین! میں تمہیں ڈنر کے لئے یہاں لایا تھا لیکن اپنی باتوں سے تمہیں بور کرتا
رہا۔ مجھے یقین ہے تم نے ڈھنگ سے کھانا بھی نہیں کھایا ہو گا۔"

"تمہاری باتیں بڑی دلچسپ رہیں اور کھانا بھی بے حد لذیذ تھا۔" میرین نے
مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"اب تم کہو گی کہ دیر ہو رہی ہے جلد گھر جانا چاہتی ہو کیونکہ صبح تمہیں ریہرسل
میں حصہ بھی لینا ہے۔" مائیکل بھی مسکرا دیا۔

"نہیں! ایسی بھی دیر نہیں ہوئی۔ میں کچھ دقت اور تمہارے ساتھ رہ سکتی ہوں۔"
میرین نے اس کے چہرے پر نظریں جماتے ہوئے جواب دیا۔

مائیکل کو اس جواب کی توقع نہیں تھی۔ "اگر واقعی یہ بات ہے تو میں تمہیں اپنا
فلیٹ دکھانا چاہتا ہوں۔ اگر .... اگر تم برا نہ مانو تو.........."

"میں ضرور چلوں گی۔" میرین کے ہونٹوں کی مسکراہٹ گہری ہو گئی۔

میرین کا یہ جواب بھی مائیکل کے لئے بالکل غیر متوقع تھا۔

آدھے گھنٹے بعد فلیٹ میں داخل ہونے کے بعد جب مائیکل نے دروازہ بند کیا تو
میرین کا دل اچھل کر حلق میں آ گیا اور جب مائیکل نے اس کے سامنے کھڑے ہو کر
دونوں ہاتھ اس کے کندھوں پر رکھ دیئے تو وہ اپنے پورے جسم میں ہلکی سی کپکپاہٹ
محسوس کرنے لگی۔ کنپٹیاں سلگ اٹھی تھیں۔ بالکل یہی انداز تھا کیون کا۔ کیون کا خیال
آتے ہی وہ چشم تصور سے بلفاسٹ کے مردہ خانے میں پڑی ہوئی اپنے محبوب کیون کی لاش
دیکھنے لگی۔ کیون کی موت کے بعد اس نے کبھی کسی مرد میں دلچسپی نہیں لی تھی لیکن وہ

سال بعد جب مائیکل سے ملاقات ہوئی تو اس کے روپ میں اسے کیون کی تصویر دکھائی دی تھی اور اب مائیکل کا وہی انداز پا کر اسے بڑی شدت سے کیون یاد آنے لگا تھا۔

رات دھیرے دھیرے بیت رہی تھی۔ کمرے کی پُرسکوت اور تاریک فضا میں ان دونوں کی الجھی ہوئی سانسوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ دفعتاً ٹیلی فون کی گھنٹی کی آواز سن کر وہ بدحواس ہو گئے۔ میرین جلدی سے لوٹ لگا کر پلنگ کی سائیڈ سے جا لگی۔ وہ اس طرح گڑبڑا گئی تھی جیسے رنگے ہاتھوں پکڑی گئی ہو۔ مائیکل نے سائیڈ ٹیبل پر رکھے ہوئے ریڈیم ڈائل والے ٹائم پیس کی طرف دیکھا۔ دو بج کر دس منٹ ہوئے تھے۔ اس نے ٹٹول کر ٹیلی فون کا ریسیور اٹھانا چاہا تو میز پر رکھا ہوا ایش ٹرے اس کے ہاتھ سے ٹکرا کر نیچے گر گیا۔ بالآخر اس کا ہاتھ فون تک پہنچ گیا۔

"ہیلو!" وہ ریسیور کان سے لگاتے ہوئے ناگوار سے لہجے میں بولا۔ دوسری طرف کی آواز سن کر اس نے ریسیور دائیں ہاتھ میں پکڑا اور بایاں ہاتھ بڑھا کر ٹیبل لیمپ کا سوئچ آن کر دیا۔ مائیکل کے چہرے پر الجھن کے تاثرات تھے۔ میرین بڑے غور سے اس کے چہرے کو دیکھ رہی تھی۔ دفعتاً مائیکل کی آنکھوں میں چمک سی ابھر آئی۔

"اوہ الفریڈ!" وہ پُرجوش لہجے میں بولا۔ "نہیں .... میں جاگ ہی رہا تھا۔ تمہاری کال سے بالکل ڈسٹرب نہیں ہوا۔"

میرین اب بھی غور سے اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔ وہ مائیکل کے تمام دوستوں کو تو نہیں جانتی تھی لیکن نہ جانے کیوں اسے یقین سا ہو گیا تھا کہ یہ فون کال الفریڈ مر کے علاوہ اور کسی کی نہیں ہو سکتی تھی۔ اپنے جاننے والوں کو اس طرح بے وقت وہی فون کیا کرتا تھا۔ وہ کئی مرتبہ پیٹرک کو بھی اسی طرح آدھی رات کو فون کر کے ہنگامی میٹنگز میں بلاتا رہتا تھا۔ دوسری طرف سے غالباً کچھ پوچھا گیا تھا جس کے رد عمل کے طور پر مائیکل نے گردن گھما کر میرین کی طرف دیکھا وہ ایک لمحہ کو ہچکچایا اور پھر ماؤتھ پیس میں بولا۔

"ہاں! میں اکیلا ہی ہوں۔"

وہ دوسری طرف کی آواز سننے کے ساتھ سر بھی ہلاتا جا رہا تھا۔ "کیوں نہیں الفریڈ! میں پہلے بھی تمہیں بتا چکا ہوں۔ مجھے تمہارے ساتھ کام کر کے خوشی ہو گی۔ ہاں ہاں کیوں نہیں .... سمجھ گیا .... کل صبح گار ڈی لیون اسٹیشن کے کیفے میں۔ میں بالکل پہنچ جاؤں گا۔" وہ ایک لمحہ کے لئے خاموش ہوا پھر بولا۔ "کیا پیٹرک بھی وہاں ہو گا؟"

دوسری طرف سے غالباً کچھ کہا گیا تھا۔ وہ معذرت آمیز لہجے میں بولا۔ "سوری الفریڈ! تم مجھ پر اعتماد کر سکتے ہو۔ شب بخیر!"

مائیکل نے ریسیور رکھ دیا۔ وہ اپنے آپ میں ایک عجیب سی سنسنی محسوس کر رہا تھا۔ "یہ میری زندگی کی اہم ترین رات ہے۔" وہ میرین کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔ "پہلے تمہارے ساتھ خوبصورت شام اور اب یہ فون کال! بالآخر انہیں میری ضرورت پڑ ہی گئی۔" چند لمحوں کی خاموشی کے بعد وہ دوبارہ بولا۔ "اب میرے خواب حقیقت کا روپ دھار رہے ہیں۔"

میرین سہمی ہوئی نظروں سے اس کی طرف دیکھ رہی تھی لیکن اس نے کچھ پوچھنے کی ضرورت محسوس نہیں کی۔ الفریڈ کی فون کال سے وہ سب کچھ سمجھ گئی تھی۔

☆------☆------☆

گلیلی کے پہاڑی علاقے میں وہ کار سُست رفتاری سے لبنانی سرحد کی طرف بڑھ رہی تھی۔ دھواں دھار بارش کی وجہ سے تیز رفتاری ممکن نہیں تھی اور ڈرائیور بھی کسی قسم کا خطرہ مول نہیں لینا چاہتا تھا۔ کار کی پچھلی سیٹ پر بیٹھے ہوئے ایموس ہیفنر نے آگے جھک کر جرمیاح کے کندھے پر ہاتھ رکھ دیا جو ڈرائیور کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔

"یہ بارش ہمارے لئے اچھی بھی ثابت ہو سکتی ہے اور بدقسمتی کی علامت بھی۔" وہ جرمیاح کو مخاطب کرتے ہوئے گویا ہوا۔ "بُری اس طرح کہ ہمارے آدمیوں کو کیچڑ میں راستہ طے کرتے اور لبنانی ریور عبور کرنے میں خاصی دشواری پیش آئے گی اور اچھی اس لئے کہ وہ کسی کی نظروں میں نہیں آ سکیں گے۔ ایسے بدترین موسم میں الفتح کے گوریلے اپنی بیرکوں سے باہر جھانکنا بھی پسند نہیں کریں گے۔"

"ممکن ہے تمہارا خیال درست ہو لیکن میں اس مفروضے کو مشن کی بنیاد نہیں بنا سکتا۔" جرمیاح نے ونڈ اسکرین سے باہر دیکھتے ہوئے جواب دیا۔ اس وقت وہ میتولا نامی سرحدی گاؤں میں داخل ہو چکے تھے۔ سڑک کے دونوں طرف ڈھلوان چھتوں والے مکان تاریکی میں ڈوبے ہوئے تھے۔ سڑک کے بائیں کنارے اورنج اور نیلے رنگ کی ٹورسٹ بسوں کی ایک لمبی قطار کھڑی تھی۔ ان کی کار ایک کمپاؤنڈ کے گیٹ کے سامنے رک گئی۔ اسی لمحہ برساتی میں لپٹا ہوا ایک انسانی سایہ تاریکی سے نکل کر کار کے قریب آ گیا۔ اس نے ٹارچ کی تیز روشنی میں جرمیاح اور ہیفنر کے چہروں کا جائزہ لیا اور ایک قدم

پیچھے ہٹتے ہوئے ڈرائیور کو آگے جانے کا اشارہ کر دیا۔ کار کمپاؤنڈ میں داخل ہو کر گودام نما ایک شیڈ کے سامنے رک گئی۔ جہاں پہلے ہی دو فوجی بسیں ایک جیپ اور ایک ہڈ والی پک اپ کھڑی تھی۔ جس کی چھت پر وائرلیس کے دو تین انٹینا لگے ہوئے تھے۔ شیڈ کے دروازے کے نیچے روشنی کی ایک باریک سی لکیر کے علاوہ ہر طرف تاریکی تھی۔

سب سے پہلے جرمیاح کار سے اتر کر شیڈ کے دروازے میں داخل ہوا تھا۔ اس نے بھیڑ کی کھال کا لمبا کوٹ اور اونی ٹوپی پہن رکھی تھی۔ یہ کوٹ اور ٹوپی اس وقت کی یادگار تھی جب وہ شاہ ایران کے زوال سے چند روز پہلے ایک خفیہ مشن پر ایران اور روس کی سرحد پر گیا تھا۔ اس کے فوراً بعد ہیفنر بھی گودام میں داخل ہو گیا تھا۔ اس کے جسم پر ہلکا سا رین کوٹ تھا اور وہ سردی میں باقاعدہ کپکپا رہا تھا۔ ڈرائیور ڈینی کار ہی میں رک گیا تھا۔ البتہ وہ اسٹیئرنگ سے ہٹ کر پچھلی سیٹ پر آ گیا تھا اور اوور کوٹ اچھی طرح جسم پر لپیٹنے کے بعد سیٹ پر لیٹ گیا تھا۔

شیڈ کے دروازے میں داخل ہوتے ہی جرمیاح متجسس نگاہوں سے چاروں طرف دیکھنے لگا۔ گودام میں لاتعداد فوجی بھرے ہوئے تھے۔ وہ مکمل یونیفارم میں تھے۔ ان میں سے بیشتر فرش پر لیٹے ہوئے تھے اور ان کے ہتھیار بھی قریب ہی رکھے ہوئے تھے۔ ان فوجیوں میں کچھ سو رہے تھے اور کچھ سگریٹ کے کش لگاتے ہوئے سرگوشیوں میں باتیں کر رہے تھے۔

"اس طرف آیئے جناب!" دروازے کے قریب ہی کھڑے ہوئے ایک نوجوان لیفٹیننٹ نے ایک طرف اشارہ کیا۔ جرمیاح اور ہیفنر اس کی راہنمائی میں چلتے ہوئے گودام کے پچھلے حصے میں آ گئے جہاں ترپال کی پارٹیشن کے پیچھے ایک مختصر سا لیکن مکمل جنگی آپریشن روم موجود تھا۔ دیوار پر جنوبی لبنان کا ایک بہت بڑا نقشہ آویزاں تھا جس پر پلاسٹک کی ٹرانسپیرنٹ شیٹ لگی ہوئی تھی اور ایک میجر گریس پنسل سے اس پر نشانات لگا رہا تھا۔ ایک فولڈنگ میز پر متعدد وائرلیس سیٹ رکھے ہوئے تھے اور ایک نوجوان فوجی آپریٹر فون کے ریسیور پر ہلکی آواز میں کچھ بول رہا تھا۔

جرمیاح نے ٹوپی اتار کر ہاتھ میں پکڑ لی اور ان فوجی افسروں کے قریب پہنچ گیا جو نقشے کے سامنے کھڑے تھے۔ ان میں ہر ایک کے ہاتھ میں کافی کا مگ نظر آ رہا تھا۔ ان فوجی افسروں میں چیف آف آرمی جنرل آئیٹن بھی شامل تھا جس نے سب سے پہلے

مسکراتے ہوئے جرمیاح سے ہاتھ ملایا' جرمیاح کی طرح وہ بھی چھوٹے قد کا مالک تھا۔ اس کے ہاتھ کھردرے اور گرفت خاصی سخت تھی۔ بنیادی طور پر وہ ایک کسان تھا اور دیک اینڈ پر اب بھی تل ادا سم میں اپنے فارم پر کھیتی باڑی کیا کرتا تھا۔ فوج میں شامل ہونے کے بعد وہ بڑی تیزی سے ترقی کرتے ہوئے چیف آف آرمی کے عہدے پر پہنچ گیا تھا۔ اسے مشرق وسطیٰ کی جنگ کا ماہر سمجھا جاتا تھا۔

لمبے قد اور چوڑے شانوں والے چیف آف آپریشنز جنرل ایڈم نے بھی بڑی گرمجوشی سے جرمیاح کا استقبال کیا تھا۔ جرمیاح سے ہاتھ ملانے کے بعد وہ ایک خوبصورت لڑکی کی طرف مڑا جس نے لیفٹیننٹ کی وردی پہن رکھی تھی۔

"مریم! جرمیاح اور ہیفنر سردی سے ٹھٹھر رہے ہیں۔ انہیں گرم گرم کافی پلاؤ۔"

ڈھیلی ڈھالی وردی میں ملبوس تیسرا فوجی آفیسر بالکل ہی آؤٹ آف پلیس لگ رہا تھا۔ وہ دبلا پتلا کمزور سا آدمی تھا۔ آنکھوں پر موٹے عدسوں والی عینک تھی۔ اسے دیکھ کر حیرت ہوتی تھی کہ یہ شخص جنرل کے عہدے تک کس طرح پہنچا ہو گا لیکن جرمیاح اچھی طرح جانتا تھا کہ آرمی انٹیلی جنس امان کا یہ سربراہ جنرل گرانٹ لومڑی سے بھی زیادہ چالاک تھا۔ آرمی انٹیلی جنس اور موساد کی پالیسیوں میں تضادات ہونے کے باوجود یہ دونوں گہرے دوست تھے اور کئی مواقع پر مل کر کام کر چکے تھے۔

"تم بالکل ٹھیک وقت پر آئے ہو جرمیاح!" جنرل گرانٹ پُرسکون لہجے میں بولا۔ "[illegible] بس پانچ منٹ میں اپنے مشن پر روانہ ہونے ہی والی ہے۔ میں نے اچھی طرح [illegible] کر دی ہے لیکن بہتر ہو گا کہ تم بھی ریمی لیون سے بات کر لو۔ وہ اس مشن کا انچارج ہے اور اسے معلوم ہونا چاہئے کہ یہ سب کچھ کیوں ہو رہا ہے۔"

"اصل بات لیون کے علاوہ کسی اور کو معلوم نہیں ہونی چاہئے۔" جرمیاح بولا۔

"بالکل' اسی لئے میں نے اب تک اس معاملے میں لب کشائی نہیں کی۔" جنرل گرانٹ نے کہا۔

اسی وقت مریم کافی لے آئی۔ جرمیاح کے ہاتھ میں مگ تھما کر وہ ہیفنر کی طرف [illegible] گئی' ہیفنر بھی اس کی طرف دیکھ کر خفیف سے انداز میں مسکرا دیا تھا۔ ان دونوں کی [illegible] سے ایک دوسرے کے لئے ان کی چاہت کا اندازہ لگایا جا سکتا تھا۔ وہ دونوں وہاں [illegible] گئے۔ جنرل گرانٹ نے کرنل کی وردی میں ملبوس ایک طویل قامت آدمی کو

اشارہ کیا اور وہ دیوار پر آویزاں نقشے کے قریب آ گئے۔ ان دو تین سینئر فوجی افسروں کے علاوہ ان کے قریب اور کوئی نہیں تھا۔

"جیسا کہ آپ لوگ جانتے ہیں کہ ہمیں خفیہ طور پر یہ اطلاع ملی تھی کہ فلسطینی حریت پسند سلامہ کے قتل کا بدلہ لینے کے لئے کوئی منصوبہ بنا رہے ہیں۔" جرمیاح نے سرگوشیانہ لہجے میں کہنا شروع کیا۔ "لیکن ہم ابھی تک یہ معلوم نہیں کر سکے کہ ان کا منصوبہ کیا ہو گا لیکن اتنا ہمیں اندازہ ہے کہ وہ بہت خطرناک اور اونچے پیمانے پر کوئی کارروائی کرنے والے ہیں۔" لیون اور ایڈم نے معنی خیز نگاہوں سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ جرمیاح نے ان کی طرف توجہ دیئے بغیر بات جاری رکھی۔ "لیکن ہمیں ہر قیمت پر ان کا یہ منصوبہ ناکام بنانا ہے۔ میرے اندازے کے مطابق اس آپریشن کا انچارج الفریڈ ملر نامی ایک یورپین نوجوان ہے اور غالباً وہ جرمن ہے۔ اس کے بارے میں ابھی تک ہم کچھ نہیں جانتے سوائے اس کے کہ سلامہ کی تدفین کے موقع پر اس نے یاسر عرفات سے تنہائی میں ایک طویل ملاقات کی تھی۔ ان کی اس ملاقات کے فوراً ہی بعد یاسر عرفات نے الفتح کے چیف آف آپریشنز ابو عیاض کو اپنے دفتر میں طلب کر لیا تھا۔ ہماری اطلاع کے مطابق یاسر عرفات سے ملاقات کے بعد ابو عیاض نے اپنی اس روز کی تمام مصروفیات منسوخ کر دی تھیں۔ حالانکہ اس روز وہ حال ہی میں روس سے ملنے والی 105 ایم ایم فیلڈ گن کی آزمائش کا مظاہرہ دیکھنے والا تھا۔ اس کے برعکس وہ فوراً ہی طائر کے جنوب میں سیدہ کے تربیتی کیمپ کی طرف چلا گیا تھا۔"

"سیدہ وہ کیمپ ہے جہاں یورپین رضاکاروں کو تخریب کاری کی تربیت دی جاتی ہے۔" جنرل گرانٹ نے وضاحت کی جبکہ جنرل آئیٹن سینے پر دونوں ہاتھ باندھے خاموش کھڑا سب کچھ سن رہا تھا۔ ایڈم نے جیب سے ایک سگار نکال کر ہونٹوں میں دبا لیا۔

"ہمیں سیدہ میں ابو عیاض کی سرگرمیوں کا علم نہیں ہو سکا لیکن اندازہ ہے کہ اس نے وہاں یورپین رضاکاروں سے ملاقات کی ہو گی۔ کیونکہ ہماری معلومات کے مطابق سیدہ کیمپ میں الفتح کا کوئی یونٹ نہیں ہے۔ وہاں صرف یورپین رضاکار ہیں۔" جرمیاح نے کہا۔

"لیکن میرے خیال میں وہاں الفتح کے اعلیٰ تربیت یافتہ گوریلوں کی ایک پوری بٹالین موجود ہے۔" ریمی لیون نے مداخلت کی۔

"لیکن وہ صرف یورپین رضاکاروں کو تربیت اور تحفظ فراہم کرنے کے لئے ہے۔" جرمیاح بولا۔

"تمہارے خیال میں وہاں غیر ملکی رضاکاروں کی تعداد کیا ہو گی؟" جنرل ایڈم نے سگار کا سرا چباتے ہوئے پوچھا۔

"بیس اور تیس کے درمیان۔" جرمیاح نے جواب دیا۔ "ان میں چند جرمن ‘ڈچ‘ آئرش اور اطالوی مردوں کے علاوہ چار سویڈش لڑکیاں بھی شامل ہیں۔"

"میں نے سنا تھا کہ اس کیمپ میں کچھ جاپانی بھی موجود ہیں۔" جنرل گرانٹ بولا۔

"تمہارا خیال درست ہے۔" جرمیاح نے کافی کی چسکی لیتے ہوئے جواب دیا۔ "ان میں جاپانی ریڈ آرمی کے ممبر بھی شامل ہیں۔ میرا اندازہ ہے کہ یاسر عرفات اس منصوبے میں غیر ملکی رضاکاروں ہی کو استعمال کرے گا۔" وہ ریمی لیون کی طرف مڑ گیا۔ "اس لئے ہم نے یہ مشن تمہیں سونپا ہے۔ ہمارا منصوبہ یہ ہے کہ سیدہ کیمپ میں موجود تمام غیر ملکی رضاکاروں کو پکڑ لایا جائے۔ ان کے علاوہ وہاں کچھ دستاویزات بھی مل سکتی ہیں۔ انہیں نئے غیر ملکی رضاکاروں کو جمع کرنے اور انہیں ٹریننگ دینے میں اچھا خاصا وقت درکار ہو گا۔ اس دوران ہم ان کے منصوبے کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔"

"اگر عرفات کو یہ معلوم ہو گیا کہ ہم اس کے منصوبے سے کسی حد تک واقف ہو چکے ہیں تو کیا تمہارے خیال میں وہ اس پراجیکٹ کو منسوخ کر دے گا؟" جنرل ایڈم نے پوچھا۔

"ہاں! اس امکان کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔" جرمیاح نے کہا۔

"لیکن سوال تو یہ ہے کہ..........." کرنل لیون نے مداخلت کرتے ہوئے کہا۔ "ہم ان غیر ملکی رضاکاروں کو گرفتار کرنے کے لئے اتنا بڑا خطرہ مول کیوں لیں۔ یہ آپریشن خاصا پیچیدہ ہے اور اس میں ہمارے کچھ آدمی بھی مارے جا سکتے ہیں۔ اس کے برعکس کیوں نہ کیمپ پر بمباری کر کے ان سب کو وہیں ختم کر دیا جائے‘ پچیس‘ تیس قیدیوں کو ہانک کر لانا کوئی آسان کام نہیں ہو گا۔ میرے خیال میں تو یہ منصوبہ ہی احمقانہ ہے۔"

"شاید تم ٹھیک کہتے ہو۔ یہ غیر ملکی رضاکار ہمارے لئے الفتح کے چھاپہ ماروں سے بھی زیادہ خطرناک ہیں۔ انہیں وہیں ختم کر دیا جانا بہتر ہو گا۔ بشرطیکہ حالات مختلف ہوتے

لیکن اب صورتِ حال یہ ہے کہ میں ان سے کچھ معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں۔" جرمیاح بولا۔

"تو کیا یہ بہتر نہیں ہو گا کہ ایک دو کو پکڑ کر باقی سب کو وہیں ختم کر دیا جائے؟؟"

"تمہاری باتوں سے میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ تم اس قسم کے انڈر کور کاموں کی اہمیت سے بھی واقف نہیں ہو۔" جرمیاح نے کھا جانے والی نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔ "ہر آپریشن میں ہر شخص کا رول الگ الگ ہوتا ہے۔ ہر شخص صرف اپنے ہی کام کے بارے میں جانتا ہے۔ کسی ایک شخص سے پورے مشن کے بارے میں معلومات حاصل نہیں کی جا سکتیں۔ بہرحال' میں تم سے بحث نہیں کرنا چاہتا۔ تمہیں تمہارے کام کے بارے میں ہدایات دی جا چکی ہیں۔ تمہیں ان ہدایات پر عمل کرنا ہے۔"

کرنل لیون کا چہرہ یکدم سرخ ہو گیا لیکن اس سے پہلے کہ وہ کوئی جواب دے سکتا۔ جنرل آئیٹن بول اٹھا۔ اس کا لہجہ بہت دھیما اور متاثر کن تھا۔

"ریمی! تم جانتے ہو کہ قیدیوں کو پیدل ہانکتے ہوئے نہیں لایا جائے گا۔ تم لوگوں کی واپسی ہیلی کاپٹروں کے ذریعے ہو گی۔" وہ جرمیاح کی طرف متوجہ ہو گیا۔ "میرا تو خیال تھا کہ دونوں طرف کے لئے ہیلی کاپٹر استعمال کئے جاتے لیکن تم مصر ہو کہ کیمپ پر اچانک ہی حملہ آور ہوا جائے۔ مقصد صرف یہ ہے کہ معاملہ انتہائی رازداری میں رہے۔ اس لئے ہم اپنے آدمیوں کو ٹورسٹ بسوں کے ذریعے یہاں تک لائے ہیں اور آگے کا راستہ پیدل ہی طے ہو گا۔ ہم نے ان کے ریڈیو پیغامات بھی چیک کئے ہیں۔ انہیں ابھی تک اس کارروائی کے بارے میں کسی قسم کا شبہ نہیں ہو سکا پھر بھی کیمپ کی طرف سے ان کی توجہ ہٹانے کے لئے ہم نے گن بوٹس اور نیوی کے کمانڈوز کے ذریعے طائر اور رابعہ کے ساحلی کیمپوں پر حملہ کے پروگرام بنائے ہیں۔ یہ کارروائی ایک گھنٹے بعد شروع ہو جائے گی۔" وہ کرنل لیون کی طرف مڑ گیا۔ "ریمی! تم جرمیاح کو بتاؤ کہ اپنی منزل تک کسی طرح پہنچو گے۔"

کرنل لیون کا چہرہ برہمی کے باعث اب بھی سرخ ہو رہا تھا۔ اس نے میجر کے ہاتھ سے چھڑی لے لی۔ "ہم اس وقت یہاں ہیں۔" وہ چھڑی کی نوک سے نقشے پر ایک جگہ اشارہ کرتے ہوئے بولا۔ "ہم عیسائی آبادی کے اوپر سے ہوتے ہوئے اس راستے پر آگے بڑھیں گے۔" چھڑی کی نوک شمال مغرب کی طرف رہنمائی کرتے ہوئے تیر کے سرخ

نشان پر پھسلنے لگی۔ "یہ ہمارے لئے آسان ترین راستہ ہے۔ عیسائی آبادی کو ہمارے بارے میں مطلع کر دیا گیا ہے اور وہ لوگ ہمارے راستے میں کوئی دشواری پیدا نہیں کریں گے اور اس کے بعد........." چھڑی کی نوک ایک پُرپیچ پہاڑی راستے کی نشاندہی کرنے لگی۔ "ہمیں وہ پٹی عبور کرنا ہو گی جو اقوام متحدہ کے کنٹرول میں ہے۔ ہم اس مقام سے گزریں گے جہاں آئرش اور پولینڈ کے دستے متعین ہیں اور مجھے یقین ہے کہ وہ ہمارے راستے کی رکاوٹ نہیں بنیں گے۔ وہ جنگ سے پہلے ہی خوفزدہ ہیں اور اپنے آپ کو ہر قسم کی لڑائی سے الگ رکھنا چاہتے ہیں۔ اس جگہ سے ہم دریائے لبنان عبور کریں گے۔" چھڑی کی نوک نقشے پر نیلے رنگ کی ایک باریک سی لکیر پر رک گئی۔ اسی لمحے بادلوں کی گرج اور بجلی کے کڑاکے کی آواز سنائی دی اور بارش میں تیزی آ گئی۔ گودام کی ٹین کی چھت پر بارش کی آواز یوں سنائی دے رہی تھی جیسے پتھر برس رہے ہوں۔

"دریا عبور کرنے کے بعد........." کرنل لیون نے باری باری ان کے چہروں کا جائزہ لیتے ہوئے بات جاری رکھی۔ "کیمپ تک پہنچنے کے لئے ہمیں چار میل کا فاصلہ طے کرنا ہو گا۔ یہ ہمارے مشن کا کٹھن ترین مرحلہ ہو گا کیونکہ یہ علاقہ عملی طور پر الفتح کے زیر نگیں ہے۔ سول آبادی کئی ماہ پہلے محفوظ مقامات کی طرف منتقل ہو چکی ہے۔" اس نے خاموش ہو کر کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی دیکھی پھر بات جاری رکھی۔ "ہم زیادہ سے زیادہ دو گھنٹے میں اس جگہ پہنچ جائیں گے۔ جس کا مطلب ہے کہ پو پھٹنے سے تقریباً پندرہ منٹ پہلے ہم اپنی کارروائی شروع کر دیں گے۔" چھڑی نقشے پر پنسل سے بنے ہوئے ایک سرخ مثلث پر رک گئی۔ "یہ سیدہ ہے۔ ہم دو ایڈوانس پارٹیاں روانہ کر چکے ہیں جو مختلف جگہوں پر گھات لگائے بیٹھی ہوں گی۔ ہم کیمپ پر شمال اور مغرب کی طرف سے بیک وقت حملہ کریں گے۔" چھڑی کی نوک نے دو مختلف مقامات کی نشاندہی کی۔ "ہم نے اس آپریشن کی تکمیل کے لئے سترہ منٹ کا وقت رکھا ہے۔ میرے آدمی کل صبح سے اس کارروائی کی ریہرسل کرتے رہے ہیں۔ ٹھیک سترہ منٹ بعد یہ کارروائی ختم ہو جائے گی اور اس لمحہ ہیلی کاپٹر کیمپ کے میدان میں لینڈ کریں گے۔"

"شکریہ!" کرنل لیون کے خاموش ہونے پر جرمیاح نے لب کشائی کی۔ اس نے کرنل کی تعریف کرنا ضروری نہیں سمجھا تھا۔ ویسے وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ کرنل لیون اسرائیلی چھاپہ مار دستوں میں بہترین فائیٹر سمجھا جاتا ہے۔ اسے نہ صرف اپنے آپ پر بلکہ

اپنے آدمیوں پر بھی مکمل اعتماد تھا جس کی وجہ سے وہ اپنے مقصد میں ہمیشہ کامیاب رہا تھا
جنرل آئیٹن نے گھڑی کی طرف دیکھا۔ دو بج کر تیس منٹ ہو چکے تھے۔ "م
خیال ہے کہ تم لوگوں کو روانہ ہو جانا چاہئے۔" اس نے کرنل لیون کو اشارہ کیا۔
کرنل لیون نے ترپال کا پردہ ہٹا کر تالی بجاتے ہوئے اپنے آدمیوں کو تیار ہونے
اشارہ کیا۔ تمام فوجی فوراً ہی تیار ہو گئے۔ سرخ بالوں والے ایک دیو قامت فوجی نے بھار
مشین گن اپنی پشت پر لادلی' دو ڈاکٹر بھی فولڈنگ اسٹریچر سنبھالے تیار ہو چکے تھے اور
دو منٹ کے اندر اندر گودام نما وہ شیڈ خالی ہو گیا۔
"کیا تم واپس جاؤ گے جرمیاح؟" جنرل آئیٹن نے سوالیہ نگاہوں سے اس کی طر
دیکھا۔
"نہیں' میں یہیں رک کر ان کی واپسی کا انتظار کروں گا۔" جرمیاح نے جواب د
اس کی نظریں اب بھی نقشے پر جمی ہوئی تھیں۔
جرمیاح کے لئے وہیں فولڈنگ بیڈ ڈال دیا گیا۔ وہ بیڈ پر لیٹا یہی سوچتا رہا کہ طر
سلامہ کے قتل کا بدلہ لینے کے لئے کیا منصوبہ بنایا ہو گا لیکن کوئی بات اس کی سمجھ
نہیں آ رہی تھی۔ یہی سب کچھ سوچتے ہوئے اس کی آنکھ لگ گئی۔ اسے اندازہ نہیں
کہ وہ کتنی دیر سویا ہو گا پھر جنرل ایڈم کے جھنجھوڑنے پر اس کی آنکھ کھل گئی۔
"جرمیاح! اٹھو۔ وہ لوگ واپس آ رہے ہیں۔"
جرمیاح جلدی سے اٹھ کر اوور کوٹ پہننے لگا اور پھر وائرلیس سیٹ کے سامنے
ہوئے نوجوان آپریٹر کی طرف دیکھتے ہوئے جنرل ایڈم کے ساتھ دروازے سے باہر
آیا۔ اس نے دیکھا کہ ہیفنر اور مریم پہلے ہی وہاں موجود تھے۔ بارش سے بچنے کے لئے
عمارت کے آگے کو نکلے ہوئے ٹین کے سائبان کے نیچے کھڑے تھے۔ بارش ہلکی ہو
تھی اور افق پر سرمئی سا اجالا نمودار ہو رہا تھا۔
کمپاؤنڈ کے وسط میں دو فوجی ہیلی کاپٹروں کو سگنل دینے کے لئے فلیئر روشن کر ر
تھے چند سیکنڈ بعد ہی تاریک پہاڑیوں کے عقب سے ایک ہیلی کاپٹر نمودار ہوا جو کچھ
بعد کمپاؤنڈ میں لینڈ کر گیا۔ سب سے پہلے کرنل لیون کاپٹر سے اترا تھا۔ اس کے ہاتھ
کوئی پیکٹ تھا۔ جسے غالباً بڑی عجلت میں کاغذ میں لپیٹا گیا تھا۔ اس نے کاپٹر کے دروازے
طرف منہ کر کے اپنے آدمیوں سے کچھ کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے جرمیاح

جنرل ایڈم کی طرف بڑھنے لگا۔ اس کے چہرے پر اب بھی برہمی کے تاثرات موجود تھے
اور وہ ناگوار سی نگاہوں سے جرمیاح کی طرف دیکھ رہا تھا۔
"یہ لو۔" وہ پیکٹ جرمیاح کی طرف بڑھاتے ہوئے طنزیہ لہجے میں بولا۔ "سیدہ کے
غیر ملکی رضاکار چوبیس گھنٹے پہلے ہی کیمپ خالی کر کے کہیں اور جا چکے تھے۔ ان کاغذوں کے
سوا' ہمیں وہاں سے کچھ نہیں ملا۔"
"لیکن فلسطینی چھاپہ ماروں کی بٹالین ہمارے استقبال کو وہاں موجود تھی۔" کرنل
لیون کے لہجے میں ہلکی سی غراہٹ تھی۔ اس نے مڑ کر ہیلی کاپٹر کی طرف دیکھا۔ فوجی دو
اسٹریچر نیچے اتار رہے تھے۔ دونوں اسٹریچر کمبلوں سے ڈھکے ہوئے تھے۔ "تمہارے ردی
کاغذوں کے اس پلندے کے لئے ہمیں دو آدمیوں کی قربانی دینی پڑی ہے۔ اگر ہیلی کاپٹر
وقت پر وہاں نہ پہنچ جاتے تو شاید ہم میں سے کوئی بھی تمہیں اپنی داستان سنانے کے لئے
یہاں نہ آ سکتا۔ لعنت ہے ایسی منصوبہ بندی پر۔" کرنل لیون ایک پتھر کو ٹھوکر مارتے
ہوئے ہیلی کاپٹر کی طرف چل دیا۔

☆======☆======☆

مائیکل گورڈن' میرین کو بستر پر سوتا چھوڑ کر فلیٹ سے نکل گیا تھا۔ ابھی صبح کا اجالا
پوری طرح نہیں پھیلا تھا۔ پیرس کی فضا دھند میں لپٹی ہوئی تھی' مائیکل ہمیشہ ایسے موسم
میں شہر کی سنسان سڑکوں پر سیر سے لطف اندوز ہوا کرتا تھا لیکن آج وہ سیر کے لئے نہیں
نکلا تھا۔ اپنی رینالٹ میں بیٹھتے ہوئے وہ میرین کے بارے میں سوچتا رہا۔ یہ حقیقت تھی کہ
وہ میرین کو دل کی گہرائیوں سے چاہتا تھا۔ اسے اچھی طرح یاد تھا کہ چھ ماہ پہلے جب میرین
سے اس کی پہلی ملاقات ہوئی تھی تو پہلی ہی نظر میں وہ اس کے حسن کا گرویدہ ہو گیا تھا۔ یہ
انکشاف تقریباً دو ہفتے بعد ہوا تھا کہ میرین' پیٹرک کی سوتیلی بہن تھی۔ بے ترتیب لباس'
آنکھوں پر موٹے عدسوں کا چشمہ اور بے ترتیب داڑھی' یہ تھا پیٹرک کا حلیہ جس سے
اس کی ملاقات' میرین کی ملاقات سے تقریباً دو ہفتے پہلے ہوئی تھی۔ پیٹرک آئی آر اے
کا سرگرم رکن تھا لیکن بلفاسٹ میں برطانوی فوج سے ایک خونریز جھڑپ کے بعد اسے
آئرلینڈ سے فرار ہو کر پیرس آنا پڑا تھا اور یہاں بھی اس نے اپنی سرگرمیاں جاری رکھی
تھیں۔ مائیکل بھی ان کے گروہ میں شامل ہونا چاہتا تھا لیکن پیٹرک اس معاملے میں اسے
ہمیشہ ہی سے نظرانداز کرتا آ رہا تھا لیکن گزشتہ رات الفریڈ ملر کی فون کال نے اس کا یہ

مسئلہ بھی حل کر دیا تھا۔ سنسان سڑکوں پر گاڑی دوڑاتے ہوئے وہ سوچ رہا تھا کہ الفر
یقیناً اس سے کوئی اہم کام لینے والا ہے۔

گارڈی لیون کے زیر زمین ریلوے اسٹیشن کے گیٹ پر بے پناہ ہجوم تھا۔ شہر انگڑا
لے کر بیدار ہو رہا تھا۔ نواحی علاقوں کی لوکل ٹرینوں کے علاوہ مارسیل اور ریویرا
ایکسپریس ٹرینیں بھی آ چکی تھیں اور تمام مسافر بیک وقت گیٹ سے نکلنے کی کوشش
رہے تھے۔ بعض مسافر سڑک پر آنے سے پہلے ایک کپ کافی پینے کے لئے اسٹیشن کے
کیفے کا رخ کر رہے تھے۔

مائیکل گورڈن شیشے کا دروازہ کھول کر جیسے ہی کیفے میں داخل ہوا اس کی نظر
دروازے کے قریب ہی میز پر بیٹھی ہوئی ایک تنہا لڑکی کی طرف اٹھ گئیں۔ میز کے قریب
ہی ایک پرانا سا سوٹ کیس بھی پڑا ہوا تھا جسے بند رکھنے کے لئے چمڑے کا بیلٹ لپٹا ہوا تھا
لڑکی کے چہرے پر پریشانی اور گھبراہٹ کے تاثرات نمایاں تھے اور وہ انگلیوں سے میز
رکھے ہوئے کافی کے خالی کپ سے کھیل رہی تھی۔ اس عمل میں غالباً اس کے ارادے
کوئی دخل نہیں تھا۔ وہ خاصی حسین تھی لیکن اس کے جسم پر نہایت سستا اور پرانے فیش
کا لباس تھا۔ مائیکل کو اندازہ لگانے میں دشواری پیش نہیں آئی کہ وہ کوئی دیہاتی لڑکی تھ
جو غالباً گھر سے بھاگ کر آئی تھی لیکن شہر میں قدم رکھنے سے پہلے وہ یہاں کی صورتِ حا
دیکھ کر بدحواس ہو گئی تھی اور شاید یہ سوچ رہی تھی کہ یہاں اس جیسی سیدھی سادی ا
گنوار لڑکی کے لئے کوئی گنجائش نہیں ہو سکتی۔ لمبے قد اور گہری رنگت کا ایک آدمی
دور کھڑا گہری نظروں سے لڑکی کی طرف دیکھ رہا تھا، پھر تلے قدم اٹھاتا ہوا اس کے قریب
آ گیا۔ اس آدمی کی عمر تیس بتیس کے لگ بھگ رہی ہو گی۔ اس نے ایک بار پھر ٹٹول
ہوئی سی نظروں سے لڑکی کی طرف دیکھا اور اس میز پر بیٹھنے کی اجازت طلب کی۔ لڑکی
اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس آدمی نے مسکرا کر لڑکی کی طرف دیکھا پھر جیب سے سگریٹ
پیکٹ نکال کر لڑکی کی طرف بڑھا دیا۔ لڑکی نے ایک سگریٹ کھینچ کر ہونٹوں میں دبا ل
آدمی نے فوراً ہی لائٹر جلا کر آگے بڑھا دیا۔

مائیکل اس قسم کے آدمیوں کو اچھی طرح جانتا تھا۔ وہ اس سے میٹھی میٹھی باتیں
کے اس سے ہمدردی جتاتے ہوئے اسے رہائش کے لئے جگہ کی پیشکش کے ساتھ ملازم
دلانے کا وعدہ کرے گا۔ لڑکی اسے اپنا ہمدرد سمجھ کر اس کے ساتھ چل دے گی۔ وہ شخ

اسے نشے کا عادی بنائے گا اور ایک دو ہفتوں بعد جب لڑکی پوری طرح اس کے چنگل میں
پھنس جائے گی تو وہ اسے بیگال کے پیچھے ان تاریک گلیوں کی زینت بنا دے گا جہاں لاتعداد
طوائفیں گاہکوں کی تلاش میں بھٹکتی رہتی ہیں۔ مائیکل کو اس لڑکی پر ترس آنے لگا مگر وہ
اس کے لئے کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ پیرس کے ریلوے اسٹیشن پر ہر روز اس طرح کا کوئی نہ
کوئی کھیل کھیلا جاتا تھا۔

الفریڈ طر دیوار کے قریب کونے والی میز پر اس طرح بیٹھا ہوا تھا کہ کیفے کا ریلوے
پلیٹ فارم اور بلے وارڈ ڈیڈ روٹ کی طرف کھلنے والے دروازے اس کی نگاہوں میں تھے
اس کے تقریباً پانچ گز بائیں طرف کچن کا دروازہ تھا۔ متعدد ویٹر گاہکوں کے آرڈر پورے
کرنے کے لئے بڑی عجلت میں اس دروازے سے آ جا رہے تھے۔ مائیکل ہجوم میں راستہ
بناتا ہوا اس کی طرف بڑھنے لگا۔ مائیکل کو اچھی طرح یاد تھا کہ ایک مرتبہ پیٹرک نے اسے
جاسوسی کی ٹیکنیک سمجھانے کی کوشش کی تھی۔ ”ملاقات ہمیشہ پُرہجوم جگہوں پر ہونی
چاہئے۔ کیفے، ریلوے اسٹیشن اور ریستوران اس مقصد کے لئے بہترین جگہیں ثابت ہوتی
ہیں۔ بیٹھنے کے لئے ہمیشہ دیوار کے ساتھ والی سیٹ منتخب کرنی چاہئے تاکہ نہ صرف پشت
کی طرف سے کسی قسم کا خطرہ نہ رہے بلکہ آمدورفت کے راستے بھی نظروں میں رہیں۔
فرار کے راستوں کا انتخاب پہلے ہی سے کر لینا چاہئے۔ ٹائلٹ، سروس، انٹرنس اور کچن
وغیرہ اس مقصد کے لئے بہترین ثابت ہو سکتے ہیں۔“

مائیکل کے ہونٹوں پر خفیف سی مسکراہٹ آ گئی۔ الفریڈ نے غالباً ان سب باتوں کا
خیال رکھا تھا۔

الفریڈ کے سامنے کافی کا کپ رکھا ہوا تھا جسے غالباً ابھی تک چھوا نہیں گیا تھا۔ اس
کے دونوں ہاتھ میز پر تھے اور آنکھیں عینک کے تاریک شیشوں کے پیچھے چھپی ہوئی تھیں۔
اس کے جسم پر حسب معمول سیاہ لباس تھا۔ مائیکل کو یقین تھا کہ الفریڈ کے لباس میں کہیں
نہ کہیں کوئی ریوالور یا پستول ضرور پوشیدہ ہو گا کیونکہ کیفے کے ہال میں گرمی کے باوجود اس
نے کوٹ پہن رکھا تھا۔

”ہیلو الفریڈ!“ مائیکل اس کی طرف دیکھ کر مسکرایا۔ جواب میں الفریڈ نے محض سر ہلا
دیا تھا۔ ہاتھ ملانے کی ضرورت بھی محسوس نہیں کی تھی۔ مائیکل نے کرسی گھسیٹ کر بیٹھتے
ہوئے قریب سے گزرنے والے ویٹر کو روک کر اپنے لئے کافی کا آرڈر دے دیا۔

"آئندہ ایسی حرکت مت کرنا۔" الفریڈ نے ہلکی آواز میں کہا لیکن اس کے لہجے میں ایسی کاٹ تھی کہ مائیکل اپنے آپ میں سنسنی محسوس کئے بغیر نہیں رہ سکا تھا۔ "اب یہ ویٹر تمہارا چہرہ یاد رکھے گا۔ تمہاری طرف سے کبھی ایسی کوئی حرکت نہیں ہونی چاہئے کہ دوسرے تمہاری طرف متوجہ ہو سکیں۔"

مائیکل سر ہلا کر رہ گیا۔ وہ پہلی مرتبہ اکیلے میں الفریڈ سے ملا تھا اور الفریڈ کا تنبیہی انداز اسے پسند نہیں آیا تھا۔ اسے پہلی مرتبہ اندازہ ہوا تھا کہ الفریڈ' پیٹرک سے بالکل مختلف تھا۔ وہ بھی اگرچہ بے رحم اور سنگدل تھا لیکن اس میں بہرحال کسی حد تک انسانیت تھی۔ جبکہ الفریڈ بھیڑیے کی فطرت کا مالک تھا۔ سرد مزاج اور اپنے ہی خول میں رہنے والا۔ اس کے بارے میں کوئی بھی نہیں جانتا تھا کہ وہ کون تھا' کہاں سے آیا تھا اور ماضی میں اس کی سرگرمیاں کیا تھیں۔ وہ کئی کئی ہفتوں کے لئے غائب ہو جاتا اور پھر اچانک ہی گروہ کی کسی میٹنگ میں سامنے آ جاتا لیکن مائیکل یہ بھی جانتا تھا کہ اس گروہ میں احکامات اسی کے چلتے تھے اور پیٹرک بھی اس کا احترام کرتا تھا۔ پیٹرک بھی اس کی ذہانت کا معترف تھا اور اس کا دعویٰ تھا کہ منصوبہ بندی میں الفریڈ کا کوئی ثانی نہیں۔ مائیکل کے خیال میں کسی انقلاب کے لئے ایسے ہی آدمیوں کی ضرورت ہوتی ہے۔

"تم ہماری پارٹی میں شامل ہونا چاہتے ہو مائیکل!" الفریڈ نے کسی تمہید کے بغیر کہا۔ "میں نے تمہارے لئے ایک کام نکالا ہے لیکن اس مشن میں تم اکیلے نہیں ہو گے۔ کچھ اور آدمی بھی تمہیں سپورٹ کریں گے لیکن تمہاری ملاقات ان میں چند ایک ہی سے ہو گی۔ باقی پس پردہ رہیں گے۔ اس مشن کے لئے تمہیں فرانس سے باہر جانا ہو گا۔ روانگی سے پہلے ہماری ایک اور ملاقات ہو گی جس میں تمہیں بریفنگ کر دی جائے گی لیکن منصوبے کی بعض اہم باتیں میں تمہیں ابھی بتا دیتا ہوں۔" الفریڈ نے خاموش ہو کر جھکا ہوا سر اوپر اٹھایا۔ پھر بات جاری رکھتے ہوئے بولا۔ "یہ آپریشن جس کے لئے تمہارا انتخاب کیا گیا ہے یروشلم میں پایہ تکمیل کو پہنچے گا۔"

"کیا.........؟" مائیکل کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ اس کے جسم میں سنسنی کی ایک لہر سی دوڑ گئی۔ "کیا تم مجھے میرے ہی لوگوں کے خلاف.........."

"آہستہ بولو!" الفریڈ کے حلق سے غراہٹ سی نکلی۔ اس نے اپنا ہاتھ مائیکل کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ "میں نے ابھی بات پوری نہیں کی۔" اس نے مائیکل کے چہرے پر نظریں

جماتے ہوئے بات جاری رکھی۔ "میں تمہیں تمہارے لوگوں کے خلاف استعمال نہیں کر رہا۔ ایک بات ذہن نشین رکھو کہ ہمارا یہ آپریشن بالکل پُرامن ہو گا۔ کوئی گولی نہیں چلے گی کسی کو قتل نہیں کیا جائے گا' میری بات سمجھ رہے ہو نا؟"

مائیکل نے اپنا ہاتھ پیچھے کھینچ لیا اور الفریڈ کے چہرے کو گھورنے لگا۔

"میں جانتا ہوں تم یہودی ہو۔ میں تمہارے عقیدے اور اپنے لوگوں سے تمہارے لگاؤ کا احترام کرتا ہوں۔ میں تمہیں اسرائیل یا یہودیوں کے خلاف استعمال کرنے کی کوشش کبھی نہیں کروں گا۔ اس معاملہ میں تمہیں مجھ پر اعتماد کرنا ہو گا۔"

مائیکل نے کوئی جواب نہیں دیا۔ الفریڈ نے بات جاری رکھی۔ "لیکن تم میری اس رائے سے اتفاق کرو گے کہ اسرائیل ان دنوں سامراجی پالیسی پر گامزن ہے۔ تم یہ بھی جانتے ہو گے کہ اسرائیل نے یروشلم پر.......... طاقت کے بل بوتے پر قبضہ کر رکھا ہے اور وہ فلسطین کو آزادی دینے کے حق میں نہیں ہے اور تم یہ بھی جانتے ہو کہ لاکھوں اعتدال پسند یہودی اسرائیل کی اس پالیسی کے خلاف ہیں۔"

"ہاں' لیکن پی ایل او.........."

"پی ایل او کا اس معاملے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔" الفریڈ نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ اس مرتبہ اس کے لہجے میں ہلکی سی کرختگی بھی تھی۔ "پی ایل او جنونیوں اور قاتلوں کا ٹولہ ہے جبکہ ہم فریڈم فائیٹر ہیں اور تمہیں یہ بات ہمیشہ ذہن میں رکھنی چاہئے۔"

جواب میں مائیکل نے بہرحال' یہ اعتراف کر لیا کہ پی ایل او اور فریڈم فائیٹرز میں ایک بنیادی فرق موجود تھا۔

"تم یہ تو مانتے ہو کہ تمام فلسطینی جنونی نہیں ہیں اور تم اس بات سے بھی انکار نہیں کرو گے کہ انہیں بھی رہنے کے لئے ایک ایسی سرزمین چاہئے جسے وہ اپنا وطن کہہ سکیں۔"

"ہاں!" مائیکل نے اعتراف کیا۔ "یہودی کسی کی اس ضرورت سے انکار نہیں کر سکتے جس سے وہ خود صدیوں تک محروم رہے ہیں۔"

"میں یہی کہنا چاہتا تھا۔" الفریڈ کے ہونٹوں پر خفیف سی مسکراہٹ آ گئی۔ "یہودیوں اور فلسطینیوں نے اپنے اپنے کاز کے لئے بڑی قربانیاں دی ہیں۔ بڑا خون بہا ہے ان کا"

اس لئے میں مشرق وسطیٰ میں مزید خونریزی کے حق میں نہیں ہوں' اس مقصد کے لئے جنوبی امریکہ اور آئرلینڈ جیسے ممالک کا تو انتخاب کیا جا سکتا ہے لیکن اسرائیل کا نہیں۔ یہ قوم تو پہلے ہی ادھ موئی ہو رہی ہے۔"

مائیکل کے چہرے پر طمانیت سی آ گئی۔ اس گفتگو سے الفریڈ کے بارے میں اس کے نظریات ایک دم بدل گئے تھے۔ اب وہ پہلے کی طرح بے رحم اور درندہ فطرت کا مالک نہیں لگ رہا تھا۔ اس نے اپنے سامنے رکھا ہوا کافی کا کپ اٹھا لیا اور ہلکی ہلکی چسکیاں لینے لگا۔

"مجھے یقین ہے کہ ہم خونریزی کے بغیر بھی اپنا مقصد پا سکتے ہیں اور یہ دنیا کے لئے ایک مثال ہو گی۔" الفریڈ نے کہتے ہوئے عینک اتاری' اسے ٹشو پیپر سے صاف کیا اور دوبارہ ناک پر جمالی' مائیکل اس کی آنکھوں کی ایک جھلک ہی دیکھ سکا تھا جن میں اسے ہلکی سی زردی نظر آئی تھی۔ "ہم ایک لاکھ فلسطینیوں کے ساتھ یروشلم میں ایک پُرامن مارچ کے مظاہرے کا اہتمام کرنا چاہتے ہیں۔" الفریڈ نے اس کے چہرے پر نظریں جماتے ہوئے جملہ مکمل کر دیا۔

مائیکل دیر تک کچھ نہیں بولا اور جب الفریڈ کی بات کا مفہوم اس کی سمجھ میں آیا تو وہ گہرا سانس لیتے ہوئے بولا۔ "ایک لاکھ فلسطینی .... اس ہجوم میں اگر کسی نے کوئی شرارت کر دی یا پولیس سے تصادم ہو گیا تو خون کی ندیاں بہہ جائیں گی۔"

"اگر مظاہرے کے انتظامات پر کڑی گرفت رکھی جائے تو ایسا نہیں ہو گا۔" الفریڈ کا لہجہ پُرسکون تھا۔ "اور اگر اس مارچ کی قیادت عورتیں اور کمسن بچے کر رہے ہوں تو مجھے یقین ہے کہ نہ تو مظاہرین میں سے کوئی شخص گڑبڑ کی کوشش کرے گا اور نہ ہی پولیس کوئی حماقت کرے گی۔ ہم اس بات کا بھی خیال رکھیں گے کہ مظاہرین میں سے کسی کے پاس کسی قسم کا اسلحہ نہ ہو۔"

مائیکل کنکھیوں سے دروازے کے قریب والی میز پر بیٹھی ہوئی اس دیہاتی لڑکی کی طرف دیکھ رہا تھا جو کرسی چھوڑ کر اپنا لباس درست کر رہی تھی اور اسے سبز باغ دکھانے والے شخص نے اس کا سوٹ کیس اٹھا لیا تھا۔ چند سیکنڈ بعد وہ دونوں کیفے سے جا چکے تھے۔ اب کیفے میں لوگوں کی تعداد ویسے بھی کم ہو گئی تھی۔ کچھ دیر پہلے جہاں مچھلی مارکیٹ کا سا سماں تھا وہاں اب قدرے سکون تھا۔ الفریڈ نے ایک سگریٹ نکال کر سلگا لیا۔

دھواں اگلتے ہی ایک ناگوار سی بو مائیکل کے نتھنوں سے ٹکرائی۔

"یہ کیا ہے؟ میرا مطلب ہے کیسا سگریٹ ہے یہ؟" مائیکل نے سوالیہ نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔

"یہ دراصل شاہ بلوط کا پتا ہے۔" الفریڈ نے ایک اور کش لیتے ہوئے کہا۔ "بہرحال' تم نے کیا فیصلہ کیا ہے مائیکل!"

"میرا خیال ہے یہ بہت ہی زبردست منصوبہ ہو گا۔" مائیکل بولا۔ "اس سے دنیا کو یہ تاثر ملے گا کہ فلسطینی واقعی آزادی چاہتے ہیں اور دہشت گردوں سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے۔"

"اس سے بھی زیادہ!" الفریڈ نے مزید وضاحت کرتے ہوئے کہا۔ "فلسطینیوں کا یہ مظاہرہ دراصل پی ایل او' بلیک ستمبر۔ خصوصاً یاسر عرفات کے لئے ایک کاری ضرب ثابت ہو گا۔ اس سے یہ تاثر ملے گا کہ فلسطینی خونریزی نہیں آزادی اور بھائی چارہ چاہتے ہیں۔ اس طرح یاسر عرفات اور پی ایل او کی کمر ٹوٹ جائے گی۔"

"بات تو کچھ سمجھ میں آتی ہے۔" مائیکل نے سر ہلایا۔

"تو پھر تم تیار ہو؟" الفریڈ نے اس کے چہرے پر نظریں جما دیں۔

"ہاں بالکل' مجھے کوئی انکار نہیں ہے۔" مائیکل نے آمادگی ظاہر کر دی۔

"گڈ! ایسی صورت میں تمہیں اس پروجیکٹ کے بارے میں مزید تفصیلات بتا دینا چاہتا ہوں۔" الفریڈ قدرے آگے جھک کر کہنے لگا۔ "جیسا کہ تم نے خود کہا ہے کہ یہ بہت زبردست منصوبہ ہو گا۔ اس کے لئے ہمیں نہایت خفیہ طور پر یروشلم میں ایک آرگنائزیشن بنانی ہو گی یروشلم میں ہمارے کچھ آدمی پہلے ہی سے موجود ہیں اور تمہیں یہ جان کر حیرت ہو گی کہ ان میں کچھ اسرائیلی بھی شامل ہیں۔"

"لیکن سوال تو یہ ہے کہ ایک لاکھ آدمیوں میں سیکریسی کیسے رہ سکتی ہے؟" مائیکل نے کہا۔

"مظاہرین میں سے کسی کو پہلے علم نہیں ہو گا کہ ہمارا منصوبہ کیا ہے۔" الفریڈ نے کہا۔ "ہمارا پروگرام یہ ہے کہ ویسٹ بینک پر لوگ جمعہ کی نماز پڑھ کر جب مساجد سے نکلیں گے تو ہمارے چند نوجوان پُرجوش تقریروں کے ذریعے انہیں جلوس میں شامل ہونے پر آمادہ کر لیں گے۔ اس طرح یہ جلوس یروشلم کی طرف مارچ کرے گا۔"

"لیکن مجھے کیا کرنا ہو گا؟" مائیکل نے پوچھا۔

"تمہیں پہلی فرصت میں یروشلم روانہ ہو جانا چاہئے۔ اگر ممکن ہو تو اگلے ہی ہفتے چلے جاؤ۔"

"میرا کوڈ کیا ہو گا؟" مائیکل نے سوالیہ نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔ وہ یہ سوچ کر ہی اپنے آپ میں سنسنی کی لہر سی محسوس کرنے لگا تھا کہ دنیا کے نامور جاسوسوں کی طرح وہ بھی جعلی کاغذات کے سہارے ہر شخص کی آنکھوں میں دھول جھونکتا ہوا کسی دوسرے ملک میں داخل ہو گا۔

"کوئی کوڈ نہیں ہو گا۔" الفریڈ نے جواب دیا۔ "تمہیں اس کی ضرورت بھی نہیں ہو گی۔ تم ایک امریکی یہودی مائیکل گورڈن ہی کی حیثیت سے اسرائیل میں داخل ہو گے۔ تم ظاہر کرو گے کہ چند ہفتوں کے لئے وہاں آئے ہو لیکن ممکن ہے ہمیشہ ہی کے لئے وہاں رہ جاؤ۔ تمہیں وہاں دو کام کرنا ہوں گے۔ پہلا تو یہ کہ ایک انتہا پسند قوم پرست یہودی کی حیثیت سے رابی کاہان کی تنظیم میں شامل ہونے کی کوشش کرو گے۔"

"کیوں؟" مائیکل نے سوال کیا۔ وہ جانتا تھا کہ کاہان دائیں بازو سے تعلق رکھنے والا ایک انتہا پسند یہودی تھا۔ وہ دراصل نیویارک کا رہنے والا تھا جس نے یہودی تنظیم بنائی تھی لیکن امریکی پولیس سے متعدد خونریز جھڑپوں کے بعد امریکہ سے فرار ہو کر اسرائیل آ گیا تھا۔ یہاں بھی اس نے وہی سرگرمیاں شروع کر دیں اور انتہا پسند یہودیوں کی ایک چھوٹی سی تنظیم بنانے میں کامیاب ہو گیا۔

"سوال کرنے کی بجائے میری باتیں غور سے سنتے رہو۔ میں تمہیں یہی سب کچھ بتانے جا رہا ہوں۔" الفریڈ کے لہجے میں ناگواری تھی۔ "کاہان کی یہ تنظیم نیویارک کی یہودی ڈیفنس لیگ سے بہت مختلف ہے۔ یہ لوگ تخریب اور دہشت گردی کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔ اس بات کا بھی امکان ہے کہ وہ فلسطینیوں کے پُرامن جلوس میں گڑبڑ پھیلا کر اسے خونی تصادم میں بدلنے کی کوشش کریں۔ اس لئے ہمارا ایک آدمی اس تنظیم میں موجود ہونا چاہئے جو ہمیں ان کے ارادوں سے بروقت آگاہ کر سکے۔"

"اور دوسرا کام؟" مائیکل نے سوالیہ نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔

"تمہیں پرانے شہر کے عرب آبادی والے علاقے میں ایک کمرہ کرائے پر لینا ہے۔ دراصل ہمیں یروشلم کے مختلف علاقوں میں آبزرویشن اور کنٹرول پوسٹیں قائم کرنے کے

لئے کمروں کی ضرورت ہو گی اور.........."

"ایک منٹ!" مائیکل نے اسے ٹوک دیا۔ "میں اس علاقے میں کمرہ کیسے حاصل کر سکوں گا۔ میرا تو خیال ہے کہ کوئی بھی عرب کسی یہودی کو اپنا مکان کرائے پر دینے کو تیار نہ ہو گا۔"

"اس معاملے میں تمہیں کوئی دشواری پیش نہیں آئے گی۔" الفریڈ نے آستین چڑھا کر گھڑی دیکھتے ہوئے کہا۔ "مشرقی یروشلم کا رہنے والا ہمارا ایک عرب دوست تم سے رابطہ قائم کر کے تمہارا یہ مسئلہ حل کر دے گا۔"

"ٹھیک ہے۔ ایسی صورت میں مجھے واقعی کوئی پریشانی نہیں ہو گی۔" مائیکل بولا۔

"اب تم جاؤ۔ کافی کا بل میں ادا کر دوں گا اور اب اپنے طور پر مجھ سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش نہ کرنا۔ ضرورت ہوئی تو میں خود ہی تمہیں فون کر لوں گا۔" الفریڈ نے کہا۔

"بائی دا وے!" مائیکل کرسی سے اٹھتے ہوئے بولا۔ "پیٹرک اور میرین سے اگر اس پروگرام کا ذکر کروں تو کوئی حرج تو نہ ہو گا؟"

"بالکل نہیں!" الفریڈ کے چہرے کے تاثرات بگڑ گئے۔ "اس سلسلے میں تم کسی سے ایک لفظ بھی نہیں کہو گے۔ سمجھے!"

"لیکن پیٹرک اور میرین کوئی الگ تو نہیں ہیں۔" مائیکل کے لہجے میں احتجاج تھا۔ "وہ تو تمہارے قریبی دوست ہیں۔"

"میں نے کہا ہے کہ کسی کے سامنے تمہارے منہ سے ایک لفظ نہیں نکلے گا۔ تم اس سلسلے میں اپنی زبان بند ہی رکھو گے۔" الفریڈ نے غصہ میں سگریٹ ایش ٹرے میں مسل دیا۔ "کسی کو بھی ہماری اس گفتگو کا علم نہیں ہونا چاہئے۔"

"میرا خیال تھا کہ تم ہمیشہ پیٹرک کے ساتھ مل کر کام کرتے ہو۔" مائیکل اس کے چہرے پر نظریں جماتے ہوئے بولا۔ "یہ معاملہ تم اس سے پوشیدہ کیوں رکھنا چاہتے ہو؟"

"پیٹرک اس آپریشن میں شامل نہیں ہو گا۔" الفریڈ کے حلق سے غراہٹ سی نکلی۔

مائیکل نے اس سے پہلے الفریڈ کو کبھی اس طرح غیض و غضب کا مظاہرہ کرتے ہوئے نہیں دیکھا تھا۔ "نہ پیٹرک کو معلوم ہونا چاہئے نہ میرین کو اور نہ کا.........." الفریڈ نے آخری نام مکمل نہیں کیا تھا۔ اس نے دونوں ہاتھ میز پر ٹکا دیئے اور گہرے گہرے سانس لینے لگا۔

"مجھے افسوس ہے۔" اس مرتبہ اس کا لہجہ پُرسکون تھا۔ "تمہیں جیسا کہا گیا ہے وہی کرو اب تم جاسکتے ہو!"

☆------☆------☆

کیوالئی اپنے مختصر سے دفتر میں ہیٹر کے سامنے بیٹھا سردی سے کانپ رہا تھا۔ اس نے اگرچہ نیچے اوپر کئی گرم کپڑے پہن رکھے تھے اور ہیٹر بھی جل رہا تھا مگر اس کے باوجود سردی اس کی ہڈیوں کے گودے تک میں اتری جا رہی تھی۔ پھر دفعتاً اسے کھانسی کا دورہ اٹھا اور وہ بڑی مشکل سے اپنے سانس پر قابو پا سکا۔ اس کے خیال میں یا تو سردی میں ہر سال اضافہ ہو رہا تھا یا وہ واقعی بوڑھا ہو گیا تھا۔

کیوالئی سوچ رہا تھا کہ اسے ساٹھویں سالگرہ پر ہی عملی زندگی سے ریٹائر ہو جانا چاہئے تھا لیکن کباڑخانے کا کاروبار خاصا منافع بخش ثابت ہو رہا تھا۔ اس نے ایک ورکشاپ بھی بنا رکھا تھا جہاں کباڑے میں خریدی ہوئی مختلف گاڑیوں کے کل پرزے جوڑ کر قابل استعمال گاڑیاں تیار کی جاتی تھیں جو اچھے داموں فروخت بھی ہو جاتی تھیں۔ اس کے علاوہ اس کا نائٹ بزنس بھی ترقی پر تھا۔ اس وجہ سے بھی اس کا ریٹائر ہونے کو دل نہیں چاہ رہا تھا۔ مزید برآں اس کا اکلوتا بیٹا املی ہیروئن کی اسمگلنگ کے جرم میں سزا بھگت رہا تھا۔ اسے بیٹے کی رہائی کا انتظار تھا' اس نے اس کو کئی مرتبہ سمجھانے کی کوشش کی تھی کہ ایسے کاموں میں ہاتھ نہ ڈالے جن میں خطرات زیادہ ہوں لیکن املی نے کبھی اس کی بات پر کان نہیں دھرے تھے۔

اس میں شبہ نہیں کہ اس کا اپنا کاروبار منشیات کے کاروبار کی طرح زیادہ منافع بخش نہیں تھا لیکن اس میں خطرہ بھی زیادہ نہیں تھا۔ علاوہ بریں وہ کبھی کبھار پولیس کے لئے مخبری کرتا رہتا تھا اور پولیس والے بھی اس کے کاروبار سے چشم پوشی کر جاتے تھے۔ کیوالئی کو اچھی طرح یاد تھا کہ پچیس سال پہلے جب پہلی مرتبہ اس نے ایک جرمن گینگسٹر کے ہاتھ پہلا پستول بیچا تھا تو اس کی شہرت جنگل کی آگ کی طرح زیر زمین دنیا میں پھیل گئی تھی اور اس کا اسلحہ کا کاروبار خوب چل نکلا تھا۔

ورکشاپ بند ہونے کے بعد رات کا اندھیرا پھیلتے ہی اس کا اسلحہ کا کاروبار شروع ہو جاتا۔ اس کے گاہک پارکنگ لاٹ سے ذرا آگے شیڈ میں پہنچ جاتے اور پندرہ منٹ کے اندر اندر اپنی پسند کا پستول یا ریوالور خرید کر رخصت ہو جاتے اور اگر مال زیادہ خریدنا ہوتا تو

اس کے گاہک آدھی رات کے بعد آتے۔ اس کے تھوک کے خریداروں میں زیادہ تعداد آئرش جنونیوں کی تھی جو زیادہ تر ایم سولہ آٹومیٹک رائفلیں ہی خریدتے تھے۔ یہ لوگ آدھی رات کے بعد آتے اور ٹرک پر مال لوڈ کر کے چند منٹ میں رخصت ہو جاتے۔ بالکل اس طرح اسے مال کی سپلائی بھی ملتی تھی۔ ریم اسٹین کے امریکی اڈے کا اسلحہ ٹرکوں کے حساب سے اس کے پاس فروخت ہوتا تھا۔

پولیس کو اگرچہ یہ علم نہیں تھا کہ وہ ایم سولہ آٹومیٹک رائفلوں کی خرید و فروخت کا کاروبار بھی کرتا ہے تاہم وہ اس کے چھوٹے اسلحہ کے بزنس کے بارے میں پوری طرح آگاہ تھے۔ کیوالئی کتے کو ہڈی ڈالنے کے مصداق پولیس کو کبھی کبھار ایسے جرائم پیشہ لوگوں کے بارے میں اطلاع فراہم کر دیا کرتا تھا جو اس سے کوئی غیر معمولی چیز خریدنا چاہتے تھے۔ پولیس کی مخبری کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ پولیس انسپکٹر پرینی نے اس سے وعدہ کیا تھا کہ وہ اس کے بیٹے کو وقت سے پہلے جیل سے رہائی دلا دے گا۔ اسے سب سے بڑی فکر اپنے کاروبار کی تھی۔ حالانکہ اس کے دو داماد بھی موجود تھے لیکن وہ ان پر کسی قسم کا اعتماد کرنے کو تیار نہیں تھا۔

باہر شیڈ میں بندھے ہوئے کتے کی غراہٹ کی آواز سن کر کیوالئی چونک گیا۔ وہ چند لمحے اپنی جگہ خاموش بیٹھا رہا پھر اٹھ کر اس نے کھڑکی کے شیشے سے آنکھ لگا دی لیکن باہر تاریکی میں اسے کچھ بھی نظر نہیں آ سکا تھا۔ اسے باہر کسی کی موجودگی کا یقین تھا۔ کتا بلاوجہ نہیں بھونک سکتا تھا۔ اس نے گردن پر مفلر لپیٹا اور دروازہ کھول کر باہر جھانکنے لگا۔ سردی کی ایک لہر اس کی ہڈیوں کے گودے میں اتر گئی تھی۔ وہ بے اختیار کپکپا اٹھا۔ کتا اب بھی بھونک رہا تھا۔ اس نے کتے کو خاموش کرانے کے لئے اس کا نام لے کر پکارا اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر تاریکی میں چاروں طرف دیکھنے لگا۔ دفعتاً ایک ہیولہ شیڈ سے نکل کر اس کی طرف آتا ہوا دکھائی دیا۔ اس کے ساتھ ہی ایک سرگوشیانہ آواز بھی اس کی سماعت سے ٹکرائی تھی۔

"کیوالئی!"

"یس' تم کون ہو؟" کیوالئی کی آواز بھی سرگوشی سے زیادہ نہیں تھی۔

"میں کلارے کا دوست ہوں۔" اسی سرگوشیانہ لہجے میں جواب ملا۔ کلارے' کیوالئی کا وہ گاہک تھا جس نے کچھ عرصہ پہلے اس سے تھوک کے حساب سے آٹومیٹک رائفلیں

خریدی تھیں۔

"کلارے، لیکن میں اس نام کے کسی شخص کو نہیں جانتا۔"

"تم یقیناً جانتے ہو۔" وہی سرگوشی ابھری۔ "کیا تم اکیلے ہو؟" وہ شخص اگرچہ روانی سے فرانسیسی زبان میں بات کر رہا تھا لیکن اس کے لہجے میں ہلکا سا غیر مقامی عنصر شامل تھا۔

"ہاں، میں اکیلا ہوں۔" کیوالئی نے جواب دیا۔ اس کے خیال میں یہ بھی کوئی آئرش ہی تھا۔ "اندر آ جاؤ۔ باہر تو سخت سردی ہے۔"

اجنبی شیڈ سے نکل کر کیچڑ میں چلتا ہوا سامنے آ گیا، کھلے ہوئے دروازے سے باہر تک پہنچنے والی مدھم روشنی میں اس کا ہیولہ کچھ واضح ہو گیا تھا۔ ہوا کے ایک جھونکے کے ساتھ ہی کیوالئی کے نتھنوں سے شاہ بلوط کے پتے کے سگریٹ کی ناگوار سی بو بھی ٹکرائی تھی۔ وہ شخص ڈھانچے کی طرح دبلا پتلا سا تھا۔ اس نے سیاہ سویٹر پر سیاہ رنگ کا کوٹ پہن رکھا تھا۔ سر پر اپاچی کیپ اور آنکھیں تاریک شیشوں والے چشمے کے پیچھے چھپی ہوئی تھیں۔ ٹوپی سے جھانکتے ہوئے بالوں میں ہلکا سا سنہری پن نظر آ رہا تھا۔ وہ نپے تلے قدم اٹھاتے ہوئے دفتر میں داخل ہوا اور دروازہ بند کر کے اس سے ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے ہونٹوں میں شاہ بلوط کے پتے کا سگریٹ دبا ہوا تھا جس کی بو بڑی ناگوار سی محسوس ہو رہی تھی۔

"اب بتاؤ تم کون ہو؟" کیوالئی نے اس کے چہرے کا جائزہ لیتے ہوئے پوچھا۔

"میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ میں کلارے کا دوست ہوں۔ اگلے ہفتے وہ یہاں آنے والا ہے۔ اسے کم از کم ایک کریٹ ایم سولہ رائفلوں اور آر چالیس ہینڈ گرینیڈز کی ضرورت ہو گی۔ تم نے اس سے ایم ساٹھ مشین گنوں کا جو وعدہ کیا تھا مجھے یقین ہے کہ تم نے ان کا انتظام کر لیا ہو گا۔"

کیوالئی الجھن میں مبتلا ہو گیا۔ ایم ساٹھ مشین گنوں کا سودا بڑی رازداری سے ہوا تھا اور اس کا علم اس کے اور کلارے کے علاوہ کسی کو نہیں تھا۔ اگر یہ اجنبی اس سودے کے بارے میں جانتا ہے تو یہ یقیناً آئرش دہشت گرد کلارے کا قریبی دوست ہو گا۔ دوسری طرف یہ بھی ہو سکتا تھا کہ ممکن ہے کلارے پکڑا گیا ہو اور تشدد کے سامنے زبان کھول دی ہو۔

"میں نہیں سمجھ سکا تم کیا کہہ رہے ہو؟" وہ اجنبی کی طرف دیکھے بغیر بڑبڑایا۔

"کلارے نے کہا تھا کہ اگر اسے گلاسگو میں رکنے کا موقع ملا تو تمہارے لئے گلین وٹ کی بوتل لے کر آئے گا جو تمہاری ریمی مارٹینی سے کہیں بہتر ہو گی۔" اجنبی نے پُرسکون لہجے میں جواب دیا۔

کیوالئی کے چہرے پر طمانیت سی آ گئی۔ کلارے سے جب اس نے کاروبار شروع کیا تھا پہلے ہی روز یہ طے کر لیا تھا کہ جو بھی شخص اس کے حوالے سے گفتگو میں گلین وٹ اور ریمی مارٹینی کے الفاظ استعمال کرے گا اسے کلارے کا آدمی سمجھا جائے گا۔

"تو تم کلارے کے دوست ہو؟" اس نے گہرا سانس لیتے ہوئے کہا۔ "تمہیں کیا چاہئے؟ اگر تم ایم ساٹھ کے لئے آئے ہو تو سوموار سے پہلے انتظام نہیں ہو سکے گا۔"

"میں کسی اور چیز کے لئے آیا ہوں۔" اجنبی نے سگریٹ کا کش لگاتے ہوئے جواب دیا۔ "مجھے ایسی رائفل کی ضرورت ہے جس پر نہ صرف دوربین فٹ ہو بلکہ سائز میں بھی چھوٹی ہو تاکہ اسے آسانی سے لے جایا جا سکے۔"

"کیا ادائیگی نقد ہو گی؟" کیوالئی نے سوالیہ نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔

"ہاں۔"

"تب پھر کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ میں تمہیں ونچسٹر اسپیشل دے سکتا ہوں اور اتفاق سے ایک رائفل اس وقت میرے پاس موجود بھی ہے۔ میں نے آج تک ایسا عمدہ ہتھیار نہیں دیکھا۔ بے حد ایکوریٹ نشانہ اور ٹرائیگر کو تو بس انگلی کا اشارہ چاہئے اور اگر تمہیں اس سے چھوٹی رائفل چاہئے تو روگر منی 140، کاربائن کا انتظام ہو سکتا ہے۔ یہ سیمی آٹومیٹک ہے اور اس میں بھی ایم سولہ کی طرح پانچ اعشاریہ چھپن کے کارتوس استعمال ہوتے ہیں۔ سائز میں یہ ایک میٹر سے بھی کم ہے۔ اسے نہایت آسانی سے بینجو کے کیس میں لے جایا جا سکتا ہے۔"

"نہیں!" اجنبی نے نفی میں سر ہلایا۔ "مجھے کچھ اور چاہئے۔"

"کیا تم اس کی وضاحت کرو گے؟" کیوالئی کی آنکھوں میں الجھن تیر گئی۔

اجنبی نے جواب دینے کے بجائے جیب سے کیبنٹ سائز کی ایک تصویر نکال کر والئی کی طرف بڑھا دی۔ کیوالئی نے میز پر رکھی ہوئی موٹے عدسوں والی عینک اٹھا کر ال پر لگائی اور اس تصویر کو غور سے دیکھنے لگا۔ دوسرے ہی لمحہ اس کے چہرے پر الجھن لے تاثرات ابھر آئے۔ اس نے زندگی میں ایسی کوئی چیز نہیں دیکھی تھی۔ تصویر میں جو

ہتھیار دکھایا گیا تھا وہ رائفل اور پستول کے درمیان کی کوئی چیز تھی۔ یہ ہتھیار بظاہرا
لیزر پسٹل سے ملتا جلتا تھا جو آج کل ٹی وی پر دکھائی جانے والی فلموں میں عام طور
استعمال ہو رہا تھا۔ اس کا دستہ اور ٹرائیگر پستول ہی کی طرح تھا لیکن مختصر سا بیرل شا
گن کے بیرل سے ملتا جلتا تھا۔ اس پر ایڈجسٹ ایبل گن سائٹ بھی لگی ہوئی تھی لب
بٹ کے قریب ہی ایک اور چیز دیکھ کر کیوائی چونکے بغیر نہیں رہا تھا۔

"یہ تو بولٹ ہے۔" وہ اجنبی کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔ "بولٹ والا پستول میں
زندگی میں پہلی مرتبہ دیکھا ہے۔"

"یہ ریمنگٹن ایکس پی ہنڈرڈ بولٹ ایکشن پستول ہے جس میں ایک وقت میں صر
ایک گولی استعمال ہوتی ہے۔" سیاہ لباس والے اجنبی نے بتایا۔

"اور اس میں گولی کون سی استعمال ہوتی ہے؟"

"فائربال' اعشاریہ دو دو ایک۔"

"میں نے یہ نام بھی پہلی مرتبہ سنا ہے۔" کیوائی کے لہجے میں حیرت بدستور تھی۔

"اس میں پچاس گرین کی گولی استعمال ہوتی ہے۔" اجنبی پُرسکون لہجے میں کہہ
تھا۔ "مزل کی قوت رفتار دو ہزار چھ سو پچاس فٹ فی سیکنڈ ہے جو کسی بھی پستول
کارتوس کی رفتار سے زیادہ ہے۔"

"اور اس کی لمبائی کتنی ہے؟"

"صرف سترہ انچ۔ اگر اس پر دوربین فٹ بھی رکھی جائے تو اسے نہایت آسانی
بریف کیس میں لے جایا جا سکتا ہے۔" اجنبی نے بتایا۔

"اور اس کی رینج کیا ہے؟" کیوائی نے عینک اتارتے ہوئے دریافت کیا۔

"اگر اسے ٹیلی اسکوپک سائٹ کے ساتھ استعمال کیا جائے تو اس کی رینج دو سو
تک ہو سکتی ہے۔"

کیوائی نے گردن ہلاتے ہوئے تصویر واپس کر دی۔ وہ خاصا متاثر نظر آ رہا تھا

"حیرت انگیز موسیو!" وہ اجنبی کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔ "لیکن میں نہیں سمجھ سکتا کہ
پستول تمہارے لئے کہاں سے حاصل کیا جا سکتا ہے؟"

"تم اپنے کاروبار کے لئے نوے فیصد ہتھیار ریم اسٹین کے امریکی اڈے سے حا
کرتے ہو۔" اجنبی نے اس کے چہرے پر نظریں جماتے ہوئے کہا۔ "اس امریکی اڈے

دو فوجی سارجنٹ تمہارے نمک خوار ہیں۔ گزشتہ دس مہینوں سے اس اڈے کے اسلحہ کے
ٹیسٹنگ سینٹر میں اس ہتھیار کا تجرباتی استعمال ہو رہا ہے۔ ریم اسٹین کے اسلحہ خانے میں
ایسے متعدد پستول موجود ہیں اور وہ اسی اسٹور میں رکھے ہوئے ہیں جہاں سے تمہیں ایم
ساٹھ مشین گنیں فراہم کی جاتی ہیں۔" اجنبی نے خاموش ہو کر ٹیلی فون کی طرف اشارہ
کیا۔ "ابھی اپنے آدمی کو ٹیلی فون کرو اور منہ مانگی قیمت پر سودا طے کر کے ایک ایکس پی
ہنڈرڈ پستول' کارتوسوں کا ڈبہ اور لیڈور الف الف ٹیلی اسکوپک سائٹ کا انتظام کرنے کی
ہدایت کر دو۔ یہ چیزیں مجھے زیادہ سے زیادہ منگل تک مل جانی چاہئیں۔"

کیوائی کی کھوپڑی میں خطرے کی گھنٹی بجنے لگی۔ یہ شخص تو اس کے بزنس کے
بارے میں بہت کچھ جانتا تھا۔ "اگر تم یہ جانتے ہو کہ یہ ہتھیار کہاں سے دستیاب ہو سکتا
ہے تو خود جا کر کیوں حاصل نہیں کر لیتے؟" وہ قدرے تلخ لہجے میں بولا۔

"اس کا انتظام تم کرو گے۔" اجنبی کے لہجے میں خنجر کی سی کاٹ تھی۔ "کلارے
تمہیں ایم سکسٹی کی جو قیمت ادا کرتا ہے میں اس پستول کے لئے اس سے دگنی قیمت ادا
کروں گا۔" اس نے جیب سے فرانسیسی نوٹوں کی ایک گڈی نکال کر کیوائی کے ہاتھ میں
تھما دی۔ "یہ آدھی رقم ہے۔ آدھی تمہیں بعد میں ملے گی لیکن ایک بات ذہن نشین
رہے کہ یہ بات صرف ہم دونوں میں رہنی چاہئے۔"

کیوائی کا دل کانپ اٹھا۔ اجنبی کے لہجے میں ایسی دھمکی تھی جسے نظرانداز نہیں کیا
جا سکتا تھا۔

"کلارے کو بھی ہمارے اس سودے کا علم نہیں ہونا چاہئے' سمجھے؟" اجنبی نے
دہرایا۔

"مطمئن رہو۔ یہ راز میرے سینے تک ہی محدود رہے گا۔" کیوائی نے نوٹوں کی
گڈی جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔ "تم منگل کو آ جانا۔ مجھے امید ہے کہ اس وقت تک میں
تمہاری چیز حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاؤں گا' لیکن ایک بات میری سمجھ میں نہیں آ
سکی کہ تم بولٹ والا پستول کیوں لینا چاہتے ہو۔ اس میں تو بڑا رسک ہوتا ہے۔ اسے ری
لوڈ کرنے میں اچھا خاصا وقت لگ جاتا ہے۔ اگر پہلی گولی نشانے پر نہ بیٹھے تو..........."

"اس معاملے میں تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ پہلی گولی ضائع نہیں
جائے گی۔" اجنبی کہتے ہوئے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"تم نے اپنا نام تو بتایا ہی نہیں۔" کیوالئی آگے بڑھتے ہوئے بولا۔
"مائیکل گورڈن۔" اجنبی نے رک کر کہا اور دروازہ کھول کر تیزی سے باہر نکل گ

☆------☆------☆

اپارٹمنٹ ہاؤس کی پہلی منزل پر واقع پانچ کمروں پر مشتمل ریسٹورنٹ کی مالکہ جرمیاح کے بچپن کی دوست تھی۔ چالیس سال پہلے وہ اکٹھے ہی اپنے والدین کے ا اس ملک میں داخل ہوئے تھے لیکن آج تک اولگا کو یہ علم نہیں ہو سکا تھا کہ کبھی کبھی کے ہاں آنے والا اس کا بچپن کا دوست دراصل اسرائیلی انٹیلی جنس موساد کا سربراہ ۔ وہ آج تک اسے بزنس مین ہی سمجھتی رہی تھی۔ آج بھی جرمیاح کو ریسٹورنٹ میں دا ہوتے دیکھ کر اس کی باچھیں کھل گئی تھیں۔ چند رسمی جملوں کے تبادلے کے بعد جرم نے اسے بتایا کہ اس نے اپنے ایک دوست کو یہاں کھانے پر مدعو کر رکھا ہے جو کچھ میں آنے ہی والا ہو گا۔ اولگا نے اسے اس چھوٹے کمرے میں پہنچا دیا جو پرائیویٹ روم طور پر استعمال ہوتا تھا۔ اولگا کے جانے کے بعد جرمیاح اپنے خیالات میں کھو گیا۔ ا آج صبح سویرے ہی وزیراعظم کا فون ملا تھا جس سے اس کا موڈ بگڑ گیا تھا۔ جرمیاح یہ ا لگائے بیٹھا تھا کہ اس کے استعفیٰ کے جواب میں اسے وزیراعظم کا طویل خط ملے گا میں اس کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے اور اس وقت ملک و قوم کے لئے اس ضرورت کی اہمیت ثابت کرتے ہوئے اسے اپنا استعفیٰ واپس لینے پر مجبور کیا جائے گا اس کا یہ خواب اس وقت بکھر گیا جب صبح سویرے ٹیلی فون پر وزیراعظم نے بتایا کہ اس خواہش کا احترام کرتے ہوئے اس کا استعفیٰ منظور کر لیا گیا ہے۔ پرائم منسٹر نے تو اس یہ مشورہ لینا بھی ضروری نہیں سمجھا تھا کہ اس کے بعد موساد کی سربراہی کا تاج کس سر پر سجایا جائے۔ ویسے جرمیاح کو یقین تھا کہ یہ عہدہ ادویزر ہی کو سونپا جائے گا۔ اسے دن میں اپنے ذرائع سے اطلاع مل چکی تھی کہ یومِ آزادی کے دن اس کی ریٹائرمنٹ ساتھ ہی موساد کے نئے سربراہ کے نام کا بھی اعلان کر دیا جائے گا۔

"ہیلو جرمیاح!" آواز سن کر وہ چونک گیا۔ اس کے سامنے اس کا وہ مہمان کھڑا جسے اس نے کھانے پر مدعو کیا تھا۔

"ہیلو رابرٹ!" جرمیاح نے کہتے ہوئے اس سے ہاتھ ملایا۔ رابرٹ کے دو ہاتھوں کے ناخن جڑوں سے اکھڑے ہوئے تھے۔ وہ جیسے ہی رسمی جملوں کے تبادلے .

فارغ ہوا' اولگا کمرے میں آ گئی۔ جرمیاح نے اسے کھانا لگانے کو کہا اور وہ دونوں اس وقت تک خاموش بیٹھے رہے جب تک اولگا اپنی نگرانی میں ویٹروں سے کھانا لگوا کر باہر نہ چلی گئی۔ کھانے کے دوران جرمیاح' رابرٹ ہی کی طرف دیکھتا رہا۔ اس کی نظریں رابرٹ کے ہاتھ کی انگلیوں پر جم جاتیں جہاں ناخنوں کے بجائے سیاہ دھبے نظر آ رہے تھے۔ پندرہ سال پہلے رابرٹ کو ایک نہایت اہم مشن پر بغداد بھیجا گیا تھا جہاں وہ روسیوں کے ہتھے چڑھ گیا تھا۔ انہوں نے رابرٹ سے معلومات حاصل کرنے کے لئے یکے بعد دیگرے اس کی ساری انگلیوں کے ناخن اکھاڑ دیئے اور بالآخر اسے جیل میں ڈال دیا گیا جہاں سے کئی سال بعد وہ فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

"کن سوچوں میں کھو گئے؟"

"اوہ' کچھ نہیں۔" جرمیاح ایک بار پھر چونک گیا۔ اسے یہ جان کر حیرت ہوئی تھی کہ اس دوران رابرٹ کھانا ختم کر چکا تھا۔ جرمیاح نے اپنے سامنے سے سوپ کا پیالہ ہٹا دیا۔

"میرا خیال ہے اب ہمیں اصل موضوع پر آ جانا چاہئے۔" وہ رابرٹ کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔ "الفریڈ ملر کے بارے میں چیک کیا؟"

"ہاں!" رابرٹ نے کہتے ہوئے ایک لفافہ کوٹ کی اندرونی جیب سے نکال کر جرمیاح کی طرف بڑھا دیا۔ "اس میں میری رپورٹ موجود ہے لیکن میرا خیال ہے کہ تم اس کے بعض اہم پوائنٹس زبانی سننا پسند کرو گے۔"

"ہاں کیوں نہیں۔" جرمیاح نے اثبات میں سر ہلایا۔

"میں نے بیروت ٹی وی سے لی جانے والی الفریڈ کی تصویر اور تمام معلومات پر مشتمل فائل یورپ کی تمام انٹیلی جنس سروسز کو بھیج دی تھی اور.........."

"اور امریکہ؟" جرمیاح نے بات کاٹتے ہوئے سوالیہ نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔

"امریکی سفارتخانے میں ڈیفنس انٹیلی جنس ایجنسی کے نمائندے جم فولٹن کے پاس میں خود گیا تھا۔" رابرٹ نے کرسی پر پہلو بدلتے ہوئے کہا۔ "انہوں نے ایف بی آئی ا،کو'کس ڈی آئی اے' سی آئی اے اور لینگلی سمیت تمام ایجنسیوں سے چیک کر لیا ہے۔ اس کے خلاف کہیں بھی کوئی ریکارڈ نہیں ہے۔"

"ان کے پاس کمپیوٹر میں پوری دنیا کا ریکارڈ موجود ہے۔ ممکن ہے اس کا ریکارڈ ک
اور نام سے ہو۔" جرمیاح نے کہا۔

"اس تصویر کی مدد سے وہ لوگ یہ بھی چیک کر چکے ہیں لیکن کچھ نہیں ملا۔"

"اور یورپین ایجنسیوں کا کیا کہنا ہے؟"

رابرٹ کے بولنے سے پہلے ہی اولگا چائے لے کر آ گئی۔ اس نے چائے کے ک
رکھے اور میز پر رکھے ہوئے برتن اٹھا کر چلی گئی۔

"ان کا جواب بھی نفی میں ہے۔" رابرٹ نے محتاط نگاہوں سے دروازے کی طر
دیکھتے ہوئے کہا۔ "اٹلی' انگلینڈ' سوئٹزرلینڈ اور سیکنڈے نیوین ممالک میں کوئی اس کے
سے واقف نہیں ہے۔"

"اور آئرلینڈ؟"

"نہیں۔" رابرٹ نے ایک بار پھر کرسی پر پہلو بدلتے ہوئے جواب دیا۔ "میں
آئرش انٹیلی جنس سے کوئی رابطہ ہی قائم نہیں کیا کیونکہ ان کی سروس اتنی عمدہ نہ
ہے۔ حال ہی میں ان کے بعض اہم راز طشت از بام ہو چکے ہیں۔ اگر یہ بات بھی ل
آؤٹ ہو گئی کہ ہم الفریڈ کی تلاش میں ہیں تو وہ روپوش ہو جائے گا اور ہم کبھی اس
سراغ نہیں لگا سکیں گے۔" اس نے خاموشی سے چائے کا ایک گھونٹ بھرا اور سگر
سلگا کر کش لگاتے ہوئے بات جاری رکھی۔ "ان ممالک کی انٹیلی جنس سروس بے حد نا
ہے ان پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ اب صرف فرانس اور جرمنی رہ جاتے ہیں۔ یہ دو
ممالک ایسے ہیں کہ تیل کے چند بیرلز کے عوض ہمیں پی ایل او کے ہاتھ فروخت کر
ہیں۔ فرانسیسی انٹیلی جنس نے البتہ یہ مہربانی کی کہ ہمارا کیس خفیہ پولیس کے حوالے ک
اور خفیہ پولیس نے ہمیں سول پولیس سے رابطہ قائم کرنے کا مشورہ دیا۔ اس کے ساتھ
انہوں نے کیس انٹرپول کو بھیج دیا اور انٹرپول کا کہنا ہے کہ ان کے پاس اس نام کے
شخص کا ریکارڈ نہیں ہے۔"

"احمق کہیں کے!" جرمیاح کے لہجے میں ناگواری تھی۔ "الفریڈ بیروت سے س
پیرس گیا تھا۔ اس کا ٹکٹ بھی اسی نام سے تھا جو پاسپورٹ پر درج تھا۔ اگر وہ پچھلے
سے پیرس آنے والے مسافروں کے ڈس امبارکیشن کارڈ چیک کرتے تو اسے تلاش
سکتا تھا۔"

ایک دو امکانات اور بھی ہیں۔" رابرٹ نے چائے کا کپ اٹھاتے ہوئے کہا۔ "پہلا
تو یہ ہو سکتا ہے کہ الفریڈ نے پیرس سے کسی اور فلائٹ پر پہلے ہی سے ریزرویشن کرا رکھی
ہو۔ اس طرح وہ امیگریشن کے مرحلے سے گزرنے کے بجائے ٹرانزٹ لاؤنج میں متعلقہ
ایئر لائن کے کاؤنٹر پر پہنچ گیا اور اپنا دوسرا ٹکٹ دکھا کر مطلوبہ فلائٹ سے نئی منزل کی
طرف پرواز کر گیا ہو۔"

"ہاں! اس امکان کو نظرانداز نہیں کیا جا سکتا اور اس کے علاوہ؟" جرمیاح نے سوالیہ
نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔

"یہی کہا جا سکتا ہے کہ اس نے اپنی شناخت بھی تبدیل کر لی ہو گی۔ ڈیگال ایئرپورٹ
پر ایسا کرنا مشکل نہیں ہے۔ ہم خود بھی کئی مرتبہ یہ حربہ آزما چکے ہیں۔ ڈیگال ایئرپورٹ پر
امیگریشن کے صرف چند کاؤنٹر ہیں جن پر مسافروں کا بے پناہ ہجوم ہوتا ہے۔ الفریڈ نے اپنا
جرمن پاسپورٹ جیب میں ڈال کر دوسرے کاغذات دکھا دیئے ہوں گے۔"

"ٹھیک ہے۔ میں تم سے اختلاف نہیں کروں گا۔" جرمیاح نے چائے کا گھونٹ
بھرتے ہوئے کہا۔ "اور جرمن کیا کہتے ہیں؟"

"انہوں نے نہ صرف تعاون کرنے سے انکار کر دیا ہے بلکہ اس کی وجہ بھی بیان کر
دی۔"

"کیا مطلب؟" جرمیاح نے اسے گھورا۔

"تمہیں یاد ہو گا کہ تین مہینے پہلے اسپیگل میں ایک مضمون چھپا تھا جس میں میونخ
میں پی ایل او کے حریت پسندوں سے ہمارے دو ماہرین کی پوچھ گچھ کے بارے میں تفصیل
سے بتایا گیا تھا۔"

"لیکن .... یہ سب کچھ جرمنوں کی خواہش پر ہوا تھا۔" جرمیاح کے حلق سے
غراہٹ سی نکلی۔ "جرمن انٹیلی جنس بی این ڈی کے ڈپٹی ڈائریکٹر ورتھ نے ہمیں اپنے
آدمی بھیجنے کے لئے کہا تھا۔"

"یہ درست ہے لیکن یہ بات کسی طرح لیک آؤٹ ہو گئی تھی جس پر عربوں نے
ناراضگی کا اظہار کیا تھا اور انہیں مطمئن کرنے کے لئے جرمنوں کو ایک مختلف کہانی گھڑنی
پڑی تھی۔ بہرحال' جب ہم نے ان سے رابطہ قائم کیا تو انہوں نے تعاون کرنے سے
صاف انکار کر دیا۔"

جرمیاح کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔ اس نے میز پر زوردار گھونسہ مارا۔ کپوں میں رکھی ہوئی چائے چھلک گئی۔

"میری پوری بات تو تم نے سنی ہی نہیں جرمیاح!" رابرٹ نے ایک اور سگریٹ سلگاتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب؟ کیا کہنا چاہتے ہو؟" جرمیاح غرایا۔

"یہ کہ جرمنوں کے پاس الفریڈ ملر کا فائل موجود ہے۔" رابرٹ نے پُرسکون لہجے میں جواب دیا۔

"یہ بات تمہیں شروع میں بتا دینا چاہئے تھی۔ مجھے سسپنس پسند نہیں ہے۔ نہ تو اسٹیج پر کسی قسم کی اداکاری کر رہے ہو اور نہ ہی موساد کوئی تھیٹر ہے۔" جرمیاح کے لہجے میں ناگواری تھی۔ "بہرحال، میں پوری بات سننا چاہتا ہوں۔"

"تمہیں جوشم کا نام یاد ہے؟" رابرٹ کا لہجہ اب بھی پُرسکون تھا۔

"وہی جو نازی جنگی مجرموں کو تلاش کرنے والی ٹیم میں شامل تھا۔" جرمیاح نے چونکتے ہوئے کہا۔ "ماضی میں ہم دونوں کئی مرتبہ اکٹھے کام کر چکے ہیں۔ وہ اب ساٹھ سال کا ہو گا اور میرا خیال تھا کہ وہ ریٹائر ہو چکا ہو گا۔"

"نہیں، وہ اب بھی بی این ڈی میں ایک اہم عہدے پر فائز ہے۔ بی این ڈی کے مکمل طور پر انکار کے بعد میں نے جوشم سے اس کے گھر پر رابطہ قائم کیا تھا۔ اس کے کہنے کے مطابق جرمنی انٹیلی جنس کے پاس الفریڈ ملر کے ریکارڈ پر مشتمل فائل موجود ہے۔"

جرمیاح نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اس کے چہرے کے تاثرات اور آنکھوں سے اندازہ لگایا جا سکتا تھا کہ اس کا ذہن کسی اور شیطانی منصوبے کے تانے بانے بننے میں مصروف تھا۔ اس نے دونوں ہاتھ میز پر ٹکا دیئے۔

"تم آج ہی بون روانہ ہو رہے ہو رابرٹ!" وہ اس کے چہرے پر نظریں جمائے ہوئے بولا۔ "تمہیں وہ فائل حاصل کرنا ہے اور اس کا طریقہ میں تمہیں بتاؤں گا۔"

☆======☆======☆

"میں اگلے ہفتے پیرس سے باہر جا رہا ہوں۔ واپسی چند ہفتوں میں ہو گی۔" مائیکل گورڈن نے میرین کے بالوں میں انگلیاں پھیرتے ہوئے کہا جو اس کے سینے سے سر ٹکائے بیٹھی تھی۔ وہ اتوار کی صبح تھی اور وہ دونوں لکسمبرٹ پارک میں لکڑی کے ایک بنچ پر بیٹھے

ہوئے تھے۔ اس وقت پارک میں ان کے علاوہ چند ہی افراد تھے اور وہ اتنے دور تھے کہ ان کی آواز کسی کے کانوں تک نہیں پہنچ سکتی تھی۔

"جا رہے ہو؟" میرین نے ایک جھٹکے سے سر اٹھا لیا۔ اس کے پورے جسم میں سنسنی کی ایک لہر سی دوڑ گئی تھی۔ "تم کہاں جا رہے ہو مائیکل؟"

"یہ میں تمہیں نہیں بتا سکتا لیکن زیادہ سے زیادہ دو مہینوں میں واپس آ جاؤں گا۔"

"الفریڈ ملر!" میرین اس کے چہرے پر نظریں جماتے ہوئے بولی۔ "یقیناً وہی تمہیں بھیج رہا ہو گا۔ اس رات اس نے تمہیں فون کیا تھا اور.........."

"ہاں!" مائیکل نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا اس کے خیال میں جھوٹ بولنے کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔ "وہ مجھے ایک اہم مشن پر بھیجنا چاہتا ہے لیکن تم کیوں پریشان ہو؟"

"کہاں جا رہے ہو؟"

"میں کسی کو اس سلسلے میں کچھ نہیں بتا سکتا۔"

"مجھے بھی نہیں!" میرین نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا۔ "لیکن پیٹرک نے تو مجھ سے کبھی کوئی بات نہیں چھپائی۔"

"بات یہ ہے کہ........" مائیکل کا ذہن الجھ گیا۔ "پیٹرک بھی اس منصوبے میں شامل نہیں ہے۔"

"میں سمجھی نہیں!" میرین کی حیرت دوچند ہو گئی۔ "کیا تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ تم ایک ایسے مشن پر جا رہے ہو جس کا پیٹرک کو بھی علم نہیں ہے؟"

"پلیز میرین!" مائیکل اس کے کندھوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولا۔ "میرے لئے الجھنیں پیدا کرنے کی کوشش مت کرو.......... میں تمہیں پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ میں الفریڈ کی جدوجہد میں حصہ لینا چاہتا تھا۔ مجھے ایک موقع ملا ہے۔ جسے میں ضائع نہیں کرنا چاہتا۔ اگر میں نے تمہیں اس مشن کے بارے میں بتا دیا تو مجھے نکال باہر کر دیا جائے گا اور پھر شاید مجھے کبھی ایسا موقع نہ مل سکے۔"

"مجھے افسوس ہے۔" میرین نے کہا۔ "میں تمہارے بارے میں کچھ زیادہ جذباتی ہو گئی تھی۔ میں تمہیں پہلے ہی بتا چکی ہوں کہ تم سے پہلے میں نے ایک اور شخص کو چاہا تھا۔ وہ آئرش فریڈم فائٹر تھا جو بلفاسٹ میں ایک جھڑپ میں مارا گیا تھا۔" میرین کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ اس نے اپنے لہجے پر قابو پانے کی کوشش کرتے ہوئے بات

جاری رکھی۔ "کیون کی موت کے بعد میری زندگی ویران ہو گئی تھی۔ پھر تم بادِ بہار۔ لطیف جھونکے کی طرح میری زندگی میں داخل ہوئے۔ میں تمہیں بھی کیون کی طرح کھ نہیں چاہتی۔" اس نے سر اٹھا کر مائیکل کی طرف دیکھا۔ "جب تم اپنے مشن سے واپس جاؤ تو مجھے ضرور تلاش کر لینا۔" وہ اٹھ کر ایک طرف بھاگ گئی۔

مائیکل بے حس و حرکت اپنی جگہ پر بیٹھا رہا اور جب ہوش میں آیا تو میرین جا چ تھی۔

☆------☆------☆

"کوئی گڑبڑ ضرور ہے!" میرین دوڑتے ہوئے سوچ رہی تھی۔ پارک سے نکل کر اس سڑک پر آ گئی جہاں اس نے اپنی موٹر سائیکل کھڑی کر رکھی تھی۔ اس نے م سائیکل پر سوار ہو کر کک لگائی اور موٹر سائیکل کو خوفناک رفتار سے شہر کی پُر ہجوم سڑکوں دوڑانے لگی۔ اس کا ذہن موٹر سائیکل سے بھی زیادہ تیز رفتاری سے پرواز کر رہا تھا۔ سوچ رہی تھی کہ پیٹرک نے اسے الفریڈ کے کسی ایسے منصوبے کے بارے میں کیوں نہ بتایا۔ الفریڈ اور پیٹرک ہمیشہ مل کر کام کیا کرتے تھے۔ اگر الفریڈ نے پیٹرک سے علیحدہ کا منصوبہ بنایا تھا اور اس میں مائیکل کو شامل کیا تھا تو یقیناً دال میں کچھ کالا تھا۔ الفریڈ کو ا نے کبھی پسند نہیں کیا تھا۔ حقیقت تو یہ تھی کہ وہ الفریڈ کے بارے میں کچھ نہیں جا تھی۔ شاید پیٹرک بھی نہیں جانتا تھا کہ وہ کون تھا اور کہاں سے آیا تھا اور وہ اکثر کئی روز کے لئے کہاں غائب ہو جایا کرتا تھا۔

پیٹرک کی تلاش میں وہ کیفے ڈی ایبز پہنچ گئی جہاں اتوار ہونے کی وجہ سے اچھا خا رش تھا۔ پیٹرک کونے کی ایک میز پر اپنے دوست ہگسن کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ میرین کیفے میں داخل ہوتے دیکھ کر ہگسن اٹھ کر باہر جانے والے دوسرے دروازے کی طر بڑھ گیا۔ میرین مختلف میزوں کے گرد چکراتی ہوئی پیٹرک کے قریب پہنچ گئی۔ پیٹرک اٹھ کر اس کی پیشانی پر بوسہ دیا۔ میرین اگرچہ اس کی سوتیلی بہن تھی مگر وہ اسے بے چاہتا تھا۔

"تمہاری آنکھیں بتا رہی ہیں کہ تم روتی رہی ہو؟" وہ اس کے چہرے پر نظر جماتے ہوئے بولا۔ میرین سر ہلاتی ہوئی کرسی پر بیٹھ گئی۔ جیب سے ایک سگریٹ نکال ہونٹوں میں دبایا اور اسے سلگانے کی کوشش کرنے لگی۔ اس کے ہاتھوں کی کپکپاہٹ

وجہ سے ماچس کی کئی تیلیاں ضائع ہو گئی تھیں۔

"پیٹرک! میں........." وہ کپکپاتے ہوئے لہجے میں بولی۔ "کچھ دیر پہلے مائیکل سے ملی تھی۔"

"ہاں کیسا ہے وہ؟" پیٹرک نے کہتے ہوئے اس کے چہرے پر نظریں جما دیں۔

"میں ایک بات بالکل سچ جاننا چاہتی ہوں پیٹرک!" میرین نے اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا۔ "کیا تم نے الفریڈ سے سفارش کی تھی کہ مائیکل کو کسی منصوبے میں شامل کر لیا جائے؟"

"میں نے.........؟" پیٹرک نے کچھ کہنا چاہا مگر ویٹر کو دیکھ کر خاموش ہو گیا۔ ویٹر ان کا آرڈر لے کر چلا گیا تو اس نے بات جاری رکھی۔ "بلکہ میں نے تو ہمیشہ اس کی مخالفت کی ہے۔ یقین کرو میرین! میں مائیکل کو بے حد پسند کرتا ہوں لیکن وہ ہماری لائن کا آدمی نہیں ہے۔ میں نے الفریڈ سے صاف کہہ دیا تھا کہ وہ مائیکل کو کسی معاملہ میں کبھی ملوث کرنے کی کوشش نہ کرے۔" وہ خاموش ہو کر بے ترتیب داڑھی میں انگلیاں پھیرنے لگا۔

"تو کیا تمہیں معلوم نہیں کہ الفریڈ نے مائیکل کو کسی سیکرٹ مشن میں حصہ لینے کی پیشکش کی ہے؟" میرین بولی۔

ویٹر کے آ جانے سے پیٹرک کو ایک بار پھر خاموشی اختیار کرنا پڑی۔

"سیکرٹ مشن؟" وہ ویٹر کے جانے کے بعد حیرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے بولا۔ اس کی پیشانی پر لکیریں سی ابھر آئی تھیں۔ "مجھے کسی سیکرٹ مشن کا علم نہیں ہے۔ تم سے کسی نے مذاق تو نہیں کیا؟"

"یہ مذاق نہیں حقیقت ہے پیٹرک! تم مجھ سے کچھ چھپانے کی کوشش کر رہے ہو۔ میں جاننا چاہتی ہوں کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے اور مائیکل کو اس میں شامل کیوں کیا گیا ہے؟"

"دھیرج مائی ڈیئر!" پیٹرک نے محتاط نگاہوں سے اطراف میں دیکھتے ہوئے کہا۔ "یہ حقیقت ہے کہ مجھے کسی سیکرٹ مشن کا علم نہیں ہے اور مجھے اس بات کا بھی یقین نہیں کہ الفریڈ نے مائیکل کو کسی ایسے پروگرام میں شامل کیا ہو گا۔"

"لیکن یہ سچ ہے۔" میرین نے ٹھوس لہجے میں جواب دیا۔ "اس نے گزشتہ منگل کے روز مائیکل سے کیفے گارڈی لیون میں ملاقات کی تھی اور مائیکل اگلے ہفتے کہیں جا رہا ہے اور مائیکل نے اس سلسلے میں کچھ بتانے سے انکار کر دیا ہے۔ اس نے کہا تھا

کہ..........“ میرین نے سگریٹ ایش ٹرے میں مسل دیا۔ ”تمہیں اس مشن میں شامل نہیں کیا جا رہا۔“

”کیا واقعی الفریڈ نے مائیکل سے یہ کہا تھا کہ مجھے اس میں شریک نہیں کیا جا رہا؟“ پیٹرک نے غیر یقینی سی نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔ میرین نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پیٹرک نے بات جاری رکھی۔ ”ناقابلِ یقین سی بات ہے۔ میں الفریڈ کا دست راست ہوں اور اس نے آج تک میرے بغیر کوئی قدم نہیں اٹھایا۔“

”لیکن اب وہ ایک ایسا قدم اٹھا رہا ہے جس کا تمہیں علم نہیں ہے۔“ میرین نے اس کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ”تم پہلی فرصت میں یہ معلوم کرنے کی کوشش کرو کہ وہ کون سا منصوبہ ہے جو تم سے بھی خفیہ رکھا گیا ہے اور مائیکل اس میں شامل کیوں کیا جا رہا ہے؟ اگر تم چاہو تو براہِ راست الفریڈ سے بات کر سکتے ہو لیکن میرا خیال ہے کہ مائیکل کا حوالہ مت دینا۔ ممکن ہے تم اس سے کچھ اگلوانے میں کامیاب ہو جاؤ۔ پیٹرک پلیز! میں مائیکل کو کھونا نہیں چاہتی۔“

”ٹھیک ہے۔“ پیٹرک آگے جھک کر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولا۔ ”میں کوشش کروں گا۔“

☆------☆------☆

میونخ ایئرپورٹ پر رابرٹ کو امیگریشن اور دیگر مراحل سے نمٹنے میں کوئی دشواری پیش نہیں آئی تھی۔ وہ امیگریشن ہال سے باہر نکلا تو ویٹنگ لاؤنج میں اسرائیلی سفارت خانے کا سیکورٹی چیف سیمی اس کا منتظر تھا۔ اس نے بڑی گرم جوشی سے ہاتھ ملایا اور دونوں ویٹنگ لاؤنج سے نکل کر ڈپلومیٹک لاٹ پر کھڑی ہوئی سیڈان کی طرف بڑھ گئے۔

”یہاں کی صورتِ حال کیا ہے؟“ چند رسمی جملوں کے تبادلے کے بعد رابرٹ نے پوچھا۔

”یہاں کے حالات زیادہ خوشگوار نہیں ہیں۔“ سیمی نے انجن اسٹارٹ کر کے گاڑی پارکنگ لاٹ سے نکالتے ہوئے جواب دیا۔ ”یہ لوگ تیل کی وجہ سے عربوں سے خوفزدہ ہیں اور ہم سے سیدھے منہ بات کرنے کو بھی تیار نہیں۔ تمہارا پروگرام بھی کچھ تبدیل کر دیا گیا ہے۔“

”کیا مطلب؟“ رابرٹ نے اسے گھورا۔

”پہلے سے طے شدہ پروگرام کے مطابق تم پولاش میں ولف گینگ کروگر سے ملنے والے تھے لیکن آج صبح فون پر مجھے بتایا گیا کہ بعض ناگزیر وجوہ کی بنا پر یہ پروگرام منسوخ کر دیا گیا ہے۔ اب تم یہاں سے سیدھے ہوٹل درجا جاؤ گے جہاں کروگر کا ایک نمائندہ تم سے بات کرے گا۔ بعض نہایت اہم مصروفیات کی بنا پر کروگر نے خود آنے سے معذرت کر لی ہے۔“ سیمی نے بتایا۔

”اور اس کا نمائندہ کون ہو گا؟“ رابرٹ نے پوچھا۔

”اس کا نام نہیں بتایا گیا لیکن تم نے اس سے کیا نتیجہ اخذ کیا ہے؟“

”نتیجہ تو سامنے ہے۔“ رابرٹ نے کھڑکی سے باہر دیکھتے ہوئے جواب دیا۔ ”وہ مجھے پولاش میں نہیں بلانا چاہتے تاکہ بعد میں اگر کوئی اعتراض اٹھایا جائے تو وہ کہہ سکیں گے کہ کسی اسرائیلی کو جرمن انٹیلی جنس بی این ڈی کے ہیڈ کوارٹر میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دی گئی اور غالباً اسی وجہ سے وہ مجھے اپنے مشرقِ وسطیٰ کے شعبے کے کسی اعلیٰ افسر سے ملاقات کا موقع بھی نہیں دینا چاہتے۔“

”اس کا مطلب یہ ہوا کہ تمہارا یہ دورہ شروع ہونے سے پہلے ہی ناکام ہو گیا؟“

”ابھی کچھ نہیں کہا جا سکتا۔“ رابرٹ نے بڑبڑانے والے انداز میں جواب دیا۔ ہوٹل تک کا باقی فاصلہ خاموشی میں کٹا تھا۔

”میں یہاں رکوں یا..........؟“ سیمی نے ہوٹل کے پورچ میں گاڑی روک کر جملہ ادھورا چھوڑتے ہوئے سوالیہ نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔

”سوری سیمی! ٹاپ سیکرٹ۔“ رابرٹ معنی خیز انداز میں مسکرایا۔

”ٹھیک ہے لیکن واپس جانے سے پہلے مجھے بتا دینا کہ اس معاملے میں کچھ پیش رفت ہوئی یا نہیں؟“

”ضرور!“ رابرٹ نے اس کے کندھے پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا اس دوران ہوٹل کے ایک باوردی دربان نے قریب آ کر کار کا دروازہ کھول دیا تھا۔ رابرٹ نیچے اتر آیا۔ وہ اپنا بریف کیس اٹھانا نہیں بھولا تھا۔

استقبالیہ کاؤنٹر پر جب رابرٹ فارم پر دستخط کر رہا تھا تو چھوٹے قد کا ایک آدمی قریب آ کر کھڑا ہو گیا اور کھانستے ہوئے اس کی توجہ اپنی طرف مبذول کرانے کی کوشش کرنے لگا۔ رابرٹ نے مڑ کر دیکھا براؤن ... میں ملبوس ... شخص کی عمر پینتالیس اور

اڑتالیس کے درمیان رہی ہو گی۔ رابرٹ کو اپنی طرف متوجہ پا کر وہ مسکرا دیا۔

"رابرٹ؟"

"ہاں!" رابرٹ نے فارم کاؤنٹر کلرک کی طرف بڑھاتے ہوئے جواب دیا۔

"میرا نام ہلٹ ویگنر ہے اور میرا تعلق بی این ڈی سے ہے۔ میرا دوست کروگر بعض مصروفیات کی وجہ سے وقت نہیں نکال سکا اور اس کے بجائے مجھے تم سے ملاقات کی ہدایت کی گئی ہے۔" اس شخص نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"کیا میں تمہارے شناختی کاغذات دیکھ سکتا ہوں؟" رابرٹ نے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا۔

"کیوں نہیں۔ یہ میرا شناختی کارڈ ہے اور یہ کروگر کا تعارفی خط!" ویگنر نے یہ کہتے ہوئے کاغذات جیب سے نکال کر اس کی طرف بڑھا دیئے۔ رابرٹ نے گہری نظروں سے اس کے شناختی کارڈ اور کروگر کے خط کا جائزہ لیا جس میں خود نہ آنے کی معذرت کی گئی تھی، وہ دونوں باتیں کرتے ہوئے بار روم کی طرف آ گئے۔

"بی این ڈی میں تمہاری ذمہ داریاں کیا ہیں؟" رابرٹ نے پوچھا۔

ویگنر چند لمحے خاموش رہا۔ وہ غالباً اس سوال کی اہمیت کا اندازہ لگانے کی کوشش کر رہا تھا۔ بالآخر اس نے کہا۔ "ہیڈ کوارٹر میں غیر ملکی مہمانوں کی دیکھ بھال میرے سپرد ہے۔"

"او سمجھا!" رابرٹ بڑی مشکل سے اپنا غصہ چھپانے میں کامیاب ہو سکا تھا۔ انہوں نے اس سے ملاقات کے لئے نہایت نچلے درجے کا آدمی بھیجا تھا۔ یہ اگرچہ رابرٹ کی توہین تھی لیکن اس نے معاملے کو جاری رکھنا ضروری سمجھا کیونکہ اس طرح جرمیاح۔ اصل منصوبے پر عمل کرتے ہوئے وہ اپنا مقصد پا سکتا تھا۔

ویگنر کے حکم پر ویٹر نے ان کی میز پر وہسکی اور فرائی فش کی پلیٹ رکھ دی تھی۔ و... کے جانے کے بعد رابرٹ نے اپنا بریف کیس کھول لیا۔

"گزشتہ ہفتے ہماری فوج کے ایک یونٹ نے لبنان میں سیدہ کیمپ پر چھاپہ مارا تھا۔" اس نے بریف کیس میں سے براؤن رنگ کا ایک فائل نکالتے ہوئے کہا۔ "سیدہ وہ کیمپ ہے جہاں الفتح کی طرف سے غیر ملکی رضاکاروں اور دوست تنظیموں کے ممبروں کو چھاپہ جنگ کی تربیت دی جاتی ہے۔ ہمارے فوجی یونٹ کے حملے سے پہلے رضاکار اگرچہ کیمپ خالی کر چکے تھے مگر کیمپ کے دفتر سے ہمیں بعض دلچسپ دستاویزات مل گئی تھیں۔"

خاموش ہو کر فائل کے صفحات الٹ پلٹ کرنے لگا۔ فائل میں لگی ہوئی دستاویزات انگریزی اور جرمن زبانوں میں ہاتھ سے لکھی ہوئی تھیں۔ بعض کاغذات پانی سے کسی قدر خراب ہو چکے تھے مگر ان کی تحریریں پڑھی جا سکتی تھیں۔

"اس فائل میں ان جرمن دہشت گردوں کی مکمل فہرست موجود ہے جو پچھلے دس سال کے عرصے میں سیدہ کیمپ میں تربیت حاصل کر چکے ہیں۔" رابرٹ نے بات جاری رکھتے ہوئے کہا۔ "ان میں سے بیشتر بدر منہاف کے سرگرم رکن ہیں۔ اس فائل میں ہر دہشت گرد کے بارے میں الگ الگ تفصیل موجود ہے کہ انہوں نے اس کیمپ میں کب ٹریننگ حاصل کی، کن کن معرکوں میں حصہ لیا یا آئندہ کن کن معرکوں میں حصہ لیں گے۔ ان کے مکمل نام اور پتے بھی اس فائل میں موجود ہیں۔ مجھے امید ہے کہ تم لوگوں کو اس فائل سے ضرور دلچسپی ہو گی۔"

"کیا میں یہ فائل دیکھ سکتا ہوں؟" ویگنر بولا۔ اس کا چہرہ ایک دم سرخ ہو گیا تھا۔

"کیوں نہیں۔" رابرٹ نے کہتے ہوئے فائل اس کے حوالے کر دیا اور کرسی کی پشت سے ٹیک لگا کر سگریٹ سلگا لیا۔ وہ اپنے آپ کو بالکل پرسکون محسوس کر رہا تھا۔

ویگنر فائل کے اوراق الٹ پلٹ کرتا رہا۔ "او یس!" وہ آخری صفحہ دیکھتے ہوئے بولا۔ "یہ فائل ہمارے لئے یقیناً اہم ثابت ہو سکتا ہے۔"

"گڈ!" رابرٹ نے کہتے ہوئے فائل اس کے ہاتھ سے لے کر بریف کیس میں رکھ لیا۔ "تب پھر کروگر سے کہو کہ جتنی جلد ممکن ہو سکے الفریڈ کا فائل لے کر یہاں آ جائے۔"

☆======☆======☆

ولف گینگ کروگر ایک طویل قامت اور بھاری بھرکم آدمی تھا۔ اس کی عمر پاون کے لگ بھگ رہی ہو گی۔ وہ اس وقت رابرٹ کے ہوٹل کے کمرے میں کرسی پر بیٹھا سیدہ کیمپ کے بارے میں رابرٹ کی دی ہوئی فائل کا مطالعہ کر رہا تھا۔ بالآخر وہ فائل بند کرتے ہوئے کرسی سے اٹھ گیا۔

"سوری مسٹر رابرٹ!" وہ مدھم لہجے میں بولا۔ "ہم میں کوئی سودا نہیں ہو سکتا۔"

رابرٹ کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔ وہ ڈبل بیڈ کے دوسری طرف کھڑا الجھی ہوئی نگاہوں سے کروگر کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"کیا تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ تمہیں اس فائل سے کوئی دلچسپی نہیں ہے؟" اس نے کروگر کے ہاتھ میں پکڑے ہوئے فائل کی طرف اشارہ کیا۔

"ہمیں دلچسپی تو ہے۔" کروگر نے فائل پلنگ پر پھینکتے ہوئے جواب دیا۔ "بلکہ یہ کہ مناسب ہو گا کہ ہمیں ان اطلاعات کی اشد ضرورت ہے لیکن مسئلہ یہ ہے کہ میں تمہارے ساتھ کسی قسم کی سودے بازی نہیں کر سکتا۔" اس نے رابرٹ کی طرف دیکھا جو گہری نظروں سے اس کے چہرے کے تاثرات کا جائزہ لے رہا تھا۔ رابرٹ کو یہ اندازہ لگانے میں زیادہ دشواری پیش نہیں آئی تھی کہ کروگر اندر سے تذبذب کا شکار تھا۔ "دیکھو رابرٹ!" کروگر نے بات جاری رکھی۔ "ہم دونوں دوست ہیں اور اکثر اکٹھے کام بھی کر چکے ہیں لیکن اوپر سے سخت ہدایات ہیں کہ تم سے زیادہ تعاون نہ کیا جائے۔ ہماری حکومت کی پالیسی یہ ہے کہ عرب دنیا سے قریبی روابط اور گہرے تعلقات استوار کئے جائیں۔ میں ذاتی طور پر.........." اس نے یکایک جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔

"میں سمجھ رہا ہوں۔" رابرٹ نے کہا۔ اسے سمجھنے میں دیر نہیں لگی تھی کہ جرمیاح کے منصوبے کا پہلا حصہ بُری طرح ناکام ہو چکا تھا۔ بہرحال' مقصد براری کے لئے اسے نئی حکمت عملی سے کام لینا تھا۔ "لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ حالات خواہ کچھ بھی ہوں تم لوگوں سے زیادہ سے زیادہ تعاون کیا جائے۔" اس نے بستر پر جھک کر فائل اٹھا لیا اور اسے کروگر کی طرف بڑھاتے ہوئے بولا۔ "کوئی سودے بازی نہیں ہو گی۔ اپنے ایک پرانے دوست کی طرف سے اس فائل کو تحفہ سمجھ کر قبول کر لو۔"

اس مرتبہ کروگر کے حیران ہونے کی باری تھی۔ وہ چند لمحے الجھی ہوئی نگاہوں سے دیکھتا رہا۔ وہ یہودیوں کی فطرت سے اچھی طرح واقف تھا کہ وہ بلامقصد کسی کو فائدہ نہیں پہنچاتے۔ وہ ہونٹوں پر پھیکی سی مسکراہٹ لاتے ہوئے بولا۔ "شکریہ مجھے اس کی توقع نہیں تھی۔ بی این ڈی کا ڈائریکٹر اس فائل کو دیکھ کر یقیناً بہت خوش ہو گا اور تمہارا احسان مند.........."

"بھول جاؤ اسے۔" رابرٹ نے اس کی بات کاٹ دی۔ یہ سب کچھ وہ جرمیاح کی ہدایت کے مطابق کر رہا تھا۔ "ویسے بائی دا وے .... تم نے موغادیشو والا قصہ تو سنا ہو گا؟"

"موغادیشو!" کروگر نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا۔ "میں سمجھا نہیں؟"

"اوہ!" رابرٹ نے کندھے اچکائے۔ "تو یہ بات ابھی تم تک نہیں پہنچی۔ میرا خیال تھا کہ تل ابیب میں تمہارے سفارتخانے نے اس سلسلے میں تم لوگوں کو باخبر کر رکھا ہو گا۔" اس نے خاموش ہو کر سگریٹ سلگایا اور بات جاری رکھی۔ "اسرائیلی ٹیلی ویژن اسکائی جیک رسکیو آپریشنز پر ایک خصوصی فلم تیار کر رہا ہے۔ اس پروگرام کو "انتی بے سے موغادیشو تک" کا نام دیا گیا ہے جس میں ان دنوں رسکیو آپریشنز کی اندر کی کہانی بیان کی گئی ہے۔ ان کے خیال میں یہ پروگرام تاریخ کا ایک اہم موڑ ثابت ہو گا۔"

"اچھا آئیڈیا ہے۔" کروگر نے کہا۔ "موغادیشو کا انتی بے کے رسکیو آپریشن سے کوئی مقابلہ نہیں کیا جا سکتا۔ انتی بے کا آپریشن تم لوگوں کی ذہانت اور دنیا کا انوکھا ترین آپریشن تھا جبکہ موغادیشو ایک سیدھا سادا سا آپریشن تھا۔ فلسطینی ہائی جیکر لفت ہنسا کا ایک ہوائی جہاز اغوا کر کے موغادیشو لے گئے تھے جہاں ہمارے چھاپہ ماروں کے اسپیشل یونٹ نے جہاز پر ہلہ بول کر یہ کھیل ختم کر دیا تھا۔ اس میں ہمارے آدمیوں نے کم و بیش وہی طریقہ اختیار کیا تھا جو تمہارے آدمیوں نے بن گورین ایئرپورٹ پر سبینا ایئر لائن کے جہاز کو چھڑانے کے لئے اختیار کیا تھا۔"

"بالکل یہی بات ہے۔" رابرٹ بولا۔ "اسرائیلی ٹیلی ویژن یہی سب کچھ دکھانا چاہتا ہے اس وضاحت کے ساتھ کہ تم لوگوں نے موغادیشو میں جو آپریشن کیا تھا اس میں موساد کے چار ایجنٹوں نے بھی حصہ لیا تھا۔"

"کیا؟" کروگر کا چہرہ دھواں ہو گیا۔ "اسرائیلی ایجنٹ .... تمہیں کس نے بتایا؟"

"اس لئے تو میں نے پوچھا تھا کہ تمہیں یہ سب کچھ معلوم ہے یا نہیں؟" رابرٹ نے اس کے تاثرات سے لطف اندوز ہوتے ہوئے بات جاری رکھی۔ "اسرائیلی ٹی وی کی اس خصوصی فلم کے پروڈیوسر کا کہنا ہے کہ اسے یہ سب کچھ ایک اسرائیلی رپورٹر سے معلوم ہوا تھا جس نے کچھ عرصہ قبل موغادیشو آپریشن میں حصہ لینے والی ٹیم کے ایک ریٹائرڈ ممبر کا انٹرویو لیا تھا۔ پروڈیوسر اس سلسلے میں تل ابیب میں جرمن سفیر سے مل کر اس کی سرکاری رائے بھی معلوم کرنا چاہتا تھا۔ اس نے ہماری سرکاری رائے بھی معلوم کرنا چاہی تھی لیکن تم تو جانتے ہو کہ موساد کسی کے اندرونی معاملات میں مداخلت نہیں کرتا۔"

"ختم کرو یہ ڈرامے بازی۔" کروگر کے لہجے میں ناگواری تھی۔ "تم لوگ کیا ہو؟ یہ

میں اچھی طرح جانتا ہوں۔ موغادیشو مشن میں موساد کے ایجنٹوں کی شمولیت ایک سرکاری راز ہے جسے طشت از بام کرنے کا تم لوگوں کو کوئی حق حاصل نہیں ہے۔ اگر کسی طرح یہ راز کھل گیا تو عرب دنیا سے ہمارے تعلقات ختم ہو جائیں گے۔" وہ ٹہلتا ہوا کھڑکی کے قریب پہنچ گیا اور رابرٹ کی طرف دیکھے بغیر بات جاری رکھی۔ "اخبارات جو سرخیاں لگائیں گے مجھے ان کا بھی اندازہ ہے۔ اسرائیلی ایجنٹوں نے مسلم صومالیہ میں عرب ہائی جیکروں کو موت کے گھاٹ اتارنے اور گرفتار کرنے میں جرمنوں کی مدد کی تھی۔ غضب خدا کا' کیا اس راز کے انکشاف کے بعد ہم کسی کو منہ دکھانے کے قابل رہیں گے؟"

"لیکن.........." رابرٹ بولا' وہ سمجھ گیا تھا کہ اس نے ضرورت سے کچھ زیادہ ہی دباؤ ڈال دیا ہے۔ "ہمارے ٹیلی ویژن پروگرام میں ذرا سی تبدیلی ہو سکتی ہے۔ مثلاً یہ بتایا جائے گا کہ موساد کے ایجنٹوں نے اس ریڈ میں عملی طور پر حصہ نہیں لیا تھا بلکہ ہائی جیکروں سے نمٹنے کے لئے جرمنوں کو مشورے دیئے تھے۔"

"بات تو ایک ہی ہے۔" کروگر کا لہجہ بدستور تھا۔ "بہرحال تم چاہتے کیا ہو؟ یہ ہم سے کسی قسم کا کوئی انتقام ہے کیا؟"

"نہیں' یہ کوئی انتقام نہیں ہے۔" رابرٹ کے ہونٹوں کی مسکراہٹ غائب ہو گئی۔ "اسے تم بلیک میل کہہ سکتے ہو۔ ہم نے تم سے ایک ایسے ہشت گرد کا فائل مانگا تھا جو اسرائیل کے خلاف خوفناک قسم کی سرگرمیوں میں مصروف ہے لیکن تم لوگوں نے محض اس لئے انکار کر دیا کہ تمہیں عربوں سے ملنے والے تیل کی فکر تھی۔ تم نے تو مجھ سے ملنے ہی سے انکار کر دیا تھا کہ جرمن دہشت گردوں کا یہ فائل تمہیں کھینچ لایا۔" اس نے بستر پر پڑے ہوئے فائل کی طرف اشارہ کیا۔ "لیکن اگر تم مطلوبہ فائل ہمارے حوالے کر دو تو نہ صرف یہ فائل تمہیں دے دیا جائے گا بلکہ ہم موغادیشو کے بارے میں اپنا ٹیلی ویژن پروگرام منسوخ کر دیں گے۔ انکار کی صورت میں نہ صرف وہ پروگرام ٹیلی کاسٹ کر دیا جائے گا بلکہ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ تم پچاس برسوں میں بھی عربوں کو یہ یقین نہیں دلا سکو گے کہ عربوں کے خلاف ہر کارروائی میں جرمنوں کا ہاتھ نہیں ہے۔" وہ چند لمحوں تک خاموش ہوا پھر بات جاری رکھتے ہوئے بولا۔ "میں تمہارے احساسات سمجھ رہا ہوں کروگر! لیکن تم اندازہ نہیں لگا سکتے کہ الفریڈ ملر اسرائیل کے لئے کتنا بڑا خطرہ ہے۔ میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ تم صرف اپنے اعلیٰ حکام کے احکامات کی تعمیل کر رہے ہو۔"

کروگر خاموش کھڑا بار بار مٹھیاں بھینچ رہا تھا۔ بالآخر وہ گہرا سانس لیتے ہوئے بولا۔ "میں ایک فون کرنا چاہتا ہوں۔"

"کیوں نہیں' تم اسی کمرے سے فون کر لو۔ میں تھوڑی دیر کے لئے باہر نکل جاتا ہوں۔" رابرٹ یہ کہتے ہوئے کمرے سے باہر چلا گیا۔ اس کے ہونٹوں پر بڑی معنی خیز مسکراہٹ تھی۔ اس نے سگریٹ سلگا لیا اور راہداری میں سے گزرتی ہوئی ویٹریس کو گھورنے لگا۔ ٹھیک پندرہ منٹ بعد کروگر دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔

"الفریڈ ملر کا فائل تمہیں دو گھنٹوں میں مل جائے گا۔" اس نے رابرٹ کی طرف دیکھے بغیر کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔

☆------☆------☆

وہ دراصل فائل نہیں چار صفحوں پر مشتمل کمپیوٹر کا پرنٹ آؤٹ تھا۔ گزشتہ سالوں میں جب سے مغربی ممالک نے سیکریٹ سروس کے معاملات میں ایک دوسرے سے تعاون شروع کیا تھا ہر ملک کی سیکرٹ سروس نے اپنے فائل دو زبانوں میں کمپیوٹرائزڈ کر لئے تھے۔ ایک تو مقامی زبان میں اور دوسرا انگلش میں۔ کروگر نے اس فائل کے انگلش اور جرمن ورژن رابرٹ کے حوالے کر دیئے تھے۔

آدھی رات کے بعد رابرٹ کے تل ابیب پہنچتے ہی جرمیاح نے موساد کے مختلف شعبوں کے سربراہوں کی ایک ہنگامی میٹنگ طلب کر لی تھی۔ یہ اس کے اپنے خاص آدمی تھے جرمیاح نے اپنے اس حمایتی گروپ کو فورم ون کا نام دے رکھا تھا۔ اس فورم کے ہر ممبر کے سامنے الفریڈ ملر کے فائل کی ایک ایک فوٹو کاپی پڑی ہوئی تھی۔

چار صفحات پر مشتمل اس فائل میں متضاد اطلاعات تھیں جن سے نہ تو اس کی قومیت کا اندازہ ہوتا تھا اور نہ یہ کہ اس کی اصلیت کیا تھی۔ ایموس ہیففر رپورٹ پڑھنے کے بعد وہاں بیٹھے ہوئے اپنے ساتھیوں کے چہروں کا جائزہ لینے لگا۔ جرمیاح سر جھکائے سیاہ رنگ کی ایک چھوٹی سی نوٹ بک میں کچھ لکھنے میں مصروف تھا۔ جرمیاح کے پاس سیاہ رنگ کی ایسی متعدد نوٹ بکس تھیں لیکن آج تک کسی اور کو انہیں چھونے تک کا موقع تک نہیں ملا تھا۔ کہا جاتا تھا کہ یہ نوٹ بکس دراصل جرمیاح کی لائف انشورنس تھیں جو اس کے دشمنوں کو اس سے دور رکھتی تھیں۔ اس میں شبہ نہیں تھا کہ جرمیاح کی ان نوٹ بکس کی حیثیت نہ صرف اسرائیل بلکہ دنیا کے دوسرے ممالک کے لئے بھی

ڈائنامائٹ کی سی تھی۔ اسرائیل کا کوئی راز ایسا نہیں تھا جو جرمیاح کی ان ڈائریوں محفوظ نہ ہو۔

جرمیاح کے دائیں طرف کیتھی بیٹھی ہوئی تھی جو اپنے ساتھ لائی ہوئی دو فائلوں سے ریفرنس چیک کر رہی تھی۔ بیفنر کی سیٹ ڈیوڈ راتھ اور رافیل ادیزر درمیان تھی۔ وہ ان دونوں کے درمیان بیٹھا عجیب سی کیفیت محسوس کر رہا تھا۔ جرم کے استعفے اور ادیزر کے موساد کے متوقع سربراہ ہونے کی افواہ نے اسرائیلی انٹلی میں کھلبلی سی مچا دی تھی۔ حالانکہ عام خیال یہی تھا کہ راتھ کو جرمیاح کا جانشین مقر جائے گا۔

"ہاں!" جرمیاح نوٹ بک بند کرتے ہوئے کیتھی کی طرف دیکھ کر بولا۔ "کیا ہے کیتھی!"

"یہ رپورٹ نہایت غیر واضح اور مبہم ہے۔" کیتھی نے جواب دیا۔ "سلامہ کی فا کے مطابق الفریڈ ملر کی سرگرمیوں کی کچھ تاریخیں تو مطابقت رکھتی ہیں مثلاً اس رپو کے مطابق الفریڈ ملر مئی 1960ء میں پیرس میں ہونے والے اسٹوڈنٹس کے انقلاب موقع پر وہاں موجود تھا اور اس وقت سلامہ بھی وہیں تھا۔ اس نے پی ایل او کی طرف وہاں ایک پروپیگنڈہ کیمپ بھی لگایا تھا۔ الفریڈ ملر 1970ء میں برلن میں تھا جبکہ ملر ان د وہاں جرمنی کے بائیں بازو سے تعلق رکھنے والے طلباء کو جمع کر کے الفتح کے حمایتی گرو بنا رہا تھا۔ اگست 1972ء میں الفریڈ کو میونخ میں دیکھا گیا تھا اور انہی دنوں سلامہ بھی د ستمبر میں ہونے والے اولمپک کے دوران اسرائیلی کھلاڑیوں کے اغوا اور قتل کا منصوبہ بنا تھا۔ یہ بھی سننے میں آیا تھا کہ سلامہ کے اس منصوبے میں الفریڈ نے بھی اس کی بڑی کی تھی۔ اس رپورٹ اور سلامہ کی فائل سے یہ بات بہرحال ثابت ہوتی ہے کہ وہ پچ دس سال میں متعدد مقامات پر اکٹھے دیکھے گئے ہیں۔"

کیتھی کے خاموش ہوتے ہی الفریڈ کے بارے میں اس رپورٹ پر گرما گرم بح شروع ہو گئی۔

"مجھے یقین ہے۔" ڈیوڈ راتھ کہہ رہا تھا۔ "الفریڈ اسرائیلی کھلاڑیوں کے قتل م ضرور ملوث رہا ہو گا لیکن یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ منصوبہ اسی نے بنایا تھا۔ وہ اس ہنگا میں کھل کر سامنے بھی نہیں آیا۔ بصورتِ دیگر جرمنوں کے پاس اس کے بارے میں ٹھ

علومات ہوتیں۔ میں اب اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ وہ ایک سیکنڈ ریٹ دہشت گرد ہے جو دوسرے جرمن دہشت گردوں کی طرح قاتل بھی ہو سکتا ہے لیکن........."

"اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اسرائیل کے لئے بہت بڑا خطرہ بن سکتا ہے۔" جرمیاح نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

"لیکن سوال تو یہ ہے کہ وہ اسرائیل کے خلاف کیا کر سکتا ہے۔" ڈیوڈ نے بات جاری رکھی۔ "مجھے اسپائیڈر کی وہ رپورٹ یاد ہے جس کے مطابق الفریڈ ملر نے یاسر عرفات سے کہا تھا کہ وہ یہودیوں سے آخری انتقام لے گا۔ وہ سلامہ کا دوست تھا جس کی موت کا اسے گہرا صدمہ پہنچا ہے۔ اس کا خوفناک سے خوفناک انتقام یہی ہو سکتا ہے کہ وہ کسی یہودی کی مدد سے قتل کا کوئی منصوبہ بنا کر اس پر عمل بھی کر ڈالے۔"

"لیکن........." جرمیاح نے کچھ کہنا چاہا مگر ڈیوڈ نے اس کی بات کاٹ دی۔

"پہلے مجھے اپنی بات ختم کر لینے دو۔" وہ بولا۔ "اگر وہ کسی کے قتل کا منصوبہ بنا رہا ہے تو ہمیں اس کے مطابق پلاننگ کرنی چاہئے۔ دنیا میں ایسا کوئی شخص نہیں ہے جس کے قتل سے اس کے ملک کا وجود ہی ختم ہو جائے۔ لہٰذا ہمیں قیاس آرائیوں کے بجائے حقیقت سے قریب تر رہ کر صورتِ حال کا جائزہ لینا چاہئے۔"

"میں ڈیوڈ کی رائے سے اتفاق کرتا ہوں۔" ادیزر بولا۔ "ہمیں الفریڈ ملر کو اپنے ذہنوں پر مسلط نہیں کر لینا چاہئے۔ اس کی وجہ سے ہم پہلے ہی سیدہ کیمپ میں اپنے دو آدمیوں سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں۔ میرا خیال ہے موساد کے پاس الفریڈ کے معاملے سے بھی زیادہ اہم کام ہو سکتے ہیں۔"

"کیا تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ الفریڈ ملر کے خلاف تحقیقات ختم کر دی جائیں؟" جرمیاح کے حلق سے غراہٹ نکلی۔ اس کی مٹھیاں بھنچ گئی تھیں اور چہرے کے تاثرات بگڑ گئے تھے۔

"نہیں! میں نے یہ نہیں کہا۔" ادیزر نے پُرسکون لہجے میں جواب دیا۔ "ہمیں اندھیرے میں ٹاک ٹوئیاں مارنے کے بجائے یہ معلوم کرنا چاہئے کہ وہ چاہتا کیا ہے۔ اگر ممکن ہو تو کچھ احتیاطی تدابیر اختیار کر لینی چاہئیں۔ مثلاً یہ کہ ہم اسرائیل میں داخل ہونے والے ہر اجنبی شخص پر کڑی نظر رکھیں اور میرا خیال ہے کہ اب اس معاملے میں مزید بحث کی گنجائش نہیں ہے۔"

"ٹھیک ہے۔" جرمیاح نے میز پر گھونسا مارا۔ "تم لوگ جو چاہو سمجھتے رہو لیکن
الفریڈ کے وجود کو اسرائیل کے لئے سب سے بڑا خطرہ سمجھتا ہوں۔ اس سے پہلے کہ
اپنے منصوبے پر عمل کرے ہمیں ہر صورت میں اسے تلاش کرنا ہے۔ اب تم لوگ
سکتے ہو۔ کیتھی! تم رک جاؤ۔ مجھے تم سے کچھ ضروری باتیں کرنا ہیں۔"

وہ لوگ ایک ایک کر کے کمرے سے نکل گئے اور کیتھی اپنی کرسی پر بیٹھی سوچتی
کہ جرمیاح کئی برسوں سے سلامہ کی تلاش میں تھا۔ اس کی موت کے بعد بھی وہ سکو
سے نہیں بیٹھ سکا اور اس نے اپنا ایک نیا دشمن تلاش کر لیا ہے!

☆------☆------☆

کیوالئی اپنے آپ میں عجیب سی بے چینی محسوس کر رہا تھا۔ آج دن بھر بارش ہوتی رہی تھی اور اسے یوں لگا تھا جیسے بارش کا سارا پانی اس کی ہڈیوں میں اتر گیا ہو۔ کرسی پر بیٹھے بیٹھے اس نے اپنے پیر ہیٹر کی طرف پھیلا لئے۔ اس کے ساتھ ہی اس کے ہونٹوں سے کراہ سی نکل گئی۔ گنٹھیا کی تکلیف پھر شروع ہو گئی تھی اور اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کے جسم کے تمام جوڑ اپنی جگہ چھوڑ رہے ہیں۔ گردے کی تکلیف بھی پہلے سے دوچند تھی اور دل کی تکلیف میں بھی اضافہ ہوا تھا۔ اس نے اپنی بیوی کو بھی خبردار کر دیا تھا کہ وہ کسی بھی وقت لڑھک سکتا تھا۔ اس نے پیر سمیٹتے ہوئے میز کی دراز سے لنچ بکس نکال کر میز پر رکھا اور اپنی پسندیدہ شراب کے ساتھ چھوٹے چھوٹے لقمے حلق سے اتارنے لگا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ باسیتا میں اس کا شاندار مکان مکمل ہو چکا تھا اور اسے بہت عرصہ پہلے اپنے کاروبار سے ریٹائر ہو کر باسیتا چلے جانا چاہئے تھا مگر وہ جب بھی پروگرام بناتا انسپکٹر پرینی اس کے آڑے آ جاتا۔ انسپکٹر ہمیشہ کیوالئی کو یہ سبز باغ دکھاتا کہ اگر وہ اس کا فلاں کام کر دے تو انسپکٹر اس کے بیٹے کو وقت سے پہلے جیل سے رہائی دلا دے گا لیکن اس نے کبھی بھی اپنا وعدہ پورا نہیں کیا تھا۔ پچھلے جمعہ کو انسپکٹر پرینی پھر آن دھمکا تھا اور کیوالئی کو دھمکی دی تھی کہ اگر اس نے فلاں کام نہیں کیا تو اس کا بیٹا کبھی جیل سے باہر نہیں آ سکے گا۔ کیوالئی کو سمجھنے میں دیر نہیں لگی تھی کہ اس کے بیٹے کو سزا پوری ہونے سے پہلے جیل سے رہائی نہیں ملے گی اور انسپکٹر پرینی اسے اسی طرح بلیک میل کرتا رہے گا۔

اب وہ کیوالئی کے توسط سے اس شخص پر ہاتھ ڈالنا چاہتا تھا جس نے آج رات کے لئے کیوالئی کو ایکس پی ہنڈرڈ پستول کا آرڈر دے رکھا تھا۔ کیوالئی کا خیال تھا کہ وہ شخص کرائے کا قاتل رہا ہو گا اور غالباً اسے کسی اہم شخصیت کو ٹھکانے لگانے کی خدمات سونپی گئی ہوں گی جس کے لئے وہ بے دریغ پیسہ خرچ کر رہا تھا۔ کیوالئی نے اپنے بیٹے کی رہائی کے

لانچ میں انسپکٹر پرینی کو اس شخص کے بارے میں بتا دیا تھا اور اب انسپکٹر اسے گرفت میں لینے کے چکر میں تھا۔ کیوالئی کو یاد تھا کہ 1963ء میں بھی ایک اجنبی نوجوان نے اس سے ونچسٹر رائفل خریدی تھی۔ جسے دو دن بعد اورلی ایئرپورٹ کے قریب ایک ایسی جگہ سے گرفتار کیا گیا تھا جہاں وہ جھاڑیوں میں چھپا جنرل ڈیگال کے غیر ملکی دورے سے واپسی کا انتظار کر رہا تھا۔ وہ نوجوان کیوالئی سے خریدی ہوئی اس رائفل سے ڈیگال کو ٹھکانے لگانا چاہتا تھا۔ اس نوجوان کی گرفتاری سے کیوالئی کی راتوں کی نیند اڑ گئی تھی لیکن تھرڈ ڈگری کے باوجود اس نوجوان نے پولیس کو یہ نہیں بتایا تھا کہ اس نے رائفل کہاں سے حاصل کی تھی۔

یہ نوجوان جس نے کیوالئی کو ایکس پی ہنڈرڈ پستول کا آرڈر دیا تھا اس کے خیال میں اسی قبیل کا آدمی تھا۔ اسے یقین تھا کہ وہ اکیلا ہی تھا اور اس نے اپنے ہمزاد کو بھی اس پروگرام کی ہوا نہیں لگنے دی ہوگی۔ یہی سوچ کر اس نے انسپکٹر پرینی کو اس کے بارے میں اطلاع دے دی تھی۔ اسے یقین تھا کہ اگر وہ نوجوان پکڑا گیا تو کوئی اس کے بارے میں پوچھنے نہیں آئے گا اور اگر کوئی پوچھتا ہوا آ بھی گیا تو وہ صاف کہہ دے گا کہ وہ تو کسی ایسے شخص کو جانتا تک نہیں۔ اس نے ایک عقلمندی یہ کی تھی کہ انسپکٹر پرینی کو اس نوجوان کا نام نہیں بتایا تھا لیکن انسپکٹر پرینی نے فوراً ہی اس شخص کو گرفت میں لینے کا منصوبہ بنا لیا تھا۔

کیوالئی یہ سب کچھ سوچتے ہوئے کھانا کھاتا رہا۔ انسپکٹر پرینی نے بھی اسے یہ ہدایت کی تھی کہ جب اس نوجوان کے آنے کا وقت ہو تو وہ کھانا کھانے لگے تاکہ اسے کسی قسم کا شبہ نہ ہو سکے۔ اسے آج دوپہر کے وقت اس نوجوان کی ٹیلی فون کال بھی آئی تھی اور اس نے دریافت کیا تھا کہ اس کی چیز کا بندوبست ہوا یا نہیں۔ کیوالئی کا جواب اثبات میں پا کر اس نوجوان نے کہا تھا کہ وہ شام سات بجے آئے گا۔ مزید کچھ کہے بغیر اس نے سلسلہ منقطع کر دیا تھا اس کے ایک منٹ بعد ہی کیوالئی نے فون پر انسپکٹر پرینی کو سب کچھ بتا دیا تھا اور انسپکٹر پرینی نے اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا تھا کہ وہ نوجوان جیسے ہی اس کے دفتر میں داخل ہو گا وہ لوگ اسے گرفت میں لے لیں گے۔

شام کا اندھیرا پھیلتے ہی انسپکٹر پرینی نصف درجن آدمیوں کو لے کر پہنچ گیا تھا۔ ان میں سے دو تو کباڑ کے ڈھیر میں چھپ گئے تھے اور چار نے اس کے دفتر کے ارد گرد اور

ورکشاپ والے شیڈ میں پوزیشن سنبھال لی تھی۔ کیوالئی کو ہدایت کر دی گئی تھی کہ وہ اپنے دفتر سے باہر نہیں نکلے۔

کیوالئی نے دیوار گیر گھڑی کی طرف دیکھا۔ چھ بج کر پچپن منٹ ہو رہے تھے۔ دفعتاً اسے اس نوجوان کی دھمکی یاد آ گئی۔ اس نے کہا تھا کہ کسی کو یہاں آمد کے اور سودے کے بارے میں علم نہیں ہونا چاہئے۔ اس کے لہجے میں خنجر کی سی کاٹ کو محسوس کرتے ہوئے کیوالئی کانپ اٹھا اور ہاتھ میں پکڑا ہوا ڈبل روٹی کا ٹکڑا میز پر رکھ کر وہ پتلون سے ہاتھ صاف کرنے لگا۔ اس کے منہ میں موجود لقمہ کانٹوں کی طرح حلق میں اٹک گیا تھا۔ اس نے شراب کے گھونٹ سے لقمہ بہ مشکل حلق سے اتارا اور بوتل میز پر رکھی ہی تھی کہ فون کی گھنٹی کی آواز سن کر اچھل پڑا۔ وہ چند لمحے فون کو گھورتا رہا پھر ہاتھ بڑھا کر ریسیور اٹھا لیا۔

"ہیلو!" اس کی آواز میں ہلکی سی کپکپاہٹ تھی۔

"گورڈن بول رہا ہوں۔" ریسیور پر وہی مخصوص آواز سنائی دی۔ "میں آج نہیں آ سکتا۔ کل اسی وقت آؤں گا۔"

"سنو موسیو.........." کیوالئی نے جواب میں کچھ کہنا چاہا لیکن لائن بے جان ہو گئی۔ کیوالئی کے منہ سے ایک گندی سی گالی نکل گئی۔ اس نے ریسیور پٹخ دیا اور اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ "پرینی!" وہ دروازہ کھول کر چیخا۔ "انسپکٹر پرینی!"

ایک سایہ تاریکی سے نکل کر اس کے قریب پہنچ گیا۔ "کیوں چیخ رہے ہو؟" وہ انسپکٹر پرینی تھا۔ "تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا۔ اس طرح چیخ چیخ کر سارا کام بگاڑ دو گے۔"

"پہلے میری بات تو سن لو۔" کیوالئی کے لہجے میں بھی ناگواری تھی۔ "اس بدمعاش نے ابھی ابھی فون کیا ہے۔ وہ آج نہیں آئے گا۔"

"کیا واقعی؟" انسپکٹر پرینی نے مشتبہ نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔ "تم مجھے بے وقوف بنانے کی کوشش تو نہیں کر رہے؟ اگر ایسی بات ہے تو.........."

"تم نے گھنٹی کی آواز خود سنی ہو گی۔" کیوالئی نے اس کی بات کاٹ دی۔ "مجھے تمہارے سامنے جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت ہے؟ تم واحد شخص ہو جو میرے بیٹے کو رہائی دلوا سکتے ہو۔"

انسپکٹر پریتی چند لمحے اسے گھورتا رہا۔ "ٹھیک ہے۔" وہ کہتے ہوئے ہاتھ میں پکڑ ہوئے واکی ٹاکی کی طرف متوجہ ہوگیا۔ اس کے خاموش ہوتے ہی چند سائے تاریکی نکل کر سامنے آگئے اور خاموشی سے باہر جانے والے راستے کی طرف بڑھ گئے۔ "ہم شام کا اندھیرا پھیلتے ہی آ جائیں گے۔ ہمارے جانے کے بعد تم کم از کم دس منٹ اپنے دفتر ہی میں رکو گے۔ میں نہیں چاہتا کہ تمہیں بھی ہمارے ساتھ دیکھ لیا جائے۔"

بوڑھا کیوالئی چند لمحے وہیں کھڑا انسپکٹر پریتی اور اس کے آدمیوں کو جاتے ہوئے رہا پھر دروازہ بند کر کے اپنی کرسی پر آن بیٹھا۔

کیوالئی کے دفتر کے سامنے سڑک کے دوسری طرف واقع ایک عمارت کی منزل کی کھڑکی میں کھڑا الفریڈ ملر یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ اس کی آنکھوں سے جرمنی ک ہوئی دوربین لگی ہوئی تھی جس سے تاریکی میں بھی دیکھا جا سکتا تھا۔ انسپکٹر پریتی اور کے ساتھی دو پرائیوٹ کاروں میں بیٹھ کر جیسے ہی وہاں سے رخصت ہوئے الفریڈ سے ہٹ کر تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے اس خالی اپارٹمنٹ سے نکل کر لفٹ میں داخل گیا۔ جب وہ عمارت سے باہر نکلا تو موڑ پر پولیس کی گاڑیوں کی ٹیل لائٹ اب بھی رہی تھی۔ وہ سڑک عبور کر کے کیوالئی کے دفتر کی طرف چلتا رہا۔ شیڈ میں بندھا ہو اسے دیکھ کر بھونکنے لگا لیکن الفریڈ اس کی پرواہ کئے بغیر آگے بڑھتا رہا۔ اس نے جیسے دفتر کے سامنے چھوٹے سے چبوترے پر قدم رکھا' دروازہ کھلا اور کیوالئی باہر جھانکتے ہو بولا۔ "تم پھر آ گئے! اب کیا چاہتے ہو؟" کتے کے بھونکنے کی آواز سن کر وہ سمجھا تھا کہ پریتی واپس آ گیا تھا۔

اس سے پہلے کہ کیوالئی اسے پہچان سکتا' ملر نے اسے گلے سے دبوچ لیا اور ہوا اندر داخل ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے دفتر کا دروازہ بند کر دیا تھا۔ کیوالئی مزاحمت کی کوشش کی لیکن الفریڈ کا گھونسا اس کی گردن پر پڑا اور وہ کراہتا ہوا فرش پر ہو گیا۔ الفریڈ نے اسے کوٹ کے کالر سے پکڑ کر اٹھایا اور کرسی پر دھکیل دیا۔

"یہ .... یہ کیا........." کیوالئی نے احتجاج کرنا چاہا لیکن آواز اس کے حلق اٹک گئی۔ الفریڈ نے اس کے پیٹ اور منہ پر تین چار گھونسے جڑ دیئے تھے۔ کیوالئی ہوتے ہوئے بکرے کی طرح بلبلا رہا تھا۔ اس کی ناک سے بہنے والا خون ہونٹوں کو لال ہوا ٹھوڑی تک پہنچ گیا تھا۔ الفریڈ نے ابھی تک منہ سے ایک لفظ بھی نہیں نکالا تھا

آنکھیں تاریک شیشے والے چشمے کے پیچھے چھپی ہوئی تھیں اور چہرہ بالکل پُرسکون تھا۔ اس نے کوٹ کی جیب سے نائلون کی ڈوری نکالی اور کیوالئی کے ہاتھ پیچھے کر کے اسے کرسی سے باندھ دیا اور میز پر بکھرا ہوا کھانا ایک طرف ہٹا کر دسترخوان کا گولا سا بنایا اور اسے کیوالئی کے منہ میں ٹھونس دیا۔ وہ چند لمحے کیوالئی کی طرف دیکھتا رہا پھر سیدھا ہوتے ہوئے سرد لہجے میں بولا۔

"پستول کہاں ہے؟"

کیوالئی کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔ وہ کچھ دیر تک سانس لینے کے لئے مچلتا رہا پھر اس نے سر سے ایک طرف اشارہ کر دیا جہاں میلے کپڑوں کے نیچے بالکل نئے بریف کیس کا ایک کونا نظر آ رہا تھا۔ یہ مشورہ بھی اسے انسپکٹر پریتی نے دیا تھا کہ مطلوبہ پستول دفتر ہی میں رکھا جائے تاکہ اسے دکھانے کے بہانے اجنبی کو مصروف رکھا جائے۔

الفریڈ نے کپڑوں کے ڈھیر کے نیچے سے بریف کیس نکال لیا۔ پلاسٹک کے ایک رنگ میں اس کی چابیاں بھی ہینڈل کے ساتھ لٹکی ہوئی تھیں۔ اس نے بریف کیس میز پر رکھ کر اس کا تالا کھول لیا۔ بریف کیس کا ڈھکنا اٹھاتے ہی اس کی آنکھیں چمک اٹھیں۔ بریف کیس میں بچھے ہوئے گلابی رنگ کے فوم پر ری منگٹن ایکس پی ہنڈرڈ پستول رکھا ہوا تھا۔ اس کے ساتھ ہی ایک خانے میں گن سائٹ اور دوسرے خانے میں ایک ڈبیہ رکھی ہوئی تھی جس پر اعشاریہ 221 فائر بال 25 کارتوس لکھا ہوا تھا۔

الفریڈ کچھ دیر تک پستول پر ہاتھ پھیرتا رہا۔ اس کا ہاتھ دستے پر جم گیا اور دوسرے ہی لمحے ایک ہلکے سے جھٹکے سے اس نے پستول باہر نکال لیا۔ اس نے بولٹ کو آگے پیچھے ہلا کر دیکھا پھر پستول کو میز پر رکھ کر گولیوں والی ڈبیہ اٹھالی۔ ایک گولی نکال کر پستول کے چیمبر میں ڈالی اور بولٹ بند کر دیا اور پھر بیرل پر دوربین فٹ کر کے پستول کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر بوڑھے کیوالئی کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ کیوالئی دہشت زدہ تو پہلے ہی تھا۔ خوف کی شدت سے اس کی آنکھیں باہر کو ابل پڑیں۔ اس کا چہرہ پسینے سے تربتر ہو رہا تھا۔ الفریڈ چند لمحے کیوالئی کی پیشانی کا نشانہ لئے کھڑا رہا پھر اس نے پستول کو نیچے جھکا کر بولٹ پیچھے ہٹایا اور چیمبر سے نکلنے والی گولی کو میز پر رکھ کر اس نے بولٹ بند کیا اور ٹرائیگر دبا دیا۔ ہلکی سی کلک کی آواز کے ساتھ ہی اس نے مطمئن انداز میں گردن ہلا دی۔

پستول کو بریف کیس میں بند کر کے اس نے بریف کیس دروازے کے قریب رکھ

دیا اور بوڑھے کیوالئی ہلک گیا۔ اس نے کیوالئی کے کوٹ کے فلیپ ایک طرف ہٹا۔ اور سوئٹر کی زپ کھولنے لگا پھر قمیض کے بٹن بھی کھول دیئے۔ کیوالئی کے سینے کا آ حصہ برہنہ ہو گیا۔ کیوالئی دہشت زدہ نگاہوں سے یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا مگر الفریڈ نے ش اس کے چہرے پر توجہ دینے کی ضرورت محسوس نہیں کی تھی اور پھر اس نے سیدھا ہو اپنے کوٹ کی آستین کو تین جھٹکے دیئے۔ آستین سے نکل کر جو چیز الفریڈ کے ہاتھ آئی تھی اسے دیکھ کر کیوالئی تھرا اٹھا۔ اس نے چیخنا چاہا مگر آواز اس کے حلق ہی میں گم کر رہ گئی۔ الفریڈ کے ہاتھ میں نظر آنے والی وہ سوئی اس نے ٹیلی ویژن کی ایک فلم دیکھی تھی جسے چینی عام طور پر ایکو پنکچر میں استعمال کرتے ہیں۔ الفریڈ کے ایک ہاتھ سوئی تھی اور دوسرے ہاتھ سے وہ دل کی طرف کیوالئی کا سینہ ٹٹول رہا تھا۔ اس کی انگلا دو پسلیوں کے درمیان اس جگہ رک گئیں جہاں سینے میں اس کا دل بڑی شدت دھڑک رہا تھا۔ بالآخر الفریڈ نے عینک اتار کر کرسی کے قریب ہی فرش پر رکھ دی اور نگاہوں سے کیوالئی کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔

"تمہیں پولیس کو میرے بارے میں اطلاع نہیں دینا چاہئے تھی۔"

اس کا لہجہ نظروں کی طرح سرد تھا۔ کیوالئی کپکپا رہا تھا۔ الفریڈ کے ہاتھ میں آ ہوئی سوئی کیوالئی کی پانچویں اور چھٹی پسلی کے درمیان کھال کو چھونے لگی۔ الفر انگلیاں حرکت کرتی رہیں اور سوئی آہستہ آہستہ گوشت کو چیرتی ہوئی کیوالئی کے دل پہنچ گئی۔ الفریڈ سوئی کو آگے پیچھے کھینچتا رہا۔ کیوالئی اگر کرسی سے بندھا ہوا نہ ہوتا تو وہ پورے کمرے میں لوٹتا پھرتا۔ منہ میں کپڑا ٹھنسا ہونے کے باوجود اس کے حلق خرخراہٹ کی سی آواز خارج ہو رہی تھی۔ بالآخر وہ بے حس و حرکت ہو گیا۔ الفریڈ ا اب بھی آگے پیچھے حرکت دے رہا تھا اور جب اسے یقین ہو گیا کہ کیوالئی ختم ہو چکا۔ اس نے سوئی باہر کھینچ لی۔ کیوالئی کے سینے پر خون کا صرف ایک ہلکا سا قطرہ نمودار ہوا الفریڈ کو یقین تھا کہ پوسٹ مارٹم کے باوجود کیوالئی کے سینے پر سوئی کا باریک سا نشان دیکھا جا سکتا تھا۔ اگر پوسٹ مارٹم کیا بھی گیا تو ڈاکٹر اسے ہارٹ فیل کا کیس ہی قرار دے گے۔

اس نے کیوالئی کے سینے پر نمودار ہونے والا خون کا قطرہ صاف کیا اور قمیض بٹن بند کر کے سوئٹر اور کوٹ بھی ٹھیک کر دیا۔ کیوالئی کے منہ میں ٹھنسا ہوا کپڑا نکا

اسے میز پر کھانے کے قریب ہی پھینک دیا اور رسی کھول کر اسے اپنی جیب میں ٹھونس لیا۔ سوئی کو کیوالئی کے لباس سے صاف کر کے اسے کور میں بند کر کے پہلے کی طرح اپنے کوٹ کی آستین میں چھپا لیا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ باہر نکلنے سے پہلے وہ دروازے کے قریب پڑا ہوا بریف کیس اٹھانا نہیں بھولا تھا۔

☆------☆------☆

رات ٹھیک آٹھ بجے طر لیفٹ بینک پر واقع ہوٹل لاکوپل کے مرکزی دروازے میں داخل ہوا۔ اندرونی دروازے کے قریب ایک نیا شادی شدہ جوڑا کھڑا تھا۔ انہوں نے غالباً اپنی شادی کی خوشی میں دوستوں کو دعوت دے رکھی تھی اور وہ دروازے کے قریب کھڑے مہمانوں کو خوش آمدید کہہ رہے تھے۔ اس دعوت کا اہتمام مرکزی ہال میں تھا جہاں بہت سے مہمان جمع ہو چکے تھے۔ طر ان لوگوں کو نظرانداز کرتا ہوا بائیں طرف والے شیشے کے دروازے میں داخل ہو گیا جس پر "ریسٹورنٹ" کی پلیٹ آویزاں تھی۔ یہاں بڑے بڑے ٹی وی اسٹارز اور فلم اسٹارز کی آمدورفت تھی۔ ان کی وجہ سے عام لوگ بھی یہاں آنا اپنے لئے باعث فخر سمجھتے تھے۔ طر نے آج رات خاص طور پر اسی ریسٹورنٹ کا انتخاب کیا تھا۔

طر نے بار کاؤنٹر کے سامنے رک کر سفید جیکٹ میں ملبوس بار ٹینڈر لڑکی کو اپنے پسندیدہ مشروب کا آرڈر دیا۔ بل کی ادائیگی کے بعد وہ گلاس اٹھائے ٹہلتا ہوا اس طرف کل دیا جہاں تقریباً چھ فٹ اونچی ایک پارٹیشن تھی۔ یہ پارٹیشن بار ہال اور ڈائننگ ہال کے درمیان حدِ فاصل کا کام دے رہی تھی۔ ایک جگہ رک کر اس نے پارٹیشن کے دوسری طرف جھانکا۔ ڈائننگ ہال کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ وہ پارٹیشن کے ساتھ ساتھ آگے چلنے لگا۔ ایک جگہ دیوار پر ڈاونچی کی شاہکار تخلیق "مونالیزا" آویزاں تھی۔ اس تصویر کے نیچے بنچ پر ایک شخص ایک نوجوان لڑکی کو دبوچے بیٹھا تھا۔ لڑکی غالباً سرکتے سرکتے دیوار کے آخری سرے تک پہنچ گئی تھی۔ وہ بھاری بھرکم آدمی اسے اس طرح دبائے ہوئے تھا کہ لڑکی کے لئے ہلنے تک کی گنجائش نہیں رہی تھی۔

طر ایک مرتبہ پھر رک کر گہری نظروں سے ہال کا جائزہ لینے لگا۔ ایک طرف فٹ بال ٹیم کے لڑکے کئی میزوں پر قبضہ جمائے ہوئے تھے۔ ان کے ہاتھوں میں بیئر کی بوتلیں تھیں۔ ایک دوسرے پر بیئر اچھالتے ہوئے وہ غل غپاڑہ مچائے ہوئے تھے۔ وہ لوگ غالباً

آج کا میچ جیت کر آئے تھے اور طر کے خیال میں انھیں اس طرح خوشیاں منانے کا
پورا حق حاصل تھا۔ تین چار نوجوان لڑکے اور لڑکیاں ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے
لگاتے ہوئے تہہ خانے میں واقع رقص گاہ کے زینے کی طرف بڑھ رہے تھے۔ طر کے
سامنے والی میز پر تین ماڈل گرلز شیمپئن کی چسکیاں لے رہی تھیں۔ ان میں سے ایک
گرل تو خاصی پاپولر تھی۔ طر کے خیال میں فرانس کا ہر دوسرا نوجوان اس پر عاشق
اس سے آگے والی میز پر کسی افریقی ملک کے تین سفارتی نمائندے بیٹھے ہوئے تھے
جانتا تھا کہ اس افریقی ملک کے باشندے قحط کا شکار تھے لیکن اس کے حکمران اور
نمائندے عیش و عشرت کی زندگی بسر کر رہے تھے۔

سرچ لائٹ کی طرح گھومتی ہوئی طر کی نظریں ایک میز پر رک گئیں جہاں پ
اکیلا بیٹھا فرنچ بریڈ کے ٹکڑے مچھلی کے شوربے میں بھگو بھگو کر کھا رہا تھا۔ طر نے
ہاتھ میں پکڑے ہوئے گلاس سے دو تین چسکیاں لیں اور میزوں کے گرد گھومتا ہوا پ
کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس نے دوسرے ہاتھ میں پکڑا ہوا بریف کیس میز
نیچے سرکا دیا تھا۔

"ہیلو پیٹرک!" وہ پیٹرک کی طرف دیکھتے ہوئے مدھم لہجے میں بولا۔ "تم مجھ
چاہتے تھے؟"

پیٹرک نے طر کے لہجے میں ہلکی سی تلخی محسوس کر لی تھی لیکن وہ طر کے اس
عادی ہو چکا تھا۔

"ہیلو!" اس نے بھی طر کی طرح فرانسیسی میں جواب دیا۔ کسی غیر ملکی زبان
گفتگو لوگوں کو ان کی طرف متوجہ کر سکتی تھی اس لئے پبلک مقامات پر وہ آپس
فرانسیسی ہی میں گفتگو کرتے تھے۔ "کھانا کھاؤ۔"

طر نے نفی میں سر ہلا دیا۔ "مجھے بھوک نہیں ہے۔ میرے پاس زیادہ وقت بھی
ہے۔ تم اپنا کام جاری رکھو۔ میں صرف یہ مشروب ہی پیوں گا۔" اس نے ایک چسکی
اور گلاس میز پر رکھ کر ایک سگریٹ سلگا لیا۔ شاہ بلوط کے پتے سے بنے ہوئے اس سگ
کی بو خاصی ناگوار تھی۔

پیٹرک کھانا کھاتا رہا اور طر قدرے آگے جھک کر اس کے چہرے کا جائزہ لینے
پیٹرک کے چہرے پر تشنج کی سی کیفیت تھی۔ طر کو یہ سمجھنے میں دیر نہ لگی کہ وہ اندرونی

اعصابی تناؤ کا شکار تھا۔

"برلن مجھے برسٹ بھیجنا چاہتا ہے تاکہ ایک مشن کی تیاری کو آخری شکل دی جا
سکے۔" بالآخر پیٹرک نے کہا۔ طر خاموشی سے اس کے چہرے کے تاثرات کا جائزہ لیتا رہا۔
"بات یہ ہے کہ" پیٹرک بات جاری رکھتے ہوئے کہنے لگا۔ "اس سلسلے میں مجھے دو تین
ہفتوں تک پیرس سے باہر رہنا پڑے گا۔" وہ ایک بار پھر خاموش ہو گیا لیکن طر کے چہرے
پر اس مرتبہ بھی کسی قسم کے تاثرات نمودار نہیں ہوئے۔ "پچھلے مہینے تم نے بتایا تھا کہ
تمہارے ذہن میں کوئی اہم منصوبہ ہے۔ میرے خیال میں اب اگر اس منصوبے پر عمل
کرنے کا وقت آ گیا ہے تو میں تم سے دور نہیں رہنا چاہتا۔"

اس دوران ویٹر شراب کی ایک بوتل لے کر آ گیا جس کے لئے غالباً پیٹرک نے پہلے
سے آرڈر دے رکھا تھا۔ اس نے کارک کھول کر پیٹرک کے گلاس میں شراب انڈیلی اور
پیٹرک کا اشارہ پا کر وہاں سے رخصت ہو گیا۔

"برسٹ جانے کا فیصلہ کرنے سے پہلے میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ تمہیں اپنے
منصوبے کے لئے میری ضرورت ہے یا نہیں۔" اس نے طر کی طرف دیکھے بغیر کہا۔
"برسٹ والا مشن زیادہ اہم نہیں ہے' اسے کچھ عرصے کے لئے ملتوی بھی کیا جا سکتا ہے۔"

طر بڑی گہری نظروں سے اس کے چہرے کا جائزہ لے رہا تھا وہ اب تک ایک لفظ بھی
نہیں بولا تھا لیکن بالآخر اس نے زبان کھولی۔

"میرے خیال میں تم اگر چاہو تو برسٹ جا سکتے ہو۔"

"لیکن وہ اہم منصوبہ جس کا تم نے ذکر کیا تھا؟" پیٹرک نے عجیب سی نگاہوں سے
اس کی طرف دیکھا۔

"فی الحال میرے پاس کوئی ایسا منصوبہ نہیں ہے جو کسی اہمیت کا حامل ہو۔" طر کے
لہجے میں ہلکی سی سرد مہری تھی۔ اس نے اپنے گلاس میں موجود شراب کا آخری گھونٹ بھرا
اور میز پر رکھے ہوئے جگ سے گلاس میں پانی انڈیل لیا اور بات جاری رکھتے ہوئے بولا۔
"ہمیں ہدایات ملی ہیں کہ کم از کم دو مہینوں تک انڈر گراؤنڈ رہیں۔ فرانسیسی پولیس نے
بودیر والے معاملے کی تحقیقات ابھی ختم نہیں کی ہیں۔ میری اطلاع کے مطابق ہمارے
بعض آدمیوں کے بارے میں کچھ اہم باتیں معلوم ہو رہی ہیں۔ اس لئے میں فی الحال کوئی
رسک نہیں لے سکتا۔"

پیٹرک کی بھنویں تن گئیں۔ فرانس کے انٹی ٹیررسٹ پولیس اسکواڈ کے ن فرانکو بودیر کا قتل' اس کے خیال میں کامیاب ترین منصوبہ تھا۔ بودیر کے قتل کے منصوبے میں ان دونوں کے علاوہ فرانس کے بائیں بازو کی انتہا پسند تنظیم ایکشن ڈائرَ کے دو لڑکے اور ایک لڑکی بھی شامل تھی۔ فرانکو بودیر کے قتل کا یہ منصوبہ دراصل ایکا ڈائرکٹ کے دو ممبروں کو چھڑانے کے لئے بنایا گیا تھا جو بریگیٹ داس میں ایک کارر کے دوران گرفتار ہو گئے تھے۔ اس منصوبے میں اس لڑکی نے نہایت اہم کردار ادا کیا ایکشن ڈائرکٹ نامی تنظیم کی یہ ممبر لڑکی اپنے ساتھیوں میں جنسی بلی کے نام سے مشہ تھی اور اس نے جنس کے معاملے میں تنظیم کے کسی ممبر کو کبھی مایوس نہیں کیا تھا۔ ایک روز ڈلامبر کے علاقے میں واقع روز بڈ نامی شراب خانے میں بیٹھے ہوئے فرانکو بود اپنے حسن کے جال میں پھانسنے میں کامیاب ہو گئی تھی۔ بودیر شادی شدہ آدمی تھا اس جیسے عیاش لوگ اس قسم کا کوئی موقع کبھی بھی ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔ وہ لڑ راسپل بولیوارڈ پر واقع لائین اسٹوڈیوز میں لے گیا جو ان دنوں ویران پڑا ہوا تھا۔ ویران اسٹوڈیوز اس جیسے عیاش لوگوں کی جنت بنا ہوا تھا۔ لوگ اپنے شکار پھانس کر را رات کے کسی بھی حصے میں وہاں جا سکتے تھے۔ انہیں کوئی پوچھنے والا نہیں تھا۔ اسٹوڈیو چوکیدار چند فرانکس کے عوض کچھ پوچھے بغیر انہیں کسی نہ کسی خالی کمرے کی چابی د دیتا۔ بودیر کے ساتھ ایک کمرے میں آنے کے بعد کیتھرین نامی اس لڑکی نے کمرے کی جلا کر ایک کھڑکی کا پردہ دو مرتبہ ہٹایا اور لگایا تھا۔ یہ دراصل اس کے ساتھیوں کے سگنل تھا جو اسٹوڈیوز کے باہر تاریکی میں چھپے انتظار کر رہے تھے۔

ان کے اندر جانے کے تقریباً پندرہ منٹ بعد طر تاریکی سے برآمد ہوا اور اطمی سے قدم اٹھاتا ہوا گیٹ کے قریب اس کمرے میں داخل ہو گیا جس میں چوکیدار اونگھتا رہتا تھا۔ اس نے جیب سے سائیلنسر لگا ہوا پستول نکال کر بڑے اطمینان سے چوکیدار کی کھوپڑی میں اتار دی۔ اس دوران پیٹرک اور اس کے دونوں ساتھی عمارت دوسری منزل پر واقع اس کمرے میں گھس گئے جہاں بودیر کیتھرین کے ساتھ دادِ عیش د کی تیاری کر رہا تھا۔ انہوں نے بودیر کو کچھ سوچنے کا موقع ہی نہیں دیا اور چودہ گولیاں کے سینے میں اتار دیں۔ کیتھرین نے بستر پر پڑی ہوئی چادر کھینچ کر اپنے برہنہ جسم پر لپ لی تھی اور کمرے کے ایک کونے میں کھڑی دہشت زدہ سی نگاہوں سے یہ سب کچھ د

رہی تھی۔ بودیر کی لاش بیڈ کے قریب فرش پر پڑی تھی اور اس کے جسم پر لاتعداد زخموں سے خون بہہ رہا تھا۔

ان لوگوں کو اس عمارت میں آتے یا جاتے ہوئے کسی نے بھی نہیں دیکھا تھا۔ ظاہر ہے ایسی صورت میں کسی کی شناخت بھی نہیں ہو سکتی تھی۔ کیتھرین نے جب بودیر کو روز بڈ نامی شراب خانے میں گھیرا تھا تو اس وقت وہ میک اپ میں تھی۔ اس نے سر پر وگ بھی پہن رکھی تھی جس سے اس کا چہرہ تبدیل ہو گیا تھا۔ علاوہ ازیں بودیر کے قتل کے بعد وہ اس قدر دہشت زدہ سی ہو گئی تھی کہ اپنے کمرے میں بند ہو کر رہ گئی تھی۔ وہ کئی روز تک گھر سے باہر نہیں نکلی تھی لہٰذا اس کے پہچان لئے جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔

"ہمارے آدمی پولیس کی نظروں میں آ چکے ہیں؟" پیٹرک نے کہتے ہوئے غیر یقینی سی نگاہوں سے طر کی طرف دیکھا۔ "پولیس کو ہمارے بارے میں کس نے اطلاع دی ہو گی جبکہ ہمارا کوئی آدمی اس وقت کسی کی نظروں میں نہیں آیا تھا؟ ہم پانچوں کے علاوہ کسی اور کو ہمارے مشن کا علم بھی نہیں تھا۔"

"کیا کہہ سکتا ہوں۔" طر نے کندھے اچکائے۔ "لیکن ہمیں اوپر سے ملنے والی ہدایات بالکل واضح ہیں اور ہمیں سختی سے ان پر عمل کرنا ہے۔ کم از کم دو مہینوں تک ہم کسی قسم کی سرگرمیوں میں حصہ نہیں لے سکتے۔" وہ چند لمحوں کو خاموش ہوا۔ اس کی نظریں اس بوڑھی عورت پر جم گئی تھیں جو گلاب کے تازہ پھولوں کا گلدستہ اٹھائے ایک جگہ کھڑی متجسس نگاہوں سے اِدھر اُدھر دیکھ رہی تھی۔ وہ ایک بار پھر پیٹرک کی طرف متوجہ ہو گیا۔ "تم اگر چاہو تو بریسٹ والے مشن کی تیاری کر سکتے ہو لیکن تم عملی طور پر اس میں حصہ نہیں لو گے اور نہ ہی سامنے آؤ گے۔"

"ٹھیک ہے۔" پیٹرک نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ویسے اسے یقین ہو چکا تھا کہ طر نے جو کچھ بھی کہا تھا وہ سب جھوٹ تھا۔ اس کے ذہن میں مائیکل کے بارے میں سوال کرنے کا خیال بھی آیا تھا لیکن پھر اس نے اپنا ارادہ بدل دیا۔ "ٹھیک ہے۔" وہ سر ہلاتے ہوئے دوبارہ بولا۔ "میں بریسٹ چلا جاؤں گا لیکن اس دوران اگر تمہیں میری ضرورت پڑے تو فوراً اطلاع کر دینا۔ یہ تو تمہیں معلوم ہی ہو گا کہ بریسٹ میں مجھ سے رابطہ کس طرح قائم کیا جا سکتا ہے۔"

"کیوں نہیں۔" طر نے کہا۔ "تم اچھی طرح جانتے ہو کہ میں تمہارے بغیر کوئی نہیں کر سکتا۔" اس نے ایک بار پھر گہری نظروں سے پیٹرک کی طرف دیکھا اور بریف کیس اٹھا کر کھڑا ہو گیا۔ "میں جا رہا ہوں' امید ہے کہ تم ان ہدایات پر پوری طرح عمل کرو گے۔"

طر مطمئن انداز میں چلتا ہوا ہوٹل سے باہر آ گیا۔ سینما گھروں کا پہلا شو ختم ہوا اور سڑکوں پر ہجوم سا ہو رہا تھا۔ طر نے ایک جگہ رک کر ایک اور سگریٹ سلگایا اور تلے قدم اٹھاتے ہوئے راسپل بولیوارڈ انٹرسیکشن کی طرف چلنے لگا۔ وہ اس انسانی ہیولے کو نہیں دیکھ سکا تھا جو ایک عمارت کے تاریک پورچ سے نکل کر محتاط انداز میں اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگا تھا۔ وہ پیٹرک کا ایک نہایت وفادار ساتھی لیام ہگنس تھا۔ اسے پیٹرک نے آج دوپہر میں سب کچھ سمجھا دیا تھا۔ اس کے لئے پیٹرک کی یہ ہدایت تھی کہ صورتِ حال خواہ کچھ بھی ہو طر کو اس کی نگاہوں سے اوجھل نہیں ہونا چاہئے اور ہگنس اس ہدایت کے مطابق طر کا تعاقب شروع کر چکا تھا۔

☆------☆------☆

پیٹرک جیسے ہی اپنے اپارٹمنٹ کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا ٹیلی فون کی گھنٹی کی آواز سن کر تیزی سے بیڈ روم کی طرف بڑھا۔ تاریکی میں آگے بڑھتے ہوئے اس نے کلائی پر بندھی ہوئی ریڈیم ڈائل والی گھڑی دیکھی۔ اس وقت دس بج کر پانچ منٹ ہوئے تھے جس کا مطلب تھا کہ یہ ہگنس کی کال نہیں ہو سکتی تھی۔ انہوں نے پہلے ہی سے یہ طے کر لیا تھا کہ تعاقب شروع کرنے کے بعد ہگنس ہر ایک گھنٹے بعد اسے فون کرے گا۔ جس وقت طر ہوٹل سے نکلا تھا اس وقت نو بج کر پچیس منٹ ہوئے تھے۔ جس کا مطلب تھا کہ دس بج کر پچیس منٹ سے پہلے ہگنس کی کال کی توقع نہیں کی جا سکتی تھی۔ بہرحال' بیڈ روم میں داخل ہو کر پیٹرک نے بیڈ سائیڈ ٹیبل پر رکھے ہوئے فون کا ریسیور اٹھا لیا۔

"ہیلو!" وہ ماؤتھ پیس میں مدھم لہجے میں بولا۔ اس کے ساتھ ہی اسے چونک جانا پڑا۔ جواب میں ریسیور پر جو آواز ابھری تھی اسے شناخت کرنے میں اس نے کوئی غلطی نہیں کی تھی۔ وہ ہگنس ہی کی کال تھی۔ لہجے میں گھبراہٹ سے طاری تھی۔

"میں بول رہا ہوں۔" ہگنس نے اپنا نام بتائے بغیر کہا۔

"خیریت' کیا معاملہ ہے؟ تم اس وقت کہاں ہو؟" پیٹرک نے جلدی سے پوچھا۔

"چارلس ڈیگال ایئرپورٹ پر۔" ہگنس نے اپنے پھولے ہوئے سانس پر قابو پانے کی کوشش کرتے ہوئے جواب دیا۔ "ہمارا دوست ابھی ابھی روم جانے والی پرواز پر سوار ہوا ہے۔"

"روم!" پیٹرک نے اس طرح دہرایا جیسے اس لفظ کا مفہوم نہ سمجھ سکا ہو۔ "کیا بکواس کر رہے ہو' تمہارا دماغ تو نہیں چل گیا؟"

"میں نے جو کچھ کہا ہے وہ بالکل درست ہے۔" ہگنس نے اس کے لہجے کا برا مانے بغیر جواب دیا۔ "تم سے رخصت ہونے کے بعد وہ دیر تک مختلف سڑکوں پر گھومتا رہا۔ شاید اندازہ لگانے کی کوشش کر رہا تھا کہ اس کا تعاقب تو نہیں کیا جا رہا۔ پھر پلیس ڈی ٹرنیز کی ایک گلی میں کھڑی ہوئی رینالٹ کار میں بیٹھ کر یہاں پہنچ گیا۔ اس نے ایئر لائن کے کاؤنٹر سے ٹکٹ خریدا اور پسنجرز لاؤنج میں چلا گیا۔ اس کا جہاز دس بج کر دس بیس منٹ پر ٹیک آف کرنے والا ہے۔"

"مائی گاڈ!" پیٹرک کے منہ سے بے اختیار نکلا۔ اس کے ذہن میں طرح طرح کے خیالات آ رہے تھے۔ "اس نے ٹکٹ کس نام سے خریدا ہے؟"

"پتا نہیں۔" ہگنس نے جواب دیا۔ "میں نے اس کے زیادہ قریب ہونے کی کوشش نہیں کی تھی۔ ٹکٹ لینے کے بعد پسنجرز لاؤنج میں داخل ہونے سے پہلے اس نے سیاہ رنگ کا ایک بریف کیس لگیج لاکر میں رکھا تھا۔"

پیٹرک نے فوری طور پر جواب نہیں دیا۔ پھر اسے یاد آ گیا کہ طر جب لاکوپیل ہوٹل میں اس سے ملنے آیا تھا تو سیاہ رنگ کا ایک بریف کیس اس کے پاس موجود تھا۔

"مجھے علم نہیں تھا کہ اس وقت بھی روم کے لئے کوئی پرواز جاتی ہے۔" اس نے کہا۔ "یہ پرواز کس ایئر لائن کی ہے' ایئر فرانس؟"

"نہیں افریقی ایئر لائن فلائٹ نمبر اکتالیس۔ یہ پیرس' ابڈ جان کی ہفتہ وار پرواز ہے۔ یہ پرواز کچھ دیر کے لئے روم میں بھی رکتی ہے۔"

"روم میں اس پرواز کی آمد کا وقت کیا ہے؟" پیٹرک نے پوچھا۔

"گیارہ بج کر پندرہ منٹ' یہ ڈی سی 10 جہاز ہے۔"

"لعنت ہو۔" پیٹرک بڑبڑایا لیکن اس کے دماغ نے فوراً ہی ایک منصوبے کے تانے بانے بننا شروع کر دیئے تھے۔ "میں دنیا کے آخری سرے تک تمہارا تعاقب کروں گا

مردود!" وہ زیر لب بڑبڑایا اور جھنگس سے مزید کچھ کہے بغیر ریسیور پٹخ دیا۔ ریسیور رکھنے کے بعد وہ تیزی سے دروازے کی طرف مڑا۔ بدحواسی میں تاریکی میں وہ نشست گاہ میں رکھی ہوئی ایک کرسی سے ٹکرا گیا۔ اپارٹمنٹ سے نکل کر باہر گلی میں آتے ہوئے اس نے دوڑنا شروع کر دیا حالانکہ یہ ان کی تنظیم کے سیکورٹی رولز کے خلاف تھا۔ اس طرح بدحواسی میں بھاگتا ہوا آدمی فوراً ہی لوگوں کی نظروں میں آ سکتا تھا اور بعد میں کسی موقع پر اسے آسانی سے شناخت کیا جا سکتا تھا لیکن اس وقت پیٹرک نے تمام احتیاطی تدابیر کو بالائے طاق رکھ دیا تھا۔ اس کے علاوہ اس کے پاس کوئی چارہ بھی نہیں تھا کیونکہ اسے ایک ارجنٹ فون کال کرنا تھی۔ اہم نوعیت کی فون کالز کے لئے اس نے کبھی بھی اپنا فون استعمال نہیں کیا تھا۔ ایسے موقع پر وہ ہمیشہ پبلک فون بوتھ کا رخ کرتا تھا۔ یہ بھی ممکن تھا کہ روم والا نمبر پولیس کی نگرانی میں ہو جس سے اس کا فون نمبر بھی ٹریس کیا جا سکتا تھا۔

وہ اپنی رفتار کم کئے بغیر ریویسڈ پر مڑ گیا۔ یہ سڑک ریوموننگ سے جاملی تھی۔ یہ یونیورسٹی کے اسٹوڈنٹس کی تاجداری تھی۔ جنوب کی طرف تقریباً سو گز کے فاصلے پر فیکلٹی آف سائنس اور اس سے ملحق ہوسٹل تھا۔ یہ وہ علاقہ تھا جہاں پولیس بھی جانے کی ہمت نہیں کرتی تھی۔

رائل مونگ ریسٹورنٹ اس وقت بھی کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ اس ہوٹل کے تمام گاہک اسٹوڈنٹس ہی تھے۔ بار کاؤنٹر پر نوجوانوں کا ہجوم تو تھا ہی' تمام میزیں بھی بھری ہوئی تھیں۔ پن بال گیمز کی مشینوں پر بھی رش لگا ہوا تھا۔

ہال میں داخل ہوتے ہی وہ روشن پلیٹ پیٹرک کی نظروں میں آ گئی جس پر ٹیلی فون اور ٹائلٹ لکھا ہوا تھا۔ اس کے ساتھ ہی نیچے کی طرف تیر کا اشارہ بھی تھا۔ پیٹرک تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا تہہ خانے کی گول سیڑھیاں اترنے لگا۔ مردوں والے ٹائلٹ کے قریب چار ٹیلی فون بوتھ تھے لیکن ان میں صرف ایک بوتھ ایسا تھا جہاں سے طویل فاصلے کی کال کی جا سکتی تھی لیکن اس بوتھ میں ایک لمبے قد کی لڑکی پہلے ہی سے موجود تھی۔ اس کی پشت دروازے کی طرف تھی اس نے ایک ہاتھ سے فون کا ریسیور کان سے لگا رکھا تھا اور باتیں کرتے ہوئے دوسرے ہاتھ کی انگلیوں سے وہ اپنے بالوں سے کھیل رہی تھی۔ لڑکی کے اس انداز سے سوچا جا سکتا تھا کہ اسے کسی قسم کی عجلت نہیں تھی۔ پیٹرک چند لمحے بے چینی سے بوتھ کے سامنے ٹہلتا رہا پھر پارٹیشن کی دوسری طرف آ گیا تاکہ لڑکی کی توجہ اپنی

طرف مبذول کر سکے۔ لڑکی اس کی طرف دیکھ کر مسکرائی بھی تھی لیکن اس کے بعد وہ پھر ہنس ہنس کر فون پر باتیں کرنے لگی تھی۔

پیٹرک کو دفعتاً یاد آ گیا کہ اس کے پاس فون کرنے کے لئے سکے بھی نہیں ہیں۔ یہ خیال آتے ہی وہ تقریباً دوڑتے ہوئے زینہ طے کر کے اوپر آ گیا اور ہال میں موجود لوگوں کو دھکے دیتا ہوا کاؤنٹر کی طرف بڑھنے لگا۔

"معاف کرنا میڈم!" وہ کاؤنٹر کے پیچھے کھڑی ہوئی ادھیڑ عمر بارٹینڈر خاتون کو مخاطب کرتے ہوئے بولا۔ "مجھے ٹیلی فون کرنا ہے اور میرے پاس ریزگاری نہیں ہے۔ پلیز! مجھے ایک کپ کافی دے دو۔" کافی کا آرڈر اس نے اس لئے دیا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ وہ بڑھیا کوئی چیز خریدے بغیر اسے ریزگاری نہیں دے گی۔ اس نے بیس فرانک کا ایک نوٹ جیب سے نکال کر بڑھیا کی طرف بڑھا دیا تھا۔

بڑھیا نے مشین میں سے کافی نکال کر مگ اس کے سامنے سرکا دیا اور نوٹ اٹھا کر کیش رجسٹر کی طرف چلی گئی۔ پیٹرک مگ اٹھا کر گرم گرم کافی کے گھونٹ بھرنے لگا۔ اس دوران بڑھیا نے ایک چھوٹی سی ٹرے میں ایک ایک فرانک کے سکے لا کر اس کے سامنے رکھ دیئے۔ پیٹرک نے سکے اٹھا کر جیب میں ڈالے اور کافی کا مگ چھوڑ کر ایک بار پھر تہہ خانے کی طرف دوڑا۔

جب وہ تہہ خانے میں پہنچا تو وہ لڑکی ٹیلی فون بوتھ سے نکل رہی تھی اور ایک بھاری بھرکم لڑکا بوتھ میں داخل ہونے کی تیاری کر رہا تھا۔

"اس لڑکی کے بعد میری باری تھی۔" پیٹرک نے کہتے ہوئے لڑکے کو ایک طرف دھکیل دیا۔ اس بھاری بھرکم لڑکے نے پہلے تو کچھ تیور دکھانے کی کوشش کی لیکن پھر پیٹرک کا ریچھ جیسا جثہ دیکھ کر اس نے اپنا ارادہ بدل دیا اور خاموشی سے ایک طرف کھڑا ہو گیا۔

پیٹرک نے بوتھ میں داخل ہو کر ریسیور اٹھایا اور مطلوبہ سکے سلاٹ میں ڈال کر پہلے انٹرنیشنل آٹومیٹک لائن کا نمبر ڈائل کیا پھر اٹلی اور روم کا کوڈ نمبر ڈائل کیا پھر آخر میں اپنا مطلوبہ نمبر ملانے لگا۔ یہ اس کی خوش قسمتی تھی کہ پہلی ہی گھنٹی پر دوسری طرف سے کال ریسیو کر لی گئی۔

"یس!" ایک لڑکی کی آواز پیٹرک کی سماعت سے ٹکرائی۔

"لوگی پلیز!" پیٹرک نے فرانسیسی زبان میں کہا۔

لائن پر ایک لمحہ کو خاموشی رہی پھر ریسیور پر لوگی کی جانی پہچانی آواز سنائی دی اور آواز سنتے ہی وہ بولا۔ "یہ طویل فاصلے کی کال ہے۔ کیا تم میری آواز پہچانتے ہو؟"

"اوہ کیوں نہیں!" دوسری طرف سے لوگی نے کہا۔ وہ دونوں نام لئے بغیر ایک دوسرے کی خیریت دریافت کرنے لگے۔ اس دوران باقاعدہ شناخت کے لئے کوڈ ورڈز کا تبادلہ بھی کر لیا گیا تھا۔

"معاملہ بہت اہم ہے لوگی!" پیٹرک نے کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی دیکھتے ہوئے کہا۔ اس وقت دس بج کر پینتیس منٹ ہو چکے تھے۔ "ایک آدمی تقریباً چالیس منٹ بعد روم پہنچ رہا ہے۔ تمہیں یہ معلوم کرنا ہے کہ وہ کہاں کہاں جاتا ہے۔"

"وہ کس طرح یہاں پہنچے گا؟" لوگی نے دریافت کیا۔

"ہوائی جہاز سے۔ غالباً یہ جہاز فیومیسینو ایئرپورٹ پر لینڈ کرے گا۔"

"اوہو!" لوگی کے ہونٹوں سے سیٹی کی سی آواز نکلی۔ "تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا۔ فیومیسینو یہاں سے چھبیس کلو میٹر کے فاصلے پر ہے۔"

"مجھے معلوم ہے .... مجھے معلوم ہے۔" پیٹرک نے قمیض کی آستین سے پیشانی پر چمکنے والا پسینہ پونچھتے ہوئے کہا۔ "اسے تم ایمرجنسی کا نام دے سکتے ہو لوگی! اگر وہ آدمی ہماری نظروں سے اوجھل ہو گیا تو دوبارہ اسے کبھی نہ پا سکیں گے۔"

"میں دیکھتا ہوں اس وقت کس کو وہاں بھیجا جا سکتا ہے۔ ایک منٹ مجھے.........."

"نہیں۔" پیٹرک نے اسے ٹوک دیا۔ اس کے ذہن میں اچانک ہی یہ خیال آیا کہ لوگی نے اگر کسی اور کو وہاں بھیجا تو ممکن ہے وہ طرکو پہچانتا ہو اور بعد میں اسے بتا دے کہ پیٹرک اس کی نگرانی کروا رہا تھا۔ "نہیں لوگی!" وہ بولا۔ "تم کسی اور کو نہیں بھیجو گے بلکہ خود جاؤ گے۔ پلیز تمہارا جانا بہت ضروری ہے۔" وہ لوگی کے جانے پر اس لئے اصرار کر رہا تھا کیونکہ اسے یقین تھا کہ طرنے آج تک لوگی کو نہیں دیکھا تھا۔

دوسری طرف خاموشی چھا گئی جو پیٹرک کے اعصاب پر طاری ہونے لگی۔

"لوگی! کیا تم میری آواز سن رہے ہو؟ ہیلو لوگی!"

"ہاں! میں تمہاری آواز سن رہا ہوں۔" لوگی کی آواز سنائی دی۔ "میں اس صورت حال کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ ٹھیک ہے میں خود جاؤں گا۔"

اس کے ساتھ ہی ریسیور پر تین مرتبہ بپ بپ کی آواز سنائی دی جس کا مطلب تھا کہ وقت ختم ہو رہا تھا۔ پیٹرک نے چند اور سکے سلاٹ میں ڈال دیئے۔ فوراً ہی لائن کلیئر ہو گئی۔

"وہ کون سی فلائٹ سے آ رہا ہے؟" لوگی نے پوچھا۔

"افریقی ایئر لائن کی فلائٹ نمبر اکتالیس۔" اس کے ساتھ ہی پیٹرک اسے طر کا تفصیلی حلیہ بتانے لگا۔ "تم اسے دیکھتے ہی شناخت کر لو گے۔"

"ٹھیک ہے۔" لوگی نے جواب دیا۔ "میں فوراً روانہ ہو رہا ہوں۔ کیا رپورٹ کے لئے میں تمہیں کال کروں؟"

"نہیں!" پیٹرک نے فوراً ہی ایک فیصلہ کرتے ہوئے جواب دیا۔ "میں کل صبح کی پہلی فلائٹ سے روم پہنچ رہا ہوں۔"

"ٹھیک ہے۔ بائی!"

"بائی!" پیٹرک نے فون بند کر دیا۔ اس کا جسم پسینے میں شرابور ہو رہا تھا۔ اس نے گھڑی دیکھی۔ دس بج کر اکتالیس منٹ ہو رہے تھے

☆------☆------☆

تقریباً اسی وقت وہاں سے دو ہزار میل دور مائیکل گورڈن یروشلم جانے کے لئے بن گورین ایئرپورٹ پر اسرائیلی ایئر لائن کے سیون او سیون جہاز سے اتر رہا تھا۔

☆------☆------☆

ایئر فورس کا بوئنگ سیون ٹو سیون روم کے فیومیسینو ایئرپورٹ کی فضا میں داخل ہوا تو آسمان گہرے بادلوں سے ڈھکا ہوا تھا۔ رن وے نگاہوں سے اوجھل تھا۔ بادلوں میں خلا تلاش کرنے کے لئے جہاز کو تقریباً آدھے گھنٹے تک فضا میں چکر لگانے پڑے تھے۔ پیٹرک نے سگریٹ کا خالی پیکٹ مٹھی میں کرش کر کے اگلی سیٹ کی پشت پر بنے ہوئے بیگ میں ٹھونس دیا۔ پیرس کے ڈیگال ایئرپورٹ پر طیارے میں سوار ہونے کے بعد سے اب تک وہ مسلسل سگریٹ نوشی کرتا رہا تھا جس کا نتیجہ یہ نکلا تھا کہ اس وقت اس کا حلق بالکل خشک ہو رہا تھا۔ اس نے دونوں ہاتھ اوپر اٹھا کر ایک طویل انگڑائی لی اور طیارے کے رکنے سے پہلے ہی سیٹ بیلٹ کھول دیا اور پھر طیارہ رکتے ہی وہ سیٹ سے اٹھ کر دروازے کی طرف چل دیا تھا۔ دروازے پر پہنچ کر وہ ایک لمحہ کو رکا' بے خوابی کی وجہ سے اس کی آنکھوں

میں بُری طرح جلن ہو رہی تھی۔ اس کے اعصاب میں اس قدر تناؤ تھا کہ وہ رات کو ایک لمحہ کے لئے بھی بستر پر نہیں لیٹ سکا تھا۔ طیارے پر سوار ہونے سے پہلے اس نے ایئرپورٹ سے میرین کو فون کر دیا تھا۔

"میں روم جا رہا ہوں۔" اس نے ریسیور پر میرین کی آواز سنتے ہی خشک لہجے میں کہا تھا۔ "ملر گزشتہ رات خفیہ طور پر روم جا چکا ہے۔ اس کے بارے میں شاید تمہارا خیال درست تھا۔ اس کا طرزِ عمل بہت ہی پُراسرار ہوتا جا رہا ہے۔"

"کیا مائیکل بھی اس معاملے میں ملوث ہے؟" میرین نے جلدی سے پوچھا۔ "وہ بھی اپنے فلیٹ سے غائب ہے اور کوئی بھی نہیں جانتا کہ وہ اس وقت کہاں ہوگا۔"

"پتا نہیں۔" پیٹرک نے جواب دیا۔ "گزشتہ رات ملر اکیلا ہی جہاز پر سوار ہوا تھا لیکن مجھے شبہ ہے کہ مائیکل بھی کسی نہ کسی معاملے میں ملوث ہے۔ مجھے جیسے ہی کچھ معلوم ہوا پہلی فرصت میں تمہیں فون پر آگاہ کر دوں گا۔"

لیکن وہ یقین سے کچھ نہیں کہہ سکتا تھا کہ ملر روم کیوں آیا تھا۔ یہ بھی ممکن تھا کہ مائیکل گورڈن کا ملر کے اس ٹرپ سے کوئی تعلق ہی نہ رہا ہو۔ اسے یہ بھی خدشہ تھا کہ اگر ملر کو یہ پتا چل گیا کہ پیٹرک اس کا تعاقب کرتا رہا ہے تو ان کی برسوں پرانی دوستی ختم ہو جائے گی۔

جہاز کی میڑھی پر کھڑے ہوئے پیٹرک کے منہ سے بے اختیار سانس نکل گیا۔ اس کے چہرے پر عجیب سا تاثر تھا جسے کوئی نام نہیں دیا جا سکتا تھا۔ طیارے کی خوبصورت ایئر ہوسٹس اس کی طرف دیکھ کر مسکرائی لیکن اس ریچھ کے چہرے کے تاثرات میں کوئی تبدیلی نہیں آئی تھی۔

پیٹرک اگرچہ اندرونی طور پر بُری طرح منتشر ہو رہا تھا لیکن ٹیرنس فلیمنگ نام کا جعلی برطانوی پاسپورٹ ہاتھ میں پکڑے امیگریشن کاؤنٹر کے سامنے پہنچا تو وہ پوری طرح پُرسکون نظر آ رہا تھا۔ امیگریشن سے نمٹنے کے بعد ہال سے باہر نکلتے ہی وہ ایک ٹیلی فون بوتھ میں گھس گیا۔ اس نے ریسیور اٹھا کر لوگی کا نمبر ملایا۔ اس مرتبہ بھی پہلی ہی گھنٹی پر کال ریسیو کر لی گئی۔ آواز اسی لڑکی کی تھی جس نے گزشتہ رات پیرس سے اس کی کال ریسیو کی تھی۔ کوڈ کے تبادلے کے بعد لڑکی نے بتایا کہ لوگی اس وقت موجود نہیں ہے البتہ اس کے لئے ایک پیغام چھوڑ دیا گیا تھا پیغام یہ تھا کہ لوگی اسے فرانز پلازہ پر واقع ٹرمونٹانا بار میں

ملے گا۔ اگر لوگی وہاں موجود نہ ہو تو پیٹرک وہیں رک کر اس کا انتظار کرے' لوگی فون پر اس سے رابطہ قائم کر لے گا۔ لڑکی نے پیٹرک کو اشارتاً یہ بھی بتا دیا تھا کہ لوگی اپنے شکار کے تعاقب میں ہے اور تقریباً ہر آدھے گھنٹے بعد اسے فون پر اطلاع دے رہا ہے تاکہ اس دوران اگر پیٹرک رابطہ قائم کرے تو اسے صورتِ حال سے آگاہ کر دیا جائے۔

"ویسے آپ کس نام سے سفر کر رہے ہیں سینور؟" لڑکی نے پوچھا۔

"ٹیرنس فلیمنگ۔" پیٹرک نے کہتے ہوئے ریسیور رکھ دیا اور بوتھ سے باہر آ گیا۔ اس وقت سامنے ایک ٹیکسی خالی ہو رہی تھی۔ مسافروں کے اترتے ہی پیٹرک ٹیکسی میں گھس گیا اور ڈرائیور کو مطلوبہ ایڈریس بتا دیا۔ کارڈ رائے کی میلی کچیلی سی یونیفارم میں ڈرائیور نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ مسافر کی صورت دیکھ کر اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ کرائے کے علاوہ ٹپ بھی مل جائے گی۔ اس نے سیدھا ہو کر ٹیکسی اسٹارٹ کر دی۔

ٹیکسی تقریباً پینتیس منٹ تک روم کی مختلف سڑکوں پر دوڑتی رہی اور بالآخر ایک سائڈ واک ریسٹورنٹ کے سامنے رک گئی۔ فٹ پاتھ پر میزیں اور کرسیاں پڑی ہوئی تھیں۔ ایک دن پہلے تک دھوپ اور بارش سے بچنے کے لئے ان پر سائبان بھی تنے ہوئے تھے لیکن گزشتہ رات کی تند و تیز ہوائیں تمام سائبان اڑا لے گئی تھیں۔ اب صرف پول نظر آ رہے تھے۔ پیٹرک میزوں کے درمیان گھومتا ہوا بار میں داخل ہو گیا۔ لوگی وہاں موجود نہیں تھا۔ پیٹرک نے ایک مشروب کا آرڈر دیا اور پیسے پیشگی ادا کر کے گلاس لے کر دروازے کے قریب ہی ایک میز پر بیٹھ گیا۔

پیٹرک کو زیادہ دیر تک انتظار نہیں کرنا پڑا۔ تقریباً دس منٹ بعد کاؤنٹر پر رکھے ہوئے فون کی گھنٹی بجی۔ بار ٹینڈر نے ریسیور اٹھایا۔ چند سیکنڈ بعد اس نے ریسیور کاؤنٹر پر رکھ دیا اور ہال کی طرف دیکھتے ہوئے تھیٹریکل انداز میں بولا۔

"سینور فلیمنگ .... فون کال ہے' سینور فلیمنگ کے لئے۔"

پیٹرک اپنی جگہ سے اٹھ گیا۔ مطمئن انداز میں چلتے ہوئے وہ کاؤنٹر کے سامنے پہنچ گیا اور ریسیور اٹھا لیا۔

"یس! ٹیری فلیمنگ!" وہ ماؤتھ پیس میں بولا۔

"لوگی بول رہا ہوں۔" ریسیور کی سرگوشیانہ آواز سنائی دی۔ "ویٹی کن میوزیم کے سامنے ٹریٹوریا بورگس!"

پیٹرک نے ریسیور رکھ دیا اور کاؤنٹر مین کا شکریہ ادا کئے بغیر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ چند سیکنڈ بعد وہ ایک ٹیکسی میں بیٹھ رہا تھا۔ اس فیٹ ٹیکسی میں کرائے والا میٹر نہیں تھا جبکہ ڈرائیور نے ڈھائی ہزار لیرے کا مطالبہ کیا تھا۔ پیٹرک اس وقت بارگیننگ کے مو میں نہیں تھا۔ اس نے سیٹ کی پشت سے ٹیک لگاتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ڈرائیو نے بھی مطمئن ہوتے ہوئے ٹیکسی ایک جھٹکے سے آگے بڑھا دی۔ اس کا رخ ٹائبر کی طرف تھا۔ ایمانولی برج کے قریب سے گزرتے ہوئے اس نے ٹیکسی ایک جگہ روک لی۔ پیٹرک ٹیکسی سے اتر کر ٹریٹوریا بورگس میں داخل ہو گیا۔ لوگی ایک میز پر بیٹھا نہایت سستی قسم کی سرخ رنگ کی شراب کی چسکیاں لے رہا تھا۔ اس کی سیٹ کا رخ دروازے کی طرف تھا جہاں سے سڑک کے اس پار ویٹی کن میوزیم کا داخلی گیٹ صاف نظر آ رہا تھا۔

لوگی طویل قامت کا آدمی تھا۔ اس کا جسم کسرتی اور چہرے کے نقوش تیکھے تھے چہرے اور جسم کو دیکھتے ہوئے عمر کا اندازہ لگانا دشوار تھا لیکن کندھوں پر جھولتے ہوئے بالوں سے سفیدی جھلک رہی تھی۔ اس نے کھلے گلے کی قمیض اور پرانی براؤن جیکٹ پہن رکھی تھی۔ وہ پیٹرک کے ایک احسان کے بوجھ تلے دبا ہوا تھا۔ یہ ان دنوں کی بات تھی جب اٹلی کی پولیس لوگی کو اٹلی کے سابق وزیر اعظم آلاؤ مورد کے قتل کے الزام میں گرفتار کرنے کے لئے پورے ملک میں سرگرداں تھی اور پیٹرک نے اسے بڑی صفائی سے اٹلی سے باہر اسمگل کر دیا تھا۔ وہ ایک طویل عرصہ تک ملک سے باہر رہنے کے بعد تقریباً چار مہینے پہلے واپس آیا تھا۔ اس نے اگرچہ ریڈ بریگیڈ نامی تنظیم میں شمولیت اختیار کر لی تھی لیکن فی الحال عملی طور پر تنظیمی سرگرمیوں میں حصہ نہیں لے رہا تھا۔ کیونکہ اس کے خیال میں کچھ عرصے تک انڈر گراؤنڈ رہنا ہی اس کے لئے بہتر تھا۔

اس نے پیٹرک کو دیکھتے ہی بڑی گرمجوشی سے مصافحہ کے لئے ہاتھ اس کی طرف بڑھا دیا تھا لیکن اس کی نظریں بدستور ویٹی کن میوزیم کے داخلی گیٹ کے سامنے جمع ہونے والے سیاحوں پر مرکوز تھیں۔ اس نے سرسری سی نگاہوں سے پیٹرک کی طرف دیکھا اور پوچھے بغیر بوتل اٹھا کر دوسرے گلاس میں شراب انڈیل دی۔

"مجھے یقین ہے کہ تم نے مجھے جو کام کہا تھا وہ خاصی اہمیت کا ہو گا۔" لوگی کہتے ہوئے ایک بار پھر ویٹی کن میوزیم کے گیٹ کی طرف دیکھنے لگا۔ وہ خود بھی پیٹرک کی طرح تھکن سے چور نظر آ رہا تھا۔ اس کی آنکھیں غالباً بے خوابی کی وجہ سے سرخ ہو رہی تھیں۔ شیو بڑھا ہوا تھا اور کپڑے بھی مسلے ہوئے تھے۔

"اس معاملے کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔" پیٹرک نے جواب دیا۔ "لیکن اس کی تفصیل میں تمہیں پھر کبھی بتاؤں گا۔ بہرحال' تم نے گزشتہ رات میری ہدایت پر عمل کر کے مجھ پر ایک بہت بڑا احسان کیا ہے۔"

"تم کچھ عرصہ پہلے مجھ پر جو احسان کر چکے ہو میں اس کا بدلہ نہیں اتار سکتا۔" لوگی نے جواب دیا۔ "بہرصورت تمہارا دوست گزشتہ رات شیڈول کے مطابق یہاں پہنچ گیا تھا۔ شکل سے تو وہ خاصا خطرناک نظر آتا ہے۔ وہ ہے کون؟" لوگی نے خاموش ہو کر سوالیہ نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا لیکن پیٹرک کی طرف سے کوئی جواب نہ پا کر اس نے بات جاری رکھی۔ "ایئرپورٹ ٹرمینل سے نکلنے کے بعد وہ دیر تک روم کی سڑکوں پر گھومتا رہا۔ اس دوران اس نے چار ٹیکسیاں تبدیل کی تھیں۔ آخری ٹیکسی اس نے ڈی مونسی ریٹو پر چھوڑی تھی جہاں سے وہ پیدل چلتا ہوا فارنز اسکوائر کے قریب ایک بنگلے میں داخل ہو گیا۔ وہ خاصا بڑا بنگلہ ہے جس کے چاروں طرف وسیع و عریض پائیں باغ بھی موجود ہے۔ وہ مکان لیبیا کی ایمبیسی کے سیکنڈ سیکرٹری سعید بو پاشا کی رہائش گاہ ہے۔ بو پاشا روم میں الفتح کی سرگرمیوں کا انچارج ہے لیکن ان دنوں وہ شہر میں موجود نہیں ہے۔"

پیٹرک سر ہلا کر رہ گیا اس کی آنکھوں میں الجھن سی تیر گئی تھی۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ الفتح بھی ملر کے کسی منصوبے میں ملوث ہو گی۔

"میں رات بھر اس بنگلے کے سامنے فٹ پاتھ پر لیٹا تمہارے اس دوست کے باہر آنے کا انتظار کرتا رہا۔ صبح کی روشنی پھیلتے ہی میں ٹراموٹانا میں آ کر بیٹھ گیا جہاں سے بنگلے کا گیٹ صاف نظر آ رہا تھا۔ تقریباً ساڑھے دس بجے وہ بنگلے سے باہر نکلا اور گزشتہ رات کی طرح شہر کی سڑکوں پر آوارہ گردی شروع ہو گئی۔"

"کیسی آوارہ گردی؟" پیٹرک نے الجھی ہوئی نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔

"بار بار ٹیکسیاں بدلنا۔ مختلف عمارتوں کے ایک دروازے سے اندر داخل ہو کر دوسرے دروازے سے باہر نکل جانا۔ یقین کرو تمہارا وہ دوست بہت ہی چالاک ہے اور وہ روم کی سڑکوں اور گلیوں سے اس طرح واقف ہے جس طرح کوئی اپنے ہاتھ کی لکیروں سے واقف ہو سکتا ہے۔ کم از کم دو مرتبہ وہ میری نگاہوں سے اوجھل ہو گیا تھا لیکن میں نے اسے تلاش کر ہی لیا۔"

"اس کی چالاکی کو مدنظر رکھتے ہوئے ہی میں نے اصرار کیا تھا کہ تم خود اس کی نگ
کرو۔ تمہاری جگہ کوئی اور ہوتا تو وہ اسے کھو چکا ہوتا۔" پیٹرک نے کہا۔

"ہم تقریباً ساڑھے گیارہ بجے یہاں پہنچے تھے۔ وہ میوزیم میں داخل ہو گیا تھا'
نے وہاں بھی اس کا تعاقب جاری رکھا۔ میں اگرچہ اس سے زیادہ دور نہیں تھا لیکن میو
میں رش ہونے کی وجہ سے وہ میری نگاہوں سے اوجھل ہونے میں کامیاب ہو ہی گیا۔"

"کیا مطلب؟" پیٹرک کی بھنویں تن گئیں۔ "کیا تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ وہ ہوا
تحلیل ہو گیا تھا؟"

"یہی سمجھ لو۔" لوگی نے پرسکون لہجے میں جواب دیا۔ اس کی نظریں اب بھی میو
کے گیٹ پر جمی ہوئی تھیں۔ "ایک سیکنڈ پہلے وہ میرے سامنے تھا لیکن دوسرے ہی
اس طرح غائب ہو گیا جیسے واقعی ہوا میں تحلیل ہو گیا ہو۔"

"کیا تمہارے خیال میں اس نے تمہیں دیکھ لیا تھا؟" پیٹرک نے شراب کی
لیتے ہوئے پوچھا۔ شراب خاصی تلخ تھی جو اس کے سینے میں آگ لگاتی چلی گئی۔

"نہیں!" لوگی نے نفی میں سر ہلایا۔ "اس میں شبہ نہیں کہ وہ بہت محتاط آدمی
لیکن میں دعوے سے کہتا ہوں کہ میرے بارے میں اسے پتا نہیں چلا ہو گا۔ میرا اند
ہے کہ وہ کسی سے ملاقات کرنا چاہتا تھا اور اس سلسلے میں تمام احتیاطی تدابیر کو بروئے کا
رہا تھا۔"

"پھر تم نے کیا کیا؟" پیٹرک نے سوالیہ نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔

"میرے لئے ایک ہی راستہ تھا۔" لوگی نے آنکھیں ملتے ہوئے جواب دیا۔ "
پہلے تو اسے میوزیم کے مختلف حصوں میں تلاش کرتا رہا لیکن جب اس کا کوئی سراغ نہ
ملا تو مزید وقت ضائع کئے بغیر باہر آ گیا۔ مجھے یقین ہے کہ وہ مجھ سے پہلے میوزیم سے
نہیں آ سکا ہو گا۔ وہ اندر ہی کسی جگہ موجود ہے۔ اب میں یہاں بیٹھا ہوا اس کا انتظار
رہا ہوں۔ تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ مجھے یقین ہے کہ وہ جلد یا
میوزیم ہی سے برآمد ہو گا۔" لوگی نے کہتے ہوئے ایک لمبی جمائی لی۔

پیٹرک کا خون کھولنے لگا۔ اس کے چہرے پر برہمی کے تاثرات بھی ابھر آئے
اس نے بڑی مشکل سے اپنی کیفیت پر قابو پا لیا۔

"تم کہتے ہو کہ مجھے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں لیکن اگر وہ کسی سے ملا

کے لئے آیا تھا تو ہمیں یہ کبھی معلوم نہیں ہو سکے گا کہ وہ کس سے ملا تھا۔"

"تم ٹھیک کہتے ہو۔" لوگی نے ایک گھٹیا سا سگریٹ سلگاتے ہوئے جواب دیا۔ "اگر
وہ یہاں کسی سے ملا بھی ہے تو مجھے یقین ہے کہ وہ کم از کم ایک مرتبہ پھر اس شخص سے
رابطہ قائم کرنے کی کوشش کرے گا۔ یا وہ شخص اسے کسی تیسرے آدمی کے پاس لے
جائے گا۔ ایسی صورت میں وہ ہماری نگاہوں سے پوشیدہ نہیں رہ سکے گا۔" اس نے ایک
لمحہ کو خاموش ہو کر پیٹرک کی طرف دیکھا۔ اس کے بعد چہرے پر خوفناک قسم کے تاثرات
دکھا کر بات جاری رکھتے ہوئے کہنے لگا۔ "دیکھو! بات یہ ہے کہ تمہارا وہ دوست بہت ہی
محتاط قسم کا انسان واقع ہوا ہے۔ میں یہ بات بھی دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ اپنے مطلوبہ
آدمی سے پہلی ملاقات میں اصل موضوع پر نہیں آیا ہو گا۔ اس ٹیکنیک سے تم بھی واقف
ہو۔ اس نے پہلے ٹیلی فون پر ایک مقررہ مقام پر ملاقات کا وقت طے کیا ہو گا۔ اس کے بعد
وہ یہ دیکھنا چاہے گا کہ اس کا ٹیلی فون ٹیپ تو نہیں کیا گیا یا اس کے مطلوبہ آدمی کا تعاقب تو
نہیں کیا جا رہا ہے۔ لہٰذا اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ ان کی پہلی ملاقات سیکورٹی
چیک کرنے کے لئے ہو گی۔ اس کے بعد دوسری ملاقات طے کی جائے گی اور دراصل ان
کی یہ دوسری ملاقات ہی اہمیت کی حامل ہو گی۔"

پیٹرک خاموشی سے اس کی باتیں سنتا رہا۔ وہ ایک ہاتھ سے اپنی بے ترتیب داڑھی
سہلا رہا تھا۔ کئی لمحوں کی خاموشی کے بعد وہ بولا۔

"تو تم یہی سوچ کر وقت ضائع کئے بغیر میوزیم سے باہر آ گئے تھے؟"

"بالکل یہی بات ہے۔" لوگی نے اثبات میں سر ہلایا۔ "مجھے یقین ہے کہ تمہارا
دوست زیادہ دیر تک اندر نہیں رہے گا۔ اب وہ کسی بھی لمحہ باہر آ سکتا ہے۔"

پیٹرک نے گلاس میں بچی ہوئی شراب ایک ہی سانس میں حلق میں انڈیل لی اور
آستین سے ہونٹ پونچھتے ہوئے بولا۔ "شکریہ لوگی! کیا یہ بہتر نہ ہو گا کہ تم اب گھر جا کر
کچھ آرام کر لو۔ اب یہاں سے اس کی نگرانی میں شروع کر دوں گا۔"

"تمہیں کوئی مشکل تو پیش نہیں آئے گی؟" لوگی جمائی لیتے ہوئے بولا۔ "وہ تمہیں
پہچانتا ہے۔ ہو سکتا ہے تم اس کی نظروں میں آ جاؤ اور اس طرح بنا بنایا کھیل بگڑ جائے۔"

"فکر مت کرو۔ میں بھی کچی گولیاں نہیں کھیلا ہوں۔" پیٹرک کے ہونٹوں پر پہلی
مرتبہ مسکراہٹ آئی تھی۔

لوگی نے دونوں ہاتھ میز پر پھیلا دیئے اور پھر ان پر بوجھ ڈالتا ہوا آہستگی سے اٹھ
ہوا۔ سلگتا ہوا سگریٹ اس کے ہونٹوں میں دبا ہوا تھا۔

"ٹھیک ہے لیکن اگر ممکن ہو تو ہر ایک گھنٹے بعد مجھے فون کر دینا۔ اس کا ایک فا
یہ ہو گا کہ مجھے تمہارے بارے میں پریشانی نہیں رہے گی اور اگر مناسب سمجھو تو رات
میں ایک اور آدمی کو تیار کرلوں گا جو تمہاری جگہ لے سکے گا۔"

"ٹھیک ہے۔ اچھا خیال ہے۔" پیٹرک نے اس کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے ک
"میں ہر ایک گھنٹے بعد تمہیں فون کرتا رہوں گا۔"

"او کے بائی!" لوگی ہاتھ ہلاتا ہوا ریسٹورنٹ سے نکل گیا۔

لوگی کے جانے بعد پیٹرک کو وہاں بیٹھے ہوئے بمشکل دو منٹ گزرے تھے کہ ملر و
کن میوزیم کے گیٹ سے نکلتا ہوا نظر آیا۔ وہ سوئڈش سیاحوں کے ایک گروہ کے عین
میں پھنسا ہوا چل رہا تھا۔ پیٹرک دل ہی دل میں لوگی کی ذہانت کی داد دیئے بغیر نہ رہ
تھا۔ ملر کے بارے میں اس کا خیال بالکل درست نکلا تھا۔ پیٹرک اپنی جگہ سے حرکت
بغیر سیاہ لباس میں ملبوس ملر کا جائزہ لیتا رہا۔ اس کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات دیکھ
پیٹرک کو یہ اندازہ لگانے میں بھی دشواری پیش نہیں آئی کہ معاملہ واقعی سنگین تھا۔

پیٹرک نے ہاتھ میں پکڑا ہوا خالی گلاس میز پر رکھ دیا اور ریسٹورنٹ سے نکل کر
کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ اس لمحہ اسے احساس ہوا کہ اس سے ایک بہت بڑی غلطی
ارتکاب ہو چکا تھا۔ اب وہ سوچ رہا تھا کہ خود آگے آنے کے بجائے ملر کی نگرانی کے
لوگی ہی مناسب ترین آدمی تھا۔ اس کے ساتھ ہی ایک نامعلوم سے خوف کے احساس
اس کی ریڑھ کی ہڈی میں سردی کی ایک لہر سی دوڑتی چلی گئی۔ وہ واقعی خطرے میں
کیونکہ اگر ملر نے اسے ردم میں دیکھ لیا تو وہ اسے معاف نہیں کرے گا۔

☆------☆------☆

ویٹی کن میوزیم سے نکلنے کے تقریباً پچیس منٹ بعد ملر نے پیٹرک کو اپنے تعاقب
میں آتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔ پیٹرک کو دیکھتے ہی ملر نے اپنی پرانی ٹیکنیک پر عمل شروع کر
تھا۔ وہ کبھی ٹیکسی بدلتا اور کبھی پیدل ہی ٹہلنے والے انداز میں چلنے لگتا۔ اس نے اب تک
دو مرتبہ پلازہ نادونا اور پلازہ وینٹو پر ٹیکسی بدلی تھی۔ آخری ٹیکسی چھوڑنے کے بعد وہ کور
اسکوائر پر لوگوں کے ہجوم میں چلنے لگا۔ ایک دکان کے شو روم کے سامنے وہ رک گیا۔

روم کے اندر کی طرف دائیں بائیں کی دیواروں پر بڑے بڑے آئینے لگے ہوئے تھے۔
دائیں طرف والے آئینے میں اسے پیٹرک کا عکس نظر آ گیا جو غیر ملکی سیاح عورتوں کے
ایک گروپ کے پیچھے چھپا کھڑا تھا۔

ملر ایک بار پھر چلنے لگا۔ پیٹرک کو اپنے تعاقب میں دیکھ کر نہ جانے اس پر خوف سا
کیوں طاری ہو گیا تھا۔ اس کا جسم پسینے میں تر ہونے لگا اور ذہن میں طرح طرح کے خیال
آنے لگے۔ پیٹرک کو دیکھ کر اسے سمجھنے میں دیر نہیں لگی تھی کہ وہ شاید پیرس سے اس کا
تعاقب کر رہا تھا لیکن کیوں؟ کیا اسے ملر پر کسی قسم کا شبہ ہو گیا تھا یا مائیکل نے یروشلم
جانے سے پہلے اسے سب کچھ بتا دیا تھا لیکن مائیکل کو اصل منصوبے کی تو اس نے ہوا بھی
نہیں لگنے دی تھی بلکہ اسے ایک فرضی کہانی سنا کر مطمئن کر دیا تھا۔ ملر اپنا نچلا ہونٹ
چباتے ہوئے سوچنے لگا کہ یہ حرامزادہ پیٹرک پتا نہیں کب سے اس کی نگرانی کر رہا تھا۔ کیا
اس نے ملر کو ویٹی کن میوزیم میں کروزی کے ساتھ دیکھ لیا تھا؟ کیا وہ اکیلا تھا یا بدمعاشوں
کی پوری ٹیم اس کے ساتھ لگی ہوئی تھی؟ یہ اور اس قسم کے بیسیوں خیالات ملر کے ذہن
میں ہجوم کئے ہوئے تھے۔

ملر نے آنکھوں پر تاریک شیشوں کا چشمہ لگا رکھا تھا۔ وہ کنکھیوں سے اِدھر اُدھر دیکھتا
ہوا آگے بڑھتا رہا۔ اس کے دماغ میں آندھیاں سی چل رہی تھیں۔ اس کے اندر سے
ایک آواز چیخ چیخ کر اسے خبردار کر رہی تھی کہ اپنے منصوبے کو بچاؤ۔ یہ ساری بھاگ دوڑ
وہ اپنے منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ہی کر رہا تھا تاکہ یہودیوں سے اپنا انتقام لے
سکے لیکن پیٹرک اس کی راہ میں حائل ہونے کی کوشش کر رہا تھا۔ اسے ایک لمحہ ضائع
کئے بغیر پیٹرک کو روکنا تھا خواہ اس کے لئے اسے کتنی ہی بڑی قربانی کیوں نہ دینی پڑے۔ یہ
خیال آتے ہی اس کے ہاتھوں کی انگلیاں سخت ہو کر اندر کی طرف مڑ گئیں۔ وہ چشم تصور
سے ان انگلیوں کو پیٹرک کا گلا گھونٹتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ ملر کے دماغ کی نسیں تن گئیں اور
کنپٹیاں سلگنے لگیں۔ یہ صورتِ حال اس کے لئے خاصی تشویش ناک تھی۔ وہ اپنے آپ
پر قابو پانے کی کوشش کرنے لگا۔ اس کی مٹھیاں اب بھی بھنچی ہوئی تھیں اور ناخن
ہتھیلیوں میں پیوست ہو رہے تھے۔ وہ اپنے آپ کو سنبھالنے کی کوشش کرتے ہوئے سوچ
رہا تھا کہ سب سے پہلے اسے یہ معلوم کرنا ہو گا کہ پیٹرک اکیلا ہی تھا یا اس کے ساتھ کوئی
اور بھی تھا۔ جیسے جیسے خون کی گردش معمول پر آتی گئی اس کا ذہن بھی پُرسکون ہوتا چلا گیا

اور پھر اس نے اگلا قدم اٹھانے کا فیصلہ کر لیا۔

اگلے انٹر سیکشن پر پہنچ کر اس نے اپنی رفتار کم کر دی اور اس طرح چلنے لگا جیسے مٹرگشت کے علاوہ اسے دنیا میں کوئی کام ہی نہ رہا ہو۔ اس نے اگرچہ دوبارہ پیٹرک کو نہیں دیکھا تھا لیکن جانتا تھا کہ وہ اس کے آس پاس ہی کہیں موجود تھا۔

وہ ایک جگہ پر رک گیا۔ دو ٹیکسیاں اس کے قریب سے گزر گئیں۔ تیسری ٹیکسی کو اس نے ہاتھ دکھا کر روک لیا۔

"زمینی اسٹیشن!" اس نے ٹیکسی میں بیٹھتے ہوئے کہا۔ مخاطب ظاہر ہے ٹیکسی ڈرائیور ہی رہا ہو گا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے ڈرائیور والی سائیڈ پر باہر لگے ہوئے عقبی منظر پیش کرنے والے آئینے کی طرف دیکھا۔ اسے آئینے میں ریچھ نما پیٹرک کا عکس نظر آ گیا جو چند گز پیچھے کھڑی ہوئی ایک ٹیکسی میں بیٹھ رہا تھا۔ ملر کو یہ اندازہ لگانے میں دیر نہیں لگی کہ پیٹرک اکیلا ہی تھا۔ اگر اس کا کوئی دوسرا ساتھی بھی ہوتا تو اب تک نظروں میں آ چکا ہوتا۔

روم شہر کا مرکزی علاقہ سن کوئینٹو اسکوائر باہر سے آنے والے ہر شخص کی توجہ کا مرکز بنا رہتا تھا۔ اس وقت بھی یہاں انسانوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا ایک سمندر تھا۔ یہاں کا شہر سب سے بڑا بس اسٹاپ اور زیر زمین ریلوے اسٹیشن بھی تھا جہاں سے شہر کے نواحی علاقوں کے لئے چوبیس گھنٹے بسیں اور ٹرینیں چلتی رہتی تھیں۔ اس وقت بس اسٹینڈ اور زیر زمین ریلوے اسٹیشن دونوں جگہوں پر ہجوم تھا۔ شہر سے باہر جانے والے کسان اور دیہاتی عورتیں سروں پر سامان کی گٹھریاں لادے ایک دوسرے کو دھکے دیتے ہوئے آگے بڑھنے کی کوشش کر رہے تھے۔

ملر نے ٹیکسی کا کرایہ ادا کیا اور نیچے اتر کر ٹہلتا ہوا زیر زمین ریلوے اسٹیشن کے مرکزی گیٹ میں داخل ہو گیا۔ ریلوے اسٹیشن پر باہر سے بھی زیادہ ہجوم تھا۔ لوگوں کی چیخم دھاڑ اور ٹرینوں کی آمدورفت کے شور سے کان پڑی آواز تک سنائی نہیں دے رہی تھی۔ وہ اب تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے نیوز اسٹینڈ اور فاسٹ فوڈ کے اسٹال کے قریب سے گزرتا ہوا پہلے پلیٹ فارم کے گیٹ کے سامنے پہنچ گیا۔ سامنے والی دیوار پر لگا ہوا الیکٹرک کلاک دوپہر کے دو بج کر سات منٹ کا وقت بتا رہا تھا۔ ملر ٹرینوں کی آمدورفت بتانے والے بورڈ کی طرف دیکھتا ہوا پلیٹ فارم پر آ گیا۔ اس وقت مختلف پلیٹ فارموں سے کئی ٹرینیں

روانہ ہونے والی تھیں۔ پہلے پلیٹ فارم پر لوگوں کا ہجوم کچھ زیادہ ہی تھا۔ پلیٹ فارم پر تل دھرنے کو جگہ نہیں تھی۔ اس ٹرین پر رخصت ہونے والوں کے رشتہ دار منہ بسورے کھڑے تھے۔ اپنے عزیزوں سے بچھڑنے کے غم میں کئی لوگوں کی آنکھیں آنسوؤں سے تر ہو رہی تھیں۔

ملر لوگوں اور خوانچے والوں کو دھکیلتا ہوا آگے بڑھتا رہا۔ وہ جس مقصد سے زیر زمین ریلوے اسٹیشن میں داخل ہوا تھا اس کے لئے گیارہواں پلیٹ فارم کچھ مناسب معلوم ہوا۔ اس پلیٹ فارم سے تین بج کر پینتالیس منٹ پر میلانو، گنور اور نیزا کے لئے ایک ٹرین روانہ ہونے والی تھی لیکن یہاں مسافروں کی تعداد ابھی نہ ہونے کے برابر تھی۔ ملر تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے ٹرین کے ساتھ ساتھ چلتا رہا۔ چوتھی بوگی کے قریب پہنچ کر اس نے اِدھر اُدھر دیکھے بغیر دروازے کے ہینڈل پر ہاتھ رکھ کر اسے دبا دیا۔ دروازہ کھلتے ہی اس نے اندر چھلانگ لگا دی۔ یہ بوگی بالکل خالی تھی۔ وہ دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر لمبے لمبے سانس لینے لگا۔ ایک لمحہ کے وقفے کے بعد وہ پھر حرکت میں آ گیا۔ خالی بوگی میں اس کے قدموں کی ہلکی ہلکی سی آواز گونج رہی تھی۔ وہ بائیں طرف کے ایک کمپارٹمنٹ میں داخل ہو گیا اور دروازے کے پیچھے دیوار سے چپک کر گہرے گہرے سانس لینے لگا۔ دو سیکنڈ بعد وہ اپنے پھولے ہوئے سانس پر بھی قابو پا چکا تھا۔

پیٹرک فاسٹ فوڈ اسٹال کے قریب ایک اونچی جگہ پر کھڑا ملر کی نقل و حرکت کو دیکھ رہا تھا۔ یہاں سے تمام پلیٹ فارم اس کی نظروں میں تھے۔ وہ ایک بن کباب کھاتے ہوئے ملر کو مختلف پلیٹ فارموں پر آتے جاتے ہوئے دیکھتا رہا۔ بالآخر جب ملر میلانو جانے والی ٹرین کی ایک بوگی میں سوار ہو گیا تو وہ خود بھی حرکت میں آ گیا۔ وہ لوگوں کی آڑ لیتے ہوئے بہت محتاط انداز میں چلتا ہوا گیارہ نمبر پلیٹ فارم کی طرف بڑھنے لگا۔ ایک نیوز اسٹینڈ کے قریب رک کر وہ ویران پلیٹ فارم کی طرف دیکھنے لگا۔ ملر کے علاوہ اب تک کوئی اور شخص ٹرین کی اس بوگی میں داخل نہیں ہوا تھا۔

آدھا گھنٹہ گزر گیا۔ گیارہ نمبر پلیٹ فارم اب بھی ویران پڑا تھا۔ اس دوران اسے صفائی کرنے والی صرف دو عورتیں نظر آئی تھیں جو ٹرین کی آخری بوگیوں میں صفائی کر رہی تھیں۔ ان کے علاوہ کوئی ذی روح اس پلیٹ فارم پر نہیں آیا تھا۔

پیٹرک نے بظاہر اپنے سامنے پلے بوائے میگزین پھیلا رکھا تھا لیکن وہ بار بار کنکھیوں

سے خالی ٹرین کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اب وہ اپنے آپ میں ایک عجیب سی بے چینی مح
کرنے لگا تھا۔ اس کے خیال میں آدھا گھنٹہ خاصا طویل وقت ہوتا ہے۔ اگر ملر کو کس
خفیہ ملاقات کرنی تھی تو اس کے لئے یہ جگہ نہایت غیر مناسب تھی۔ کیونکہ اتنی دیر
انتظار خطرناک ثابت ہو سکتا تھا۔ دفعتاً پیٹرک کے ذہن میں ایک اور خیال ابھرا۔
ممکن نہیں کہ ملر کو جس شخص سے ملاقات کرنی تھی وہ پہلے ہی سے ٹرین میں موج
لیکن اس خیال کو اس نے جھٹک دیا۔ اگر کوئی شخص پہلے ہی سے وہاں موجود بھی
انہیں اتنی دیر نہیں رکنا چاہئے تھا۔ اس کے فوراً ہی بعد ایک اور خیال نے پیٹرک
دماغ کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ ملر نے اس کے تعاقب سے نجات ح
کرنے کے لئے یہ طریقہ اپنایا ہو؟ ہو سکتا ہے کہ اس بوگی میں داخل ہونے کے چند
بعد ہی ملر پچھلے دروازے سے نکل کر ایک طویل چکر کاٹتا ہوا ریلوے اسٹیشن سے باہر
ہو اور وہ خود الوؤں کی طرح یہاں بیٹھا دیدے گھما رہا ہے۔ یہ خیال آتے ہی اس
میگزین بند کر کے نیوز اسٹینڈ پر رکھ دیا اور تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے پلیٹ فارم نمبر گیا
طرف بڑھنے لگا۔ اب اس کے پاس اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں تھا کہ خود بھی
ٹرین میں داخل ہو کر ملر کو تلاش کرے۔

پلیٹ فارم نمبر گیارہ پر پہنچ کر وہ ٹرین کے بالکل قریب رہ کر تیز تیز قدم ا
ہوئے آگے بڑھنے لگا۔ تیسری بوگی کے قریب پہنچ کر وہ ایک لمحہ کو رکا اور پھر آہستگ
دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ دروازہ کھلنے پر چرچراہٹ کی ہلکی سی آواز ابھر
لیکن اسے یقین تھا کہ اگر اندر کوئی ہوا بھی تو اس نے یہ آواز نہیں سنی ہو گی۔ وہ
قدموں بوگی کی راہداری میں چلتا ہوا اگلی بوگی کی طرف بڑھنے لگا جس میں اس نے
سوار ہوتے دیکھا تھا۔ آگے بڑھنے کے ساتھ ساتھ وہ اس کے ہر کمپارٹمنٹ میں
بھی رہا تھا۔ یہ بوگی بالکل خالی تھی۔ اب وہ دو بوگیوں کو ملانے والے راستے پر پہنچ چ
دوسری طرف پہنچ کر اس نے دروازہ بند کر دیا اور دیوار سے ٹیک لگا کر چوتھی بو
تاریک راہداری میں دیکھنے لگا۔ اس نے دائیں طرف ٹائلٹ کا دروازہ کھولنے کی کو
کی لیکن دروازہ لاک تھا۔

بوگی میں کسی مقبرے کی سی خاموشی طاری تھی اس نے آگے بڑھ کر پہلے کمپار
کا دروازہ کھول دیا اور محتاط انداز میں اندر جھانکنے لگا' یہ کمپارٹمنٹ خالی تھا۔ دفعتاً با

ابھرنے والے شور کی آواز سے وہ چونک گیا۔ اس نے کھڑکی سے جھانک کر دیکھا ایک
بوڑھا پورٹر ایک ٹرالی کھینچتا ہوا لا رہا تھا جس پر ڈاک کے تھیلے لدے ہوئے تھے۔ ٹرالی کے
پہیوں سے عجیب بے ہنگم سا شور ابھر رہا تھا۔ پیٹرک کے خیال میں ٹرالی کا یہ شور اس کے
حق میں سودمند ثابت ہو سکتا تھا کیونکہ اس شور میں اس کے قدموں کی آواز دب سکتی
تھی۔ وہ تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ دوسرا اور تیسرا کمپارٹمنٹ بھی خالی تھا۔

پلیٹ فارم پر ٹرالی کا شور بتدریج کم ہوتا چلا گیا لیکن بہرحال اتنی آواز اب بھی
فضا میں ابھر رہی تھی کہ اس کے قدموں کی آواز دب جاتی۔ وہ آگے بڑھنے کا ارادہ کر ہی
رہا تھا اس کے عقب میں نہایت ہلکی سی ایک آواز سنائی دی۔ اس نے تیزی سے پیچھے مڑ کر
دیکھنا چاہا لیکن اسے بہت دیر ہو چکی تھی۔ وہ اپنے آپ کو ترچھے ہاتھ کے وار سے نہیں بچا
سکا تھا۔ وہ وار بھاری ہتھوڑے کی طرح اس کی گردن پر لگا اور وہ منہ سے آواز نکالے بغیر
ڈھیر ہو گیا۔ گرتے ہوئے اس کا سر زور سے بوگی کی آہنی دیوار سے ٹکرایا تھا۔ اسے تو حملہ
آور کو دیکھنے کا موقع بھی نہیں مل سکا تھا۔ کیونکہ گردن پر ضرب لگتے ہی اس کا ذہن تاریکی
میں ڈوبتا چلا گیا تھا۔

پیچھے کھڑے ہوئے ملر نے خونخوار بھیڑیئے کی طرح اس پر چھلانگ لگا دی اور گریبان
سے پکڑ کر اس کا سر پوری قوت سے بوگی کی آہنی دیوار سے ٹکرانے لگا۔ پیٹرک کی طرف
سے کسی ردعمل کا اظہار نہیں ہوا تھا۔ ملر اس کا سر زور زور سے دیوار پر مارتا رہا۔ اس کا
سانس پھولا ہوا تھا اور چہرہ نفرت و حقارت کی آماجگاہ بنا ہوا تھا۔ اس کی آنکھوں پر لگا ہوا
سیاہ چشمہ پیٹرک کے پھیلے ہوئے ہاتھ کے قریب گر گیا۔ ملر کی آنکھوں سے بھی شعلے برس
رہے تھے۔ اس نے پیٹرک کا سر آخری مرتبہ دیوار سے ٹکرا کر چھوڑ دیا۔ پیٹرک دیوار کے
ساتھ فرش پر لڑھک گیا۔ پیٹرک کے سر پر کم از کم تین جگہوں سے خون بہہ رہا تھا جو اس
کے چہرے اور بے ترتیب داڑھی کو تر کرتا ہوا گردن تک پہنچ گیا تھا۔

ملر ایک طرف کھڑا گہرے گہرے سانس لے رہا تھا۔ اس کے حلق سے عجیب سی
آوازیں نکل رہی تھیں۔ اس نے اپنی کیفیت پر قابو پانے کی کوشش کرتے ہوئے آستین کو
کھینچ کر چمکتی ہوئی لمبی سوئی نکالی لیکن اس کا ہاتھ بری طرح کپکپا رہا تھا جس کا نتیجہ یہ نکلا
کہ سوئی آستین میں پھنس گئی۔ اس نے سوئی کھینچنے کے لئے زور سے جھٹکا دیا تو وہ کلک کی
ہلکی سی آواز سے دو ٹکڑے ہو گئی۔ اس نے سوئی کے ٹکڑے ایک طرف پھینک دیئے اور

پیٹرک پر جھک کر دونوں ہاتھ کی آہنی شکنجے کی طرح اس کی گردن پر جما دیئے۔ دونو
انگوٹھے ابھرے ہوئے نرخرے پر جمے ہوئے تھے اور وہ اس کا سانس گھونٹنے کے لئے پور
قوت صرف کر رہا تھا۔

پیٹرک کے جسم کو زوردار جھٹکا لگا۔ اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھیں کھل گئیں
لیکن اس کی آنکھوں میں شاید بصارت نہیں رہی تھی۔ پیٹرک ماہی بے آب کی طرح مچل
رہا تھا۔ اس کے دونوں ہاتھ کسی چیز کو گرفت میں لینے کی کوشش کر رہے تھے لیکن یہ اس
کی زندگی کی آخری کوشش تھی۔ اس کا دایاں ہاتھ ایک جھٹکے سے نیچے گرا۔ ملر کا چشمہ اس
کے ہاتھ میں آگیا۔ اس کی مٹھی بھنچ گئی اور چشمہ چکنا چور ہو گیا۔

ملر کا چہرہ غصے اور نفرت و حقارت سے سرخ ہو رہا تھا۔ آنکھوں میں سرخی او
پیلاہٹ کچھ اور بھی بڑھ گئی تھی۔

"حرامزادے کتے .... میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔" وہ بڑبڑایا او
گردن پر ہاتھوں کا دباؤ بڑھاتا چلا گیا۔

پیٹرک کا جسم بے جان ہو کر جھول گیا تھا۔ اس کے دائیں ہاتھ کی مٹھی کھل گئی تھ
اور ملر کے چشمے کا ٹوٹا ہوا فریم اور شیشے کے ٹکڑے نیچے گر گئے لیکن اس کی گردن پر ملر ک
ہاتھوں کا دباؤ بدستور تھا۔ بالآخر جیسے ملر ہوش میں آگیا۔ پیٹرک کی گردن پر اس کی گرفت
ڈھیلی ہو گئی اور وہ آہستہ آہستہ اپنے ہاتھ پیچھے ہٹانے لگا۔ وہ کچھ دیر تک وہیں کھڑا بے د
سا ہو کر جھولتا رہا پھر اس نے پیٹرک کی لاش پر آخری نظر ڈالی اور لڑکھڑاتے ہوئے
کمپارٹمنٹ کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے ہونٹوں سے کف بہہ رہا تھا۔ آستین
سے ہونٹ پونچھتے ہوئے جیسے وہ پوری طرح ہوش میں آگیا اور اس کے ساتھ ہی اس کے
چہرے پر مسکراہٹ سی آگئی۔ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا تھا۔ اس نے غدار کو اس
کے انجام تک پہنچا دیا تھا اور اب اس کے مستقبل کے منصوبے کو بھی کوئی خطرہ نہیں تھا۔

اب وہ مکمل طور پر اپنے آپ پر قابو پا چکا تھا۔ دروازے کے قریب رک کر اس
نے پیچھے دیکھا۔ اس کی نظریں اپنے ٹوٹے ہوئے چشمے پر جم گئیں۔ اس نے واپس آکر
چشمے کے ٹوٹے ہوئے ٹکڑے اور سوئی کے دونوں ٹکڑے اٹھائے۔ پھر لاش کو پلٹ کر اس
کی جیبوں کی تلاشی لینے لگا۔ پیٹرک کی جیبوں سے اس کے شناختی کاغذات، ہوائی جہاز ک
ٹکٹ اور ہر وہ چیز نکال لی جس سے اس کی شناخت ہو سکتی تھی۔ یہ تمام چیزیں اس نے

اپنے کوٹ کی اندرونی جیب میں ٹھونس لیں اور سیدھا ہو گیا۔ اس ساری کارروائی میں وہ
اگرچہ بری طرح تھک چکا تھا لیکن اپنے آپ میں وہ ایک عجیب سا لطف محسوس کر رہا تھا
اس نے ایک بار پھر لاش کی طرف دیکھا اور بوگی کی راہداری میں چلنے لگا۔ آخری دروازے
پر پہنچ کر وہ ایک لمحہ کو رکا اور پھر دروازہ کھول کر اطمینان سے دوسری طرف کے پلیٹ
فارم پر اتر گیا۔ وہ مختلف پلیٹ فارموں پر ہوتا ہوا پہلے پلیٹ فارم پر آگیا اور مسافروں کے
ہجوم کے ساتھ اسٹیشن سے باہر آگیا۔

اسٹیشن سے باہر آتے ہی اسے ٹیکسی مل گئی۔ اس نے پچھلی نشست پر بیٹھتے ہوئے
ڈرائیور کو مارسلا اسکوائر کی طرف چلنے کو کہا۔ مارسلا اسکوائر پر وہ دوسری ٹیکسی میں سوار ہو
گیا اور اسی طرح ٹیکسیاں بدل بدل کر وہ تقریباً ایک گھنٹے تک روم کی سڑکوں پر گھومتا رہا۔
اس طرح وہ صرف یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ اس کا تعاقب تو نہیں کیا جا رہا لیکن اس مرتبہ کسی
نے اس کا پیچھا نہیں کیا تھا۔

ٹھیک چار بجے وہ کروزی سے ملنے کے لئے سانتا کروس چرچ میں داخل ہوا تو اسے
یقین تھا کہ کسی نے اس کا تعاقب نہیں کیا تھا لیکن وہ اس حقیقت سے بے خبر تھا کہ
کروزی کی نگرانی ہو رہی تھی!

☆------☆------☆

آرچ بشپ انوسنٹ کروزی طویل قامت دبلا پتلا سا آدمی تھا۔ سیاہ داڑھی اس کے
چہرے پر بہت سج رہی تھی۔ اس نے سیاہ لبادہ اوڑھ رکھا تھا جو چلنے میں ہوا سے اس کی
پشت پر لہرا رہا تھا۔ اس کی آنکھیں بھی بالکل سیاہ تھیں جن میں عجیب سی چمک تھی۔
دونوں بھنویں آپس میں ملی ہوئی تھیں جو اس امر کی غماز تھیں کہ وہ اپنی بات منوانے کا
عادی تھا اس کی پیشانی کشادہ اور ناک قدرے لمبی تھی۔ اسے دیکھ کر آنکھوں کے سامنے
فوراً ہی قبرص کے پہلے صدر میکاریوس کی تصویر ابھر آتی تھی۔ کروزی کو اخبارات میں
تصویریں چھپوانے کا شوق نہیں تھا۔ اس کی آخری تصویر اگرچہ کئی سال پہلے کسی اخبار میں
چھپی تھی لیکن اسرائیل کی انٹیلی جنس موساد کے فائل میں اس کی وہ تصویر محفوظ تھی اور
موساد کے فائل میں اس کی یہ تصویر ایک خاص مقصد کے تحت رکھی گئی تھی۔

باوقار اور پرکشش شخصیت کا مالک عیسائی پادری کروزی ایک خطرناک دہشت گرد
تھا۔

کروزی لبنان کے گاؤں بنت جبل کے ایک معزز گھرانے میں پیدا ہوا تھا۔ اس ک
مذہبی تربیت چرچ کے ایسٹرن پروونس عقائد کے مطابق کی گئی تھی۔
لبنان کے کتھولک چرچ میں کئی سال تک خدمات انجام دینے کے بعد اس کی اپ
پسند کے مطابق اسے یروشلم کے نواح بیتل ہیم کے ایک چرچ میں ٹرانسفر کر دیا گیا تھا۔
چھوٹا سا گاؤں یروشلم کی نواحی پہاڑیوں پر آباد تھا۔ یہ ان دنوں کی بات ہے جب 1967
کی عرب اسرائیل جنگ کے بعد اسرائیل ویسٹ بینک پر قابض ہو گیا تھا۔ چار سال بع
1971ء میں کروزی کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے اسے آرچ بشپ کا ٹائٹل دیا گیا۔
ویسٹ بینک پر اسرائیل کے قبضے کے بعد چرچ کی حالت بھی بہتر ہو گئی تھی۔ ا
یہودی ریاست کے ساتھ پوپ کے مشفقانہ برتاؤ کے بعد اسرائیلی حکومت نے بھی یہاں
آباد عیسائیوں کو زیادہ سے زیادہ آزادی اور مراعات دینے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی تھی
آرچ بشپ کروزی کو اب تک یہودیوں سے کسی شکایت کا موقع نہیں ملا تھا لیکن ستر
دہائی میں خصوصاً 1971ء کی جنگ کے بعد وہ فلسطینیوں کے لئے اپنے دل میں ایک عجیب
سی کشش اور ہمدردی محسوس کرنے لگا تھا۔ وہ ایک انصاف پسند آدمی تھا اور اس ک
خیال میں یہودی فلسطینیوں کے ساتھ زیادتی کر رہے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ ایک طرف
یہودیوں سے اس کے دل میں نفرت بڑھ رہی تھی اور دوسری طرف الفتح کی زیر زم
سرگرمیوں کے سلسلے میں اس کی ہمدردیوں میں اضافہ ہو رہا تھا۔ اس معاملے میں وہ ایک
طرح سے انتہا پسند بھی واقع ہوا تھا۔ اس کے خیال میں الفتح کے گوریلے یہودیوں کو چ
چن کر قتل کر رہے تھے تو یہ غلط نہیں تھا۔

کروزی ایک صاف گو اور بیباک آدمی تھا۔ اس نے عوامی سطح پر بھی کبھی ا
خیالات چھپانے کی کوشش نہیں کی تھی۔ اس طرح ویسٹ بینک کے رہنے والے لوگ ج
ہی اس کے انتہا پسند نظریات سے واقف ہو گئے۔ 1974ء کے موسم خزاں میں، جبکہ
میرونائٹ چرچ کے سربراہوں کی ایک کانفرنس میں شرکت کے لئے بیروت گیا ہوا تھا،
نوجوان عربوں نے اس سے خفیہ طور پر رابطہ قائم کیا۔ ان دونوں نے اپنے آپ کو ا
کے افسران کی حیثیت سے متعارف کرایا تھا۔ فلسطینیوں کی بھرپور حمایت پر ان عر
نوجوانوں نے اس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اس سے ایک نہایت عجیب و غریب درخواست
کی تھی۔ انہوں نے بتایا کہ اسرائیل میں موجود فلسطینی حریت پسندوں کو جو سب سے

مسئلہ درپیش تھا وہ ہتھیاروں کے حصول میں حائل ہونے والی مشکلات تھیں۔ اسرائیلی
فوج اور دیگر سیکورٹی ایجنسیوں نے سرحدیں بڑی سختی سے بند کر رکھی تھیں۔ سرحد پر لگائی
گئی تاروں کی باڑ میں نہ صرف یہ کہ چوبیس گھنٹے برقی رو دوڑتی رہتی تھی بلکہ مسلح فوجی
بھی گشت کرتے رہتے تھے۔ باوردی سرنگیں، راڈار یونٹس اور الیکٹرونک سنسرز اس کے
علاوہ تھے جو اسرائیل کی پوری سرحد پر قائم تھے۔ بن گورین ایئرپورٹ، اسرائیل میں
داخلے کے تمام راستے اور دریائے اردن پر واقع تمام پلوں پر اس قدر سخت حفاظتی انتظامات
اختیار کئے گئے تھے کہ بلی کا بچہ بھی ان کی نظروں میں آئے بغیر اسرائیلی حدود میں داخل
نہیں ہو سکتا تھا۔ بیروت میں واقع الفتح کے ہیڈ کوارٹر کو مقبوضہ فلسطین میں اپنے حریت
پسندوں کو اسلحہ اور دیگر دھماکہ خیز مادہ پہنچانے میں دشواریاں پیش آ رہی تھیں۔ بلکہ
حقیقت تو یہ تھی کہ اپنے حریت پسندوں کو اسلحہ کی سپلائی کا کوئی راستہ نہیں رہا تھا۔

ان دونوں عرب نوجوانوں کا خیال تھا کہ موسیو کروزی جب چاہے بلا روک ٹوک
بیروت اور اسرائیل کے درمیان سرحد عبور کر سکتا ہے۔ وہ مہینے میں کم از کم ایک مرتبہ تو
بیروت ضرور آتا تھا۔ کتھولک چرچ کا ایک اعلیٰ عہدیدار ہونے کی بنا پر اسے کچھ ڈپلومیٹک
سہولتیں بھی حاصل تھیں۔ سب سے بڑی بات تو یہ تھی کہ سرحد عبور کرتے ہوئے اس
کی کار کی تلاشی کبھی نہیں لی گئی تھی۔ وہ اگر چاہے تو مہینے میں ایک مرتبہ مقبوضہ فلسطین
میں حریت پسندوں کو اسلحہ پہنچا کر ان کی بہت بڑی مدد کر سکتا تھا۔ ان دونوں نوجوان عربوں
کا پہلا اور آخری سوال یہ تھا کہ اس سلسلے میں وہ ان کی مدد کر سکتا ہے یا نہیں؟

ان کی بات ماننے میں کروزی نے ایک لمحہ کی تاخیر نہیں کی تھی۔ اس سے اگلے روز
دوپہر کے وقت جب وہ بیتل ہیم واپس جانے کے لئے اسرائیلی سرحد عبور کر رہا تھا تو اس
کی پیگیوٹ سیڈان کی ڈکی میں اسلحہ سے بھری ہوئی ایک پیٹی بھی موجود تھی۔ اس طرح
جلد ہی کروزی کو الفتح ہیڈ کوارٹر اور مقبوضہ فلسطین کے حریت پسندوں کے درمیان اہم
ترین رابطے کی حیثیت حاصل ہو گئی۔ وہ حریت پسندوں کے خطوط، پیغامات اور اہم
رپورٹیں بیروت لے جاتا اور واپسی پر اس کی گاڑی مختلف ہتھیاروں، دستی بموں اور اس
قسم کے دیگر دھماکہ خیز مادے سے بھری ہوئی ہوتی۔ وہ جس رات بیروت سے واپس آتا
اس رات جینن کا رہنے والا ایک بڑھئی یہ ساری چیزیں لے جاتا۔ کروزی نے کبھی اس کی
پرواہ بھی نہیں کی تھی کہ اگر وہ بڑھئی کبھی پکڑا گیا تو اس کا نام بتا دے گا کیونکہ کروزی کے

خیال میں کوئی نیک مقصد حاصل کرنے کے لئے قربانیاں دینی ہی پڑتی ہیں۔ اسے بے
پرواہ نہیں تھی کہ اس کا لایا ہوا اسلحہ کن لوگوں کے خلاف استعمال ہو رہا تھا۔
فلسطینی حریت پسندوں کو اسلحہ کی سپلائی نے اسرائیلی سیکورٹی کے اعلیٰ حکام کی نیند
اڑا دی تھیں۔ ان کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ حریت پسندوں کو یہ اسلحہ کن ذرائع
حاصل ہو رہا تھا۔ حقیقت کی تہہ تک پہنچنے میں انہیں دو سال لگ گئے اور اس سلسلے
کوئی قطعی فیصلہ کرنے میں بھی اڑتالیس گھنٹے لگ گئے تھے۔

کروزی کو عین اس وقت رنگے ہاتھوں گرفتار کر لیا گیا جب وہ بیروت سے لائی
کلاشنکوف رائفلوں اور کاتیوشا راکٹوں کی ایک بڑی کھیپ اپنی گاڑی سے حریت پسندو
دین میں منتقل کر رہا تھا۔ تلاشی لینے پر اس کے گھر سے بھی روسی ساخت کے اسلحہ کی
بہت بڑی مقدار برآمد ہوئی تھی۔ کروزی پر خصوصی عدالت میں مقدمہ چلایا گیا اور
روز کی عدالتی کارروائی کے بعد کروزی کو دس سال کی سزا سنا کر جیل بھیج دیا گیا
صرف چھ ماہ بعد اسے جیل سے نکال کر ملک بدر کر دیا گیا۔ اسرائیل کے اعلیٰ حکام نے
کن میں پوپ سے خفیہ بات چیت سے یہ یقین دہانی حاصل کر لی تھی کہ رہائی کے
کروزی پھر کبھی مشرق وسطیٰ کا رخ نہیں کرے گا اور نہ ہی اسرائیل کے خلاف اخبا
کو کوئی بیان جاری کرے گا۔ اسرائیلی حکام نے صرف زبانی ضمانت پر ہی اکتفا کر
کیونکہ ان کے خیال میں اگر کیتھولک چرچ کے اس عہدیدار کو جیل میں رکھا گیا
صرف یہ کہ اس کی حفاظت کے لئے بھاری اخراجات برداشت کرنے پڑیں گے بلکہ
ممکن ہے اس کی وجہ سے انہیں کسی وقت عیسائی دنیا کی مخالفت کا سامنا بھی کرنا پڑے۔

کچھ عرصے تک تو کروزی اپنے وعدے پر قائم رہا۔ اس دوران اسے ویٹی
سیکرٹریٹ کی طرف سے چرچ کا گشتی سفیر بنا کر جنوبی امریکہ بھیج دیا گیا تھا جہاں کچھ
گزارنے کے بعد وہ فلپائن چلا گیا لیکن 1978ء کے موسم بہار میں وہ اچانک ہی شام
دارالحکومت دمشق میں نمودار ہوا پھر بیروت چلا گیا۔ جہاں وہ تقریباً تین ہفتے ٹھہرا
کروزی ایک جگہ نہیں ٹک سکا تھا۔ اسے وقفے وقفے سے طہران، بغداد اور طرابلس
بھی دیکھا گیا تھا۔ اس نے ہر جگہ اسرائیل کی غاصبانہ پالیسی کے خلاف اور فلسطینی ح
پسندوں کی حمایت میں بیان دیئے تھے۔ دوسری طرف اسرائیلی انٹیلی جنس بھی اس
مسلسل نگاہ رکھے ہوئے تھی اور جب ایک روز اسرائیلی سیکرٹ سروس کے سربراہ جر

کی سیکرٹری کیتھی نے بیروت میں پی ایل او کی سپریم کونسل کے الیکشن پر مشتمل رپورٹ کا
فائل جرمیاح کے سامنے رکھا تو فائل پڑھتے ہوئے اس کے منہ سے بے اختیار گہرا سانس
نکل گیا اور وہ کیتھی کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔

"ہوں! تو کروزی کو پی ایل او کی سپریم کونسل کا رکن منتخب کر لیا گیا ہے۔ اس کا
مطلب ہے کہ ہمیں کروزی پر زیادہ گہری نظر رکھنی پڑے گی۔"

اس روز روم میں موجود موساد کے ایجنٹوں کو ہدایات جاری کر دی گئیں کہ آرچ
بشپ کروزی کی چوبیس گھنٹے نگرانی کی جائے اور اگر وہ کسی مشتبہ آدمی سے ملاقات کرے تو
اس کی اطلاع فوری طور پر موساد ہیڈ کوارٹر کو دی جائے اور یہ اس نگرانی ہی کا نتیجہ تھا کہ
اس روز ایک اسرائیلی ایجنٹ نے کروزی کو ویٹی کن میوزیم میں ایک پُراسرار نوجوان سے
ملاقات کرتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔ لہٰذا اس روز دوپہر کے بعد جب کروزی ویٹی کن سے نکل
کر سانتا کروس چرچ پہنچا تو درمیانی عمر کا ایک گنجا آدمی بھی اس کا تعاقب کرتا ہوا چرچ میں
داخل ہو چکا تھا۔ اس ایک شخص نے ایک ہاتھ میں چمڑے کا پرانا سا بریف کیس اٹھا رکھا
تھا۔ اس بریف کیس میں ایک انتہائی حساس کیمرہ نصب تھا لینس کی جگہ پر بریف کیس میں
ایک چھوٹا سا سوراخ بھی موجود تھا لیکن اس سوراخ پر کوئی شبہ نہیں کیا جا سکتا تھا۔ بریف
کیس بہت پرانا تھا اور وہ کئی جگہوں سے ٹوٹا ہوا نظر آ رہا تھا۔ کیمرے کے شٹر کا بٹن بریف
کیس کی بیرونی سطح پر لگا ہوا تھا یہ بٹن بھی پوشیدہ تھا اور عام آدمی کی نظر میں نہیں آ سکتا
تھا۔ بریف کیس والا گنجا آدمی چرچ میں داخل ہو کر سیاحوں کے اس گروپ میں شامل ہو
گیا تھا جنہیں ایک پادری اس چرچ کی تاریخی حیثیت کے بارے میں بتا رہا تھا۔

بریف کیس والے گنجے نے بائیں ریزل پر آرچ بشپ کروزی کو دیکھ لیا تھا جو عبادت
میں مصروف تھا۔ بوڑھا پادری آہستہ آہستہ آگے بڑھتے ہوئے سیاحوں کو چرچ کی تعمیر کے
بارے میں بتاتا جا رہا تھا۔ اس دوران ایک نوجوان کسی طرف سے نمودار ہو کر آرچ بشپ
کروزی کے قریب ہی گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا۔ اس کا انداز ایسا ہی تھا جیسے وہ بھی یہاں
عبادت کے لئے آیا ہو۔ کروزی نے ایک لمحہ کو اس نوجوان کی طرف دیکھا اور پھر عبادت
میں مصروف ہو گیا۔ گنجے آدمی نے بریف کیس دائیں ہاتھ میں منتقل کر لیا اور نہایت
آہستگی سے بریف کیس پر لگا ہوا بٹن دبا دیا۔ کلک کی ہلکی سی آواز ابھری تھی لیکن گنجے کو
یقین تھا کہ یہ آواز اس کے علاوہ کسی نے نہیں سنی ہوگی۔ بریف کیس والا گنجا ایک محرابی

کھڑکی کے سامنے رک گیا۔ اسے سمجھنے میں دیر نہیں لگی تھی کہ آرچ بشپ کروزی ۔
ملاقات کرنے والا وہ نوجوان کسی اہمیت کا حامل ہے کیونکہ صبح ویٹی کن میوزیم میں بھی
کروزی سے ایک مختصر سی ملاقات کر چکا تھا۔ وہ ملاقات غالباً سکیورٹی چیک کرنے کے ۔
تھی اور یہ اصل ملاقات تھی جس میں یقیناً اطلاعات کا تبادلہ کیا جا رہا تھا۔

"اب ہم چیپل آف ریلکس میں چلیں گے۔" بوڑھا پادری سیاحوں کو مخاطب کر
ہوئے کہہ رہا تھا۔ "جہاں اس صلیب کے ٹکڑے موجود ہیں جس پر یسوع مسیح کو مصلو
کیا گیا تھا اور.........."

بریف کیس والا گنجا آدمی سیاحوں کے گروپ سے الگ ہو گیا اور ریزل کے قریب
بیٹھ کر اپنے بریف کیس کو اٹھا کر اس طرح اس کا جائزہ لینے لگا جیسے اس کی شکست
ریخت کا جائزہ لے رہا ہو لیکن اس کی ایک انگلی بار بار کیمرے کا بٹن دبا رہی تھی۔ پ
منٹ تک وہ یہی حرکت دہراتا رہا پھر اٹھ کر باہر نکل گیا۔

چرچ کے گیٹ سے چند گز کے فاصلے پر ایک الفارومیو کار کھڑی تھی۔ وہ شخ
جوتے کے فیتے درست کرنے کے بہانے کار کے قریب رک گیا۔

"سیاہ کوٹ میں سنہری بالوں والا آدمی!" وہ جوتے کے فیتے درست کرتے ہو
بڑبڑایا۔ اس کی مخاطب سیاہ بالوں والی وہ خوبصورت لڑکی تھی جو گاڑی کے اسٹیئرنگ ک
سامنے بیٹھی سگریٹ پی رہی تھی۔ اس کے چہرے پر بے چینی کے تاثرات نمایاں تھے
اس کے ساتھ پسنجرز سیٹ پر بیٹھا ہوا دوسرا آدمی ریڈیو کی ناب کو حرکت دیتے ہوئے سو
کسی اسٹیشن پر سیٹ کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ گنجا آدمی اپنا پیغام پہنچانے کے بعد سید
ہو گیا اور ٹہلنے والے انداز میں چلتا ہوا آگے نکل گیا۔ اب اسے کروزی سے کوئی دلچس
نہیں رہی تھی کیونکہ اصل آدمی ان کی نظروں میں آ گیا تھا۔ وہ مطمئن تھا کہ اس کے
جانے کے بعد کار میں بیٹھی ہوئی لنڈا اور اس کا ساتھی ایمل اس پُراسرار نوجوان کو نگاہو
سے اوجھل نہیں ہونے دیں گے۔ وہ دونوں موساد کے بہترین ایجنٹوں میں شمار ہو
تھے۔

دوسرے دن شام سے کچھ پہلے روم میں موساد کے ایجنٹ کی تفصیلی رپورٹ اور کچھ
تصویریں کیتھی کی میز پر موجود تھیں۔ اس کے دو منٹ بعد کیتھی دندناتی ہوئی جرمیاح کے
کمرے میں داخل ہو رہی تھی جہاں انٹیلی جنس کے ڈائریکٹرز کی میٹنگ ہو رہی تھی۔

☆======☆======☆

سفارت خانے کے بھاری بھرکم سیکورٹی آفیسر اسرائیل برنیڈ نے برن ایئرپورٹ پر
میاح، کیتھی اور ایموس ہیفنر کا استقبال کیا۔ برنیڈ کی لٹکی ہوئی مونچھیں کچھ عجیب سا تاثر
ے رہی تھیں۔

"یہ میرا نیا چیف آف اسٹاف ایموس ہیفنر ہے۔ میرا خیال ہے اس سے پہلے تم
وں کی ملاقات نہیں ہوئی ہوگی!"

"گاڑی میں بیٹھ کر باتیں کریں گے۔" برنیڈ نے سرگوشیانہ لہجے میں جواب دیا۔

ٹرمینل کے باہر ہر جگہ برف جمی ہوئی نظر آ رہی تھی۔ تند ہوا کے جھونکے تلوار کی
ح ان کے جسم سے ٹکرا رہے تھے۔ برنیڈ پارکنگ پلاٹ کی طرف ان کی رہنمائی کر رہا
۔ نرم برف کے اس کے پیروں کے نیچے دبنے سے کرچ کرچ کی ہلکی ہلکی سی آواز پیدا ہو
ی تھی۔ جرمیاح اور کیتھی اس کے پیچھے تھے جبکہ ایموس ہیفنر سب سے پیچھے تھا۔
وس کو برنیڈ کی سرد مہری پسند نہیں آئی تھی لیکن حقیقت یہ تھی کہ وہ خود بھی موشل
امیں نہیں تھا۔ بات دراصل یہ تھی کہ اس نے مریم کے ساتھ ویک اینڈ کا پروگرام بنا
ما تھا۔ یہ وہی لڑکی تھی جس سے طوفانی رات میں مشن کے دوران بیروت میں ملاقات
ی تھی۔ اس نے بحیرہ احمر کے کنارے ایلاٹ میں اپنے ایک دوست کا فلیٹ بھی لے لیا
اور اس نے اپنی بیوی سے بھی کہہ دیا تھا کہ اس ویک اینڈ پر اسے ایک مشن پر جانا ہے
ن عین آخری لمحات میں اسے واقعی تحکمانہ طور پر ایک اہم مشن کے لئے طلب کر لیا گیا
۔ جرمیاح نے اسے فون پر اطلاع دی تھی کہ وہ اسے اپنے ساتھ سوئٹزرلینڈ لے جا رہا
، ممکن ہے انہیں روم، پیرس اور بعض دوسری جگہوں پر بھی جانا پڑے۔ یہ حکم سن کر
وس تلملا کر ہی تو رہ گیا تھا لیکن ظاہر ہے اسے حکم کی تعمیل کرنا ہی پڑی تھی۔ ساڑھے
گھنٹے کے ہوائی سفر کے دوران وہ مختلف رپورٹوں کا مطالعہ کرتا رہا تھا جبکہ دوسری سیٹ
یٹھے ہوئے جرمیاح اور کیتھی مسلسل سرگوشیوں میں مصروف رہے تھے۔ ایموس نے
۔ دو مرتبہ ان کی طرف دیکھا بھی تھا اور ہر مرتبہ ان دونوں نے یہی تاثر دیا تھا جیسے
ل حال میاں بیوی بہت عرصے بعد کہیں چھٹیاں منانے کے لئے جا رہے ہیں۔ ایک
بہ ایموس کے ذہن میں یہ خیال بھی آیا تھا کہ اگر وہ دونوں میاں بیوی ہوتے تو بڑی
ھال اور کامیاب زندگی بسر کرتے۔

پارکنگ لاٹ میں سیڈان گاڑی ان کی منتظر کھڑی تھی۔ ایموس' برنیڈ کے ساتھ سیٹ پر بیٹھا تھا جو مڑ مڑ کر پیچھے بیٹھے ہوئے جرمیاح اور کیتھی سے باتیں کر رہا تھا۔

"میرا خیال ہے کہ تمہیں مین پوائنٹس معلوم ہی ہوں گے۔ تمہارا مطلوبہ پرسوں رات روم سے یہاں پہنچا تھا ہمیں چونکہ اس کے بارے میں پہلے ہی اطلاع مل تھی اس لئے ہم اس کے استقبال کے لئے ایئرپورٹ پر موجود تھے۔ جہاز سے اترنے فوراً ہی بعد اس نے جنیوا' پیرس کا ایک اوپن ٹکٹ بھی خریدا تھا۔ پھر اس نے برنارڈر کے نام سے کرائے کی کار حاصل کی۔ اس نے اپنا پتا لنز (آسٹریا) کا لکھوایا تھا اس کا فرانس کا ٹکٹ بھی اسی نام سے تھا۔"

"ڈرائیونگ لائسنس؟" جرمیاح نے سوالیہ نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔

"آسٹرین!" برنیڈ نے جواب دیا۔ "اس نے کار کا کرایہ پیشگی ادا کر دیا تھا اور کہ کار کو وہ جنیوا میں چھوڑ دے گا۔"

"ہوں!" جرمیاح پرسوچ لہجے میں بولا۔ "اس کا مطلب ہے وہ جنیوا جا رہا ہے سے پیرس جانے کے لئے جہاز پر سوار ہو گا۔"

"بالکل یہی بات ہے۔" برنیڈ نے جواب دیا۔ اس کے بھاری اوورکوٹ کا کالر اس کی ٹھوڑی سے ٹکرا رہا تھا۔ اس نے کوٹ کے بٹن کھول دیئے اور بے چینی سے پہلو بدلتے ہوئے بولا۔ "میں نے اپنے اسسٹنٹ ٹیڈی کو اس کے پیچھے لگا دیا ہے۔ اور پیرس میں بھی اپنے آدمیوں کو خبردار کر دیا گیا ہے۔ وہ جنیوا یا پیرس میں ایک لمحہ ہماری نگاہوں سے اوجھل نہیں ہو سکتا۔" وہ ایک لمحہ کو خاموش ہوا پھر بات جاری ہوئے کہنے لگا۔ "وہ جنیوا کے لئے مین روڈ سے روانہ ہوا تھا لیکن تقریباً پانچ کلو میٹر کا طے کرنے کے بعد پائرن سے ذرا آگے اس نے مین روڈ چھوڑ دیا۔ تقریباً آدھی رات لگ بھگ وہ لیبرن نامی ایک چھوٹے سے گاؤں پہنچ گیا تھا اس نے کار ایک اپار ہاؤس کے سامنے کھڑی کر دی تھی۔ اس گاؤں میں صرف چار یا پانچ عمارتیں چار ہیں۔ باقی تمام عمارتیں چھوٹی ہیں۔ رات اس نے اس گاؤں میں گزاری۔ ٹیڈ رپورٹ کے مطابق وہ اس وقت بھی لیبرن میں موجود ہے۔"

"کیا اس دوران وہ گھر سے باہر نکلا تھا یا کوئی اس سے ملنے آیا تھا؟" اس مرتبہ نے آگے جھکتے ہوئے پوچھا۔

"اسے کئی مرتبہ گاؤں میں گھومتے ہوئے دیکھا گیا تھا ہر مرتبہ اس کے ساتھ ایک ڑھی عورت بھی دیکھی گئی ہے۔"

"وہ عورت کون ہے' اس کا نام کیا ہے؟" جرمیاح نے جلدی سے پوچھا۔

"پتا نہیں۔" برنیڈ نے کندھے اچکاتے ہوئے جواب دیا۔ "یہاں ہمیں کمیونیکیشن کے مسائل درپیش ہیں۔ سوئٹزرلینڈ کے قانون کے مطابق ہم یہاں وائرلیس استعمال نہیں کر سکتے۔ ہمارا دارومدار ٹیلی فون پر ہے۔ لیبرن ایک چھوٹا سا گاؤں ہے جس میں کوئی ہوٹل بھی موجود نہیں ہے۔ یہاں سے دس کلو میٹر دور ایک چھوٹی سی سرائے ہے۔ سرائے میں اگرچہ ٹیلی فون کی سہولت موجود ہے لیکن وہاں بھی ڈائریکٹ ڈائلنگ نہیں ہے۔ تمام کالیں ایکسچینج کے توسط سے ہوتی ہیں اس لئے ٹیڈی سے ہماری گفتگو بہت ہی مختصر رہتی ہے۔"

"اس کا مطلب ہے تم اسے کوئی مدد بھی نہیں بھیج سکتے۔ اس طرح کسی کو شبہ ہو سکتا ہے۔" جرمیاح نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک کہتے ہو۔" برنیڈ نے کہتے ہوئے جیب سے سگریٹ کیس نکال لیا۔ اسے کھول کر ایک سگریٹ ہونٹوں میں دبا لیا لیکن جرمیاح کے چہرے پر ابھر آنے والے ناگواری کے تاثرات دیکھ کر اس نے سگریٹ سلگانے کی بجائے اسے دوبارہ سگریٹ کیس میں رکھ لیا۔ "لیبرن جیسے گاؤں میں کوئی اجنبی کسی کی نظروں سے پوشیدہ نہیں رہ سکتا۔ خاص طور پر ایسے موسم میں اگر کوئی اجنبی گاؤں میں آ کر ٹھہرتا ہے تو وہ خود بخود مشکوک ہو جاتا ہے۔ یہاں کے مقامی باشندے اور وہ عورت بھی غالباً مقامی ہی ہیں ایسے شخص کو فوراً تاڑ لیں گے۔ مجھے ٹیڈی کے بارے میں بھی اندیشہ ہے لیکن میرا اندازہ ہے کہ ٹیڈی جس بھیس میں یہاں آیا ہے وہ ابھی تک فاش نہیں ہو سکا ہے۔ بصورتِ دیگر وہ یہاں موجود نہ ہوتا۔"

"وہ کس بھیس میں ہے؟" اس مرتبہ ایموس ہیفنر نے سوال کیا۔

برنیڈ نے جواب دینے کی بجائے ناگوار سی نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا پھر جرمیاح کی طرف دیکھنے لگا جس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ برنیڈ کے اس طرز عمل پر ایموس کے دانت بھنچ گئے۔ وہ خونخوار سی نگاہوں سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا جبکہ برنیڈ اس کی پرواہ کئے بغیر جرمیاح کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"ہمارے خیال میں لیبرن جیسی جگہ کے بارے میں کوئی ایسا کور ہونا چاہئے تھا کہ کو شبہ نہ ہو سکے۔ لہٰذا اس علاقے کے مطابق ہم نے ٹیڈی کے لئے ایک کور تلاش کر لیا۔ وہ یہاں ایک نئے ڈیٹرجنٹ پوڈر کی مارکیٹنگ کے سلسلے میں سروے کر رہا ہے۔ و ٹیڈی بھی ذہین آدمی ہے۔ اس کی گاڑی میں اس طرح کے کئی شعبدے بھرے ر ہیں۔"

"سابی کے آدمیوں کی کیا رپورٹ ہے؟" جرمیاح نے پوچھا۔ سابی موساد آپریشنل ٹیم کا کمانڈر تھا۔

"وہ لوگ بھی پہنچنے والے ہیں۔" برنیڈ نے جواب دیا۔ کار کا اندرونی درجہ حرا بڑھ رہا تھا اور برنیڈ کی پیشانی پر پسینے کے قطرے چمکنے لگے تھے۔ اس نے اپنے چھو کوٹ کے بٹن بھی کھول دیئے۔ "چار افراد جن میں تین آدمی اور ایک عورت شامل پیرس سے اور دو آدمی تل ابیب سے سوئس ائیر لائن کے ذریعے تم سے تقریباً ایک گ پہلے جنیوا پہنچ چکے ہیں۔ سابی بھی آ چکا ہے۔ دو اور لڑکیاں آج رات میونخ سے بھی جائیں گی۔"

"یہ لوگ ہواتما کیس پر کام کر رہے تھے لیکن تمہاری ہدایت پر ہم نے انہیں و سے ہٹا لیا تھا۔" ایموس نے جرمیاح کو بتایا۔

"اس آدمی کی تصویریں ہمیں کب مل سکیں گی تاکہ میں یہ تصدیق کر سکوں کہ ہمارا مطلوبہ آدمی ہے یا نہیں!" جرمیاح نے برنیڈ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

کیتھی اور ایموس نے معنی خیز نگاہوں سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ انہ اچھی طرح یاد تھا کہ لیلے ہیمر میں ایک غیر متعلق آدمی کو ریڈ پرنس کے شبہے میں موت گھاٹ اتار دیا گیا تھا اور غالباً جرمیاح کو وہ سب کچھ یاد تھا اور یہی وجہ تھی کہ اس م کوئی عملی قدم اٹھانے سے پہلے وہ خود تصدیق کر لینا چاہتا تھا کہ مطلوبہ آدمی وہی ہے یا اور!

"تصویریں ہمیں صبح مل جائیں گی۔" برنیڈ نے کہا۔ "ٹیڈی نے آج چوری چھپے ا نوجوان اور بوڑھی عورت کی کچھ تصویریں کھینچی تھیں۔ میرا ایک آدمی آج رات لیبر سے باہر ایک خفیہ مقام پر ٹیڈی سے ملاقات کرنے والا ہے۔ وہ رات کے آخری پہر یہ پہنچ جائے گا اور صبح ناشتے کی میز پر تمہیں تصویریں مل جائیں گی۔"

جرمیاح نے جواب دینے کی بجائے اثبات میں سر ہلا دیا۔ کار میں گہری خاموشی چھا گئی۔ اس کیس میں آپریشنل ٹیم کے استعمال کے بارے میں برنیڈ کو اپنے سوال کا جواب ابھی تک نہیں ملا تھا۔ بالآخر جرمیاح ہی کی آواز نے خاموشی کا سینہ چاک کیا۔

"جس شخص کے لئے یہ سارا سیٹ اپ کیا گیا ہے میری نظروں میں وہ اس وقت دنیا کا اہم ترین آدمی ہے۔ اس کے لئے اگر مجھے اسرائیل کی پوری انٹیلی جنس کو بھی استعمال کرنا پڑے تو میں دریغ نہیں کروں گا۔" وہ چند لمحوں کو خاموش ہو گیا۔ اس کے چہرے پر شکنیں سی ابھر آئی تھیں۔ "لیکن.........." وہ جملہ مکمل کرتے ہوئے بولا۔ "اسے کوئی نقصان نہیں پہنچنا چاہئے۔ میں اسے اپنے سامنے زندہ دیکھنا چاہتا ہوں تاکہ اس سے اپنے چند سوالوں کا جواب حاصل کر سکوں۔"

"تمہاری ہدایات کے مطابق فری بورگ کے نواح میں ایک مکان کا بندوبست کر دیا گیا ہے۔"

"گڈ!" جرمیاح نے اثبات میں سر ہلایا۔ "اب لیبرن جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ آدھی رات کو وہاں پہنچنے کا مطلب یہ ہو گا کہ گاؤں کی پوری آبادی کو اپنی آمد سے آگاہ کر دیا جائے۔ آج رات آرام کرنے کے بعد ہم صبح حرکت میں آ جائیں گے۔ میں چاہتا ہوں کہ تمہارے آدمی جب شکار پر جھپٹیں تو میں بھی قریب ہی موجود رہوں۔ کیتھی' سابی' ایموس اور تم صبح چھ بجے میرے کمرے میں پہنچ جانا۔"

وہ لوگ ابھی تک پارکنگ لاٹ پر کھڑی کار میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اب برنیڈ نے سیدھا ہوتے ہوئے کار اسٹارٹ کر دی۔ کچھ ہی دیر بعد وہ ہالیڈے ان پہنچ گئے جہاں فرضی ناموں سے ان کے لئے کمرے مخصوص تھے۔ برنیڈ' کیتھی کو اپنے ساتھ لے گیا جبکہ جرمیاح اور ایموس لفٹ کے ذریعے اوپر پہنچ گئے جہاں ان دونوں کے کمرے ساتھ ساتھ تھے۔ ایموس پہلے جرمیاح کے کمرے میں داخل ہوا۔ اس نے ایسا صرف احتیاط کے پیش نظر کیا تھا۔ اس کے چند سکنڈ بعد جرمیاح بھی اندر آ گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے دروازہ بھی بند کر دیا تھا۔

"ایموس!" جرمیاح اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔ "میرا خیال ہے کہ آج رات ہم زیادہ دیر تک نیند نہیں لے سکیں گے۔"

"لیکن تم نے تو برنیڈ سے.........." ایموس کچھ کہتے کہتے رک گیا۔ اسے سمجھنے میں

دیر نہیں لگی تھی کہ جرمیاح' برنیڈ کے سامنے اپنے اصل منصوبے اور اس پر عمل درآم کے وقت کا اظہار نہیں کرنا چاہتا تھا۔ جرمیاح اس سنہری اصول پر کاربند تھا کہ کسی معاملہ میں کسی کو اس سے زیادہ نہیں بتانا چاہئے جتنا اس کے لئے جاننا ضروری ہو۔

"سابی کو یہاں بلا لو۔" جرمیاح نے کہا۔ "اس کے پاس نقشے اور دیگر تمام میٹریل موجود ہونا چاہئے۔ ہمیں کم سے کم وقت میں فیصلہ کر کے آپریشنل ٹیم کو سورج طلوع ہونے سے پہلے پہلے روانہ کر دینا چاہئے۔ ان میں سے ایک کسی ٹیلی فون کے قریب موجو رہے گا۔ جیسے ہی میں اور کیتھی تصویروں کی تصدیق کر لیں گے انہیں گرین سگنل دے د جائے گا۔ ہمارے پاس وقت بہت کم ہے۔ صبح سویرے ہی شکار کو گرفت میں لے لی چاہئے۔"

"ٹھیک ہے۔" ایموس نے کہا۔ اس کا ہاتھ پہلے ہی دروازے کی ناب پر پہنچ چکا تھا دفعتاً وہ پیچھے مڑا اور جرمیاح کے چہرے پر نظریں جماتے ہوئے بولا۔ "ملر سے اپ سوالات کا جواب حاصل کرنے کے بعد تم اس کے ساتھ کیا سلوک کرو گے؟"

"تم نے اپنے اعصاب پر ضرورت سے زیادہ بوجھ لاد رکھا ہے ایموس!" جرمیاح نے گہرا سانس لیتے ہوئے کہا۔ "مطمئن رہو۔ مریم کسی اور ویک اینڈ پر تمہارے ساتھ سکتی ہے۔"

ایموس کے کانوں کی لویں تپنے لگیں۔ اس کا چہرہ اس طرح سرخ ہو گیا تھا جیسے اس کا سارا خون اس جگہ سمٹ آیا ہو۔ اسے سمجھنے میں دیر نہیں لگی تھی کہ یہ بوڑھا گرگ اس کے اور مریم کے بارے میں سب کچھ جانتا تھا۔

"لیکن ایک بات یاد رکھو!" جرمیاح نے کہا۔ "میں ایسے لوگوں کو پسند نہیں کرتا ا اپنی بیویوں کو بھی دھوکہ دے رہے ہوں۔ میرے خیال میں کم از کم بیوی سے بے وفا نہیں کرنی چاہئے۔"

ایموس جیسے کٹ کر رہ گیا۔ اس نے باہر نکل کر آہستگی سے دروازہ بند کر دیا۔

☆------☆------☆

اس پہاڑی سڑک پر راستہ طے کرنے میں سیٹروئن کار کو کوئی دشواری پیش نہیں رہی تھی۔ بلندی پر پہنچ کر وہ نشیب میں وادی کی طرف اترنے لگی جسے دھند نے اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا۔

برنیڈ بڑی احتیاط سے گاڑی چلا رہا تھا۔ اس کا منہ پھولا ہوا تھا۔ جب سے اسے پتا چلا تھا کہ جرمیاح رات بھر سابی کے صلاح مشورے سے اس منصوبے کی تفصیلات طے کر چکا ہے اور آپریشنل ٹیم بھی اپنی جگہ پر پہنچ چکی ہے' اس وقت سے اس نے کسی سے کوئی بات نہیں کی تھی۔ اس کے ساتھ فرنٹ سیٹ پر ٹانگیں پھیلائے بیٹھے ہوئے ایموس کے ہونٹوں پر طنزیہ سی مسکراہٹ تھی۔ منصوبہ سازی میں برنیڈ کو نظرانداز کئے جانے پر وہ بہت خوش تھا۔ اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ کیتھی اور جرمیاح اپنے گھٹنوں پر پھیلی ہوئی تصویروں کو دیکھ رہے تھے جو طے شدہ وقت سے ایک گھنٹے کی تاخیر سے انہیں فراہم کی گئی تھیں۔ اس میں شبہ نہیں تھا کہ وہ ملر ہی تھا۔ اس نے وہی سیاہ لباس پہن رکھا تھا جس میں اسے سلامہ کی تدفین کے موقع پر دیکھا گیا تھا۔ بعض تصویروں میں دبلی پتلی سی وہ بوڑھی بھی تھی۔ اس کے بال سفید ہو چکے تھے۔ اس نے خرگوش کی کھال کا سستے قسم کا کوٹ اور پرانے قسم کے شوز پہن رکھے تھے۔ ایک تصویر میں وہ ایک ریسٹورنٹ میں بیٹھے دکھائی دے رہے تھے۔ یہ تصویر باہر سے کھینچی گئی تھی جبکہ ریسٹورنٹ کے اندر خاصا ہجوم نظر آ رہا تھا۔ ایک اور تصویر میں انہیں سڑک پر ٹہلتے ہوئے دکھایا گیا تھا۔ ملر نے بڑھیا کا ہاتھ تھام رکھا تھا۔ بڑھیا کے چہرے پر کرختگی کے تاثرات تھے لیکن اس کی آنکھوں میں عجیب سی چمک تھی۔ لگتا تھا جیسے وہ براہِ راست کیمرے کی طرف دیکھ رہی ہو۔

ہوٹل پہنچنے کے بعد جرمیاح نے فیصلہ کرنے میں دیر نہیں لگائی تھی۔ اس نے فون کا ریسیور اٹھایا اور نمبر ملا کر پہلے سے طے شدہ لفظ "ایورگرین" دہرا کر فون بند کر دیا۔ یہ ملر کو اغوا کرنے کے لئے گرین سگنل تھا۔ اس کے بعد انہوں نے پوری طرح ناشتہ بھی نہیں کیا تھا اور بڑی عجلت میں ہوٹل سے نکل گئے تھے۔

"وہ کیا ہے؟" برنیڈ بڑبڑایا۔ اس کے سامنے دھند میں اچانک ہی دو ہیولے ابھر آئے تھے۔ برنیڈ اسٹیئرنگ وہیل پر قدرے آگے جھک کر غور سے ان ہیولوں کی طرف دیکھنے لگا۔ "کاریں!" وہ ایک بار پھر بڑبڑایا اور ایک سیکنڈ بعد اس کے منہ سے بے اختیار نکلا۔ "ہماری کاریں!"

اس نے بڑی احتیاط سے اپنی کار سڑک پر کھڑی ہوئی ان دونوں کاروں کے پیچھے روک لی۔ اگلی کار میں سے ایک انسانی ہیولہ نمودار ہوا۔ وہ ایک سیکنڈ کو سیٹروئن کے سامنے رکا پھر اس نے آگے بڑھ کر پچھلا دروازہ کھول دیا۔ وہ موساد کی آپریشنل ٹیم کا

سربراہ سابی تھا۔

"بری خبر ہے جرمیاح!" وہ دروازے میں گھسنے کی کوشش کرتے ہوئے بولا۔ کیتھ اور جرمیاح اسے جگہ دینے کے لئے سیٹ کے دوسری طرف سرک گئے۔ "ہمارا پنچھی ایک گھنٹہ پہلے اڑ چکا ہے اور اب پنجرہ خالی ہے۔"

"کیا بکواس کر رہے ہو؟" جرمیاح کے حلق سے بھیڑیے کی سی غراہٹ نکلی۔

"وہ ایک گھنٹہ پہلے روشنی کی پہلی کرن کے ساتھ ہی نکل گیا تھا۔" سابی نے جواب دیا۔ سردی کی شدت سے اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔ "جس وقت ہم نے تمہارا گر سگنل ریسیو کیا تھا اس وقت وہ اپنے مکان سے نکل کر سڑک پر پہنچ چکا تھا۔ تم نے سگنا دینے میں اتنی دیر کیوں کر دی؟"

"تصویریں تیار نہیں ہوئی تھیں۔" کہتے ہوئے جرمیاح کے دانت بھنچ گئے۔ اس کے ساتھ ہی اس نے خونخوار نگاہوں سے برنیڈ کی طرف دیکھا تھا۔

"بہرحال۔" سابی نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔ "تمہارا گرین سگنل ملنے میں ا تاخیر ہو چکی تھی کہ اس پر قابو پانے کی کوشش کرنا بیکار ہوتا کیونکہ ہم ہائی وے پر کوئی ا حرکت کر کے کسی قسم کا خطرہ مول نہیں لے سکتے تھے۔"

ایموس نے کنکھیوں سے جرمیاح کی طرف دیکھا۔ اس نے بڑے میاں کو کبھی بھ اس قدر غصے میں نہیں دیکھا تھا۔ وہ بالکل بے حس و حرکت بیٹھا ہوا تھا۔ آنکھوں سے گو چنگاریاں سی پھوٹ رہی تھیں۔

"اب وہ کہاں ہے؟" بالآخر اس نے پوچھا۔

"ٹیڈی اس کے تعاقب میں گیا تھا۔" سابی نے کہا۔ "جنیوا میں رکے بغیر وہ کوئنٹرا ایئرپورٹ پر پہنچ گیا اور کسٹمز وغیرہ سے نمٹنے کے بعد اس وقت پیرس جانے والی پہلی پروا میں سوار ہونے کا منتظر ہے۔"

جرمیاح کے منہ سے گہرا سانس نکل گیا۔ وہ اپنی بھنچی ہوئی مٹھیوں کو دیکھتے ہوئے سر کو دائیں بائیں حرکت دینے لگا۔ "لعنت ہو!" وہ بڑبڑایا۔ "انتہائی محنت سے تیار کئے ہو۔ منصوبے کا محض اس لئے بیڑا غرق ہو گیا کہ وہ کم بخت ٹیکنیشن وقت پر تصویریں تیار نہیں کر سکا تھا۔ لعنت ہو اس پر!"

"ہم اسے پیرس میں بھی پکڑ سکتے ہیں۔" سابی نے کہا۔ "ہمارے آدمی ایئرپورٹ پ

اس کے منتظر کھڑے ہوں گے۔"

"احمقانہ باتیں مت کرو۔ پیرس میں اس پر ہاتھ ڈالنا اتنا آسان نہیں ہو گا۔ یہاں کی بات اور تھی۔ وہ ہماری مٹھی میں تھا اس کے باوجود نکل گیا۔" اس کے خاموش ہوتے ہی کار کی فضا میں سناٹا سا طاری ہو گیا۔ چند لمحوں بعد جرمیاح نے ہی زبان کھولی تھی۔

"معلوم کیا وہ بڑھیا کون ہے؟"

"تمہاری طرف سے گرین سگنل ملنے سے پہلے میں نے ٹیڈی سے اس معاملے میں بات کی تھی۔ اس نے بتایا تھا کہ ایک موقع پر اس نوجوان نے بڑھیا کو میوٹی کہہ کر مخاطب کیا تھا۔ میوٹی جرمن زبان میں ماں کو کہتے ہیں۔"

"ماں!" جرمیاح کے چہرے پر الجھن کے تاثرات ابھر آئے۔ "وہ کون ہے؟ اس کا نام کیا ہے؟"

"ابھی تک معلوم نہیں ہو سکا۔" سابی نے کندھے اچکائے۔ "لیکن یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ اس کا ایڈریس ہمیں معلوم ہے نام کا بھی پتا چل جائے گا۔"

"ٹھیک ہے اب چلو یہاں سے۔" جرمیاح نے کہا۔

"کیا اب تم اس مکان پر جانا پسند کرو گے جو تمہارے لئے حاصل کیا گیا تھا؟" اس مرتبہ ایموس بولا۔ "کیا ٹم کے آدمیوں کو.........."

"میں کہتا ہوں چلو!" جرمیاح کے حلق سے غراہٹ سی نکلی۔ "سابی تم ہمارے ساتھ ہی رہو اور برنیڈ کو راستے کے بارے میں ہدایات دیتے رہو۔"

برنیڈ نے انجن اسٹارٹ کر دیا۔ انہیں گاؤں میں سے داخل ہو کر گزرنا پڑا تھا۔ برنیڈ نے کار کی رفتار تیز کر دی تھی۔ ایموس اپنی جگہ پر بے حس و حرکت بیٹھا باہر دیکھ رہا تھا۔ بڑا خوبصورت گاؤں تھا۔ چھوٹے چھوٹے کاٹیج بڑے اچھے لگ رہے تھے۔ ایک چھوٹا سا چرچ بھی نظر آ گیا تھا۔

ایک چوراہے پر برنیڈ نے رفتار کم کئے بغیر گاڑی اچانک ہی دائیں طرف والی سڑک پر موڑ دی۔ کار اس گھوڑا گاڑی سے ٹکراتے ٹکراتے بچی جس پر دودھ کے بڑے بڑے کین لدے ہوئے تھے۔ کار کی وجہ سے گھوڑے بے قابو ہو گئے تھے۔ بوڑھے گاڑی بان نے گھوڑوں کو کنٹرول میں رکھنے کی کوشش کرتے ہوئے عجیب سی نگاہوں سے ان کی طرف دیکھا تھا۔

دو چار منزلہ عمارتیں گاؤں کے جنوبی سرے پر واقع تھیں۔ سرخ چھتوں والے خوبصورت ولاز کے مقابلے میں یہ بے رنگ عمارتیں خاصی بھدی لگ رہی تھیں۔

"وہ ہے اس بڑھیا کا مکان!" سابی نے بائیں طرف سڑک کے کنارے پر واقع تیسرے مکان کی طرف اشارہ کیا۔

مکان کے برآمدے میں ابھی تک زرد روشنی والا بلب جل رہا تھا۔

"اس طرف سے آؤ جرمیاح!" کیتھی نے کہا لیکن جرمیاح نے شاید اس کی بات سنی ہی نہیں تھی۔ وہ گیٹ کے دائیں طرف رک کر لیٹر بکس پر لکھا ہوا نام پڑھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ دفعتاً وہ اس طرح بے حس و حرکت ہو گیا جیسے وہ پتھر کے مجسمے میں تبدیل ہو گیا ہو۔ اسے اپنی رگوں میں خون منجمد ہوتا ہوا محسوس ہونے لگا۔

"کیا بات ہے جرمیاح؟" کیتھی نے اس کا ہاتھ پکڑ کر ہلکا سا جھٹکا دیتے ہوئے پوچھا۔

جرمیاح اب بھی بے حس و حرکت کھڑا تھا۔ اس کا چہرہ راکھ کی طرح مرجھایا ہوا اور آنکھیں پھٹی ہوئی سی تھیں۔ بالآخر اس نے ہاتھ اوپر اٹھایا اور انگلی سے گیٹ پر لگے ہوئے لیٹر بکس کی طرف اشارہ کیا۔

"نینا کولائی شیک۔" وہ بڑبڑایا۔ "اوہ میرے خدا! میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔"

☆======☆======☆

بادامی رنگت والا دبلا پتلا کیتا سینوسی سفارت خانے کی عمارت میں اپنے دفتر کی کرسی پر بیٹھا سامنے والی دیوار کو گھور رہا تھا۔ اس کا منہ اس طرح پھولا ہوا تھا جیسے کسی بات پر ناراض ہو۔ یورپین لباس میں وہ اپنے آپ میں عجیب سی بے چینی محسوس کر رہا تھا۔ کوٹ اس کے استخوانی جسم پر خاصا ڈھیلا تھا۔ کلف لگے ہوئے کالر اور ٹائی کی گرہ سے اسے اپنا سانس گھٹتا ہوا سا محسوس ہو رہا تھا۔

کیتا سینوسی کو کئی وجوہات کی بنا پر پیرس سے نفرت تھی۔ سخت سردی، شہر کے علاقے میں لوگوں کی بھیڑ بھاڑ، سڑکوں پر دندناتی ہوئی کاریں، کاروں سے زیادہ طوائفیں ہر راہ گیر کو گھیرنے کی کوشش میں مصروف نظر آتیں اور بگڑا ہوا معاشرہ۔ سینوسی اب تک اس عیاش قوم کو نہیں سمجھ سکا تھا۔ اگر اس کے بس میں ہوتا تو بہت عرصہ پہلے یہاں سے بھاگ کر اپنے وطن پہنچ چکا ہوتا جہاں وسیع و عریض ریت کے سمندر میں کاروانوں کے اونٹوں کی گردنوں میں بندھی ہوئی گھنٹیوں کی آوازیں بڑا سحر انگیز تاثر پیش کر

تھیں۔

وہ ایک چرواہے کا بیٹا تھا۔ اس کی ماں کا تعلق بھی دزا کے پہاڑی علاقے میں آباد ایک قبیلے سے تھا۔ اس کے تین بھائی اور بھی تھے۔ سترہ سال کی عمر میں اس نے اپنے والدین کا گھر چھوڑ دیا تھا۔ یہ اس کے باپ کی خواہش تھی کہ اس کا کم از کم ایک بیٹا فوجی آفیسر بنے اور یہ قرعہ کیتا کے نام نکلا تھا۔

کیتا بزدل نہیں تھا۔ ایک مرتبہ فوجی وردی پہن لینے کے بعد اس نے کبھی بھی فوج سے بھاگنے کی کوشش نہیں کی تھی لیکن فوج کی سخت پابندیاں اسے پسند نہیں تھیں۔ اس کے باوجود اس نے کبھی فوجی قوانین کی خلاف ورزی بھی نہیں کی تھی۔ ایک روز دارنا بیچ کے قریب فوجی مشقوں کے دوران اس کے کیپٹن نے اچانک ہی اسے اپنے خیمے میں طلب کر لیا جہاں گہری رنگت کا ایک میجر بھی بیٹھا ہوا تھا جس کی سرخ آنکھوں سے چنگاریاں سی پھوٹتی ہوئی محسوس ہو رہی تھیں۔ میجر نے اس سے فوجی اور مذہبی رجحانات کے بارے میں متعدد سوالات کئے تھے۔ اس واقعے کے تین مہینے بعد وہ تند خو میجر، جو اب کرنل بن چکا تھا، لیبیا کا حکمران بن گیا۔ اس نے ایک پُرامن انقلاب کے ذریعے شاہ ادریس سینوسی کی حکومت کا تختہ الٹ کر عنانِ حکومت خود سنبھال لی تھی۔ کیتا سینوسی کو لیفٹیننٹ کے عہدے پر ترقی دے کر اسلامی ری پبلک آف لیبیا کے پہلے صدر کرنل معمر قذافی کی پرسنل سیکورٹی کا انچارج مقرر کر دیا گیا تھا۔

کیتا سینوسی جلد ہی اس گروپ میں شامل ہو گیا جو لیبیا کی سرحدوں سے باہر قذافی کے خفیہ منصوبوں کی تکمیل کا ذمہ دار تھا۔ کئی حریت پسندانہ تحریکوں میں حصہ لینے کے علاوہ کیتا سینوسی فلسطینی حریت پسندوں کی تنظیم پی ایل او اور لیبیا کی حکومت کے درمیان افسر رابطہ کے فرائض بھی انجام دے رہا تھا۔ وہ کئی یورپی ممالک کا سفر بھی کر چکا تھا۔ جہاں لیبیا کے سفارت خانوں میں اس نے ایسے شعبے قائم کئے تھے جہاں سے فلسطینی حریت پسندوں اور ان کے حمایتیوں کو اسلحہ، شناختی کاغذات اور فنڈز مہیا کئے جاتے تھے۔ کچھ عرصہ قبل کیتا سینوسی کو پیرس میں لیبین سفارت خانے میں سیکورٹی انچارج بنا کر بھیج دیا گیا تھا۔ اس علاقے میں پی ایل او سے تعلق رکھنے والے حریت پسند اور ان کے حمایتی اب اس سے رابطہ قائم کرتے تھے۔ گزشتہ ہفتے اسے اوپر سے اطلاع ملی تھی کہ ایک یورپین نوجوان اس سے رابطہ قائم کرنے والا ہے۔ یہ پیغام اسے خود یاسر عرفات نے دیا

تھا۔ احتیاط کے پیش نظر اس متوقع ملاقاتی کا اصل نام نہیں بتایا گیا تھا لیکن یاسر عرفات
طرف سے ملنے والے خفیہ پیغام میں اسے الصادق کا فرضی نام دیا گیا تھا۔ کیتا سینوسی
ہدایت کی گئی تھی کہ اس یورپی نوجوان کی ہر ممکن مدد کی جائے۔ اس کے لئے اگر کو
موجود مشن ملتوی بھی کرنا پڑے تو اس سے بھی دریغ نہ کیا جائے۔ آج صبح ہی اس یور
نوجوان نے کیتا سینوسی کو فون کر کے خفیہ الفاظ کے ذریعے اپنی شناخت کرا دی تھی
کیتا نے اسے سمجھا دیا تھا کہ ایونیو مارسیو پر واقع سفارت خانے میں کسی کی نظروں میں
آئے بغیر عقبی دروازے سے کسی طرح اندر داخل ہوا جا سکتا تھا اور اب کیتا سینو
اپنے دفتر میں بیٹھا اسی کا منتظر تھا اس کا وہ پُراسرار ملاقاتی کسی بھی لمحہ آ سکتا تھا۔

دفعتاً میز پر رکھے ہوئے سیاہ رنگ کے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ سینوسی ا
خیالات سے چونک گیا اور اس نے ہاتھ بڑھا کر ریسیور اٹھا لیا۔

"تمہارا مہمان پہنچ گیا ہے!" ریسیور پر عربی میں کہا گیا۔ لہجہ بھرایا ہوا تھا۔

"اسے اندر بھیج دو۔" سینوسی نے کہتے ہوئے ریسیور رکھ دیا اور ایک گہرا سانس
لیتے ہوئے ٹائی کی گرہ ڈھیلی کرنے لگا۔

لابی کے آخری سرے پر ایک دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی اور چند سیکنڈ بعد ایک
طویل قامت صحت مند نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کے جسم پر سیاہ لباس تھا اور اس ـ
ایک ہاتھ میں سیاہ رنگ کا ایک نیا بریف کیس لٹکا رکھا تھا۔

☆======☆======☆

سینوسی نے ایک جھٹکے سے کرسی چھوڑ دی تھی۔ اپنے ملاقاتی کو دیکھ کر اس کے
چہرے پر عجیب سے تاثرات ابھر آئے تھے۔ وہ ملر تھا لیکن اس نے سینوسی سے ہاتھ ملانے
کی ضرورت بھی محسوس نہیں کی تھی۔ وہ ایئرپورٹ سے سیدھا یہاں آیا تھا۔ جہاز سے
اترنے کے بعد وہ صرف چند منٹ کو لاکر سے اپنا بریف کیس نکالنے کے لئے لگیج روم میں
رکا تھا۔ اسے سفارت خانے میں آنا اور ایک ڈپلومیٹ سے مدد لینا پسند نہیں تھا۔ کیونکہ
اس کے خیال میں یہ ہتھکنڈہ اور اس کی فطرت کے خلاف تھا۔ ایسا کرنا اس کے منصوبے کے
حق میں بھی مفید نہیں ہو سکتا تھا۔ یہ منصوبہ اس نے بنایا تھا۔ انتقام وہ لینا چاہتا تھا۔ وہ
نہیں چاہتا تھا کہ کوئی دوسرا بھی اس کے اس انتقام میں شریک ہو لیکن سلامہ کی تدفین کے
روز یاسر عرفات سے صلاح مشورے کے بعد یہ طے ہوا تھا کہ پیرس میں لیبیا کے سفارت

نے سے مدد لینا اس کے منصوبے کے لئے مفید ثابت ہو سکتا ہے۔ خواہ عارضی طور پر ہی
ی' سینوسی اس معاملے میں اس کی ہر ممکن مدد کرے گا۔

"میں الصادق ہوں۔" اس نے سامنے کھڑے ہوئے سینوسی کو مخاطب کرتے ہوئے
ما۔ "اس اٹیچی کیس میں ایک ہتھیار موجود ہے۔ اسے ایک ہفتے کے اندر اندر یروشلم
ـ ایک پتے پر پہنچانا ہے لیکن اس سے پہلے میں اس کی سائٹ ایڈجسٹ کرنے کے لئے
ٹ فائر کرنا چاہتا ہوں۔"

"میرے ساتھ آؤ۔" سینوسی سر ہلاتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ وہ لابی عبور کر
، بائیں طرف کے ایک دروازے کے سامنے رک گیا۔ سینوسی نے جیب سے چابیوں کا
ھا نکال کر ایک چابی منتخب کر کے دروازہ کھولا اور دونوں اندر داخل ہو گئے۔

یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جس کے دوسری طرف بھی ایک دروازہ نظر آ رہا تھا۔ وہ
دازہ بھی مقفل تھا۔ سینوسی نے تالا کھول دیا۔ اس دروازے کے دوسری طرف ایک
ل زینہ تھا جو نیچے تہہ خانے میں چلا گیا تھا۔ نیچے بھی ایک کمرہ تھا لیکن اس کمرے کی
منے والی دیوار فرش سے چھت تک پلاسٹک کے موٹے پیڈنگ میٹریل سے ڈھکی ہوئی
ی۔ دروازے کے قریب ہی اندر کی طرف ایک بھاری بھرکم آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی
ٹائپ باریک مونچھیں ٹھوڑی سے بھی نیچے لٹکی ہوئی تھیں۔ وہ کوئی پرانا میگزین پڑھ رہا
جسے اس نے فوراً ہی میز کے نیچے پھینک دیا۔ میز کے نیچے وہ میگزین ملر کی نگاہوں سے
یدہ نہیں رکھ سکا تھا۔ وہ فرانسیسی میگزین تھا جس کے سرورق پر ایک عورت کی عریاں
ر تھی۔

وہ شخص مشتبہ نگاہوں سے ملر کی طرف دیکھنے لگا۔ اس کا ہاتھ بیلٹ میں اڑسے
ئے بھاری ریوالور کے دستے پر پہنچ گیا تھا۔ سینوسی نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے سر ہلا
اور آگے بڑھ کر پیڈنگ میٹریل والی دیوار کا دروازہ کھول دیا۔ سب سے پہلے وہ خود
ے میں داخل ہوا تھا۔ اندر داخل ہوتے ہی اس نے دائیں طرف کی دیوار پر لگا ہوا
، سوئچ آن کر دیا۔ بیک وقت کئی ٹیوب لائٹیں جل اٹھیں اور وہاں دن کی سی روشنی
ل گئی۔

یہ ایک وسیع و عریض ہال تھا جو دراصل شوٹنگ رینج کے طور پر استعمال ہوتا تھا۔
ساؤنڈ پروف تہہ خانے میں ہونے والی فائرنگ کی آواز باہر نہیں سنی جا سکتی تھی۔

ساٹھ فٹ لمبے اس ہال میں شوٹنگ کے لئے پانچ ٹریک بنے ہوئے تھے جن پر آٹومیٹک ٹارگٹ پلیٹیں بھی لگی ہوئی تھیں۔ دیواروں کے ساتھ اسٹیل کی بھاری الماریاں ایستادہ تھیں۔ طر کو سمجھنے میں دیر نہیں لگی کہ ان الماریوں میں مختلف قسم کا اسلحہ بھرا ہوا تھا۔ ایلومینیم کی ٹاپ والی ایک لمبی سی میز پر مختلف اقسام کے اوزار بڑے سلیقے سے سجے ہوئے تھے۔

یہ تہہ خانہ بھی کیتا سینوسی نے تیار کرایا تھا۔ یہاں فلسطین اور لیبیا کے حریت پسند نہ صرف نئے اسلحہ کی فوری تربیت حاصل کرتے تھے بلکہ انہیں مختلف مہمات کے لئے ضروری اسلحہ بھی فراہم کیا جاتا تھا۔

طر نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے پسندیدہ انداز میں سر ہلایا۔ پھر وہ ان دونوں کی طرف مڑتے ہوئے بولا۔

"بہتر ہوگا کہ تم دونوں مجھے اس کمرے میں کچھ دیر کے لئے تنہا چھوڑ دو۔ میں کام کرنا چاہتا ہوں۔" اس کے لہجے میں سرد مہری نمایاں تھی۔

"میں تمہیں یہاں اکیلا نہیں چھوڑ سکتا۔" سینوسی نے بھی سرد لہجے میں جواب دیا۔

"تمہیں اس سلسلے میں واضح احکامات مل چکے ہیں۔" طر نے اسے گھورا۔ "اب دو ہی صورتیں ہیں۔ یا تو مجھے یہاں تنہا چھوڑ دو یا یاسر عرفات کے دوسرے کیبل کا انتظار کرو۔"

سینوسی کے ہونٹ بھنچ گئے۔ اس کی آنکھوں میں اچانک ہی سرخی سی ابھر آئی تھی۔ وہ بار بار مٹھیاں بھینچ رہا تھا۔ اس نے کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا لیکن پھر شکست خوردہ سے انداز میں اس کا چہرہ لٹک گیا۔

"چلو!" اس نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے اپنے ساتھی کو بھی اشارہ کر دیا۔

"ایک منٹ!" طر نے ہاتھ اس کی طرف پھیلاتے ہوئے کہا۔ "اس دروازے کی چابی!"

بلاکو ٹائپ مونچھوں والے نے سینوسی کی طرف دیکھا۔ اپنے آفیسر کے ساتھ طر کے اس طرز عمل پر اس کے چہرے پر بھی غصے کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ سینوسی نے اثبات میں سر ہلا دیا اور دوسرے شخص نے زیر لب کچھ بڑبڑاتے ہوئے چابی طر کی ہتھیلی پر رکھ دی۔ ان دونوں کے باہر نکلتے ہی طر نے دھڑ سے دروازہ بند کر کے لاک کر دیا۔

اس نے اپنے لئے بائیں طرف کا آخری شوٹنگ ٹریک منتخب کیا اور بریف کیس سامنے رکھ کر احتیاط سے اسے کھول دیا۔ ریمنگٹن مختلف حصوں کی صورت میں بریف کیس میں پڑی ہوئی تھی۔ اس نے تمام حصے جوڑ کر چیمبر میں گولی بھری اور ریمنگٹن کو ٹریک پر رکھ کر ٹارگیٹ کا سوئچ دبا دیا۔ ٹریک کے آخری سرے پر موٹر چلنے کی ہلکی سی آواز سنائی دی اور کارڈ بورڈ کا ٹارگیٹ ٹریک پر آہستہ آہستہ اس کی طرف آنے لگا۔ طر نے کارڈ بورڈ پر لگا ہوا پرنٹڈ ٹارگیٹ اتار کر فرش پر پھینک دیا اور فل کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک کاغذ نکال لیا جس کی کئی کئی تہیں لگی ہوئی تھیں۔ تہیں کھول کر اس نے کاغذ ٹارگیٹ بورڈ پر لگا دیا اور ایک قدم پیچھے ہٹ کر اس کا جائزہ لینے لگا۔

اس چکنے کاغذ پر ایک آدمی کی تصویر بنی ہوئی تھی۔ یہ تصویر جسم کے اوپر والے حصے کی تھی۔ یہ دنیا کی وہ معزز اور معروف ترین شخصیت تھی جو طر کے ہاتھوں قتل ہونے والی تھی۔

طر نے تصویر کا جائزہ لینے کے بعد دوبارہ ٹارگیٹ سوئچ دبا دیا۔ ٹارگیٹ آہستہ آہستہ پیچھے سرکنے لگا اور بالآخر ٹریک کے آخری سرے پر پہنچ کر رک گیا۔ اس نے ریمنگٹن پستول اٹھا لیا اور بڑے ماہرانہ انداز میں اس پر لگی ہوئی دوربین کا فاصلہ ایڈجسٹ کرنے والی ناب کو حرکت دینے لگا۔ لینس پر پہلے تو دھندلی سی رہی لیکن جیسے جیسے وہ ناب کو حرکت دے رہا تھا اس کی آنکھوں کے سامنے ٹارگٹ پر لگی ہوئی تصویر واضح ہوتی جا رہی تھی۔ بالآخر اس نے تصویر میں دل کے مقام کا نشانہ لے کر ٹرائیگر دبا دیا۔ اس کے ہاتھوں کو ہلکا سا جھٹکا لگا اور ہال فائر کی آواز سے گونج اٹھا۔ اس نے استعمال شدہ کارتوس نکال کر چیمبر میں دوسری گولی بھری اور پستول کو دونوں ہاتھوں میں اٹھا کر نشست باندھنے لگا۔ پہلی گولی نے تصویر میں دل کے بائیں طرف ذرا نیچے سوراخ بنا دیا تھا۔ اس نے ایلومینیم ٹاپ والی میز سے ایک چھوٹا سا اسکریو ڈرائیور اٹھایا اور پستول کے سائیٹ اسکریو کو ری ایڈجسٹ کرنے لگا۔ چند سیکنڈ بعد اس نے دوسرا فائر کیا۔ اس مرتبہ گولی دل سے کچھ اوپر لگی تھی اس نے سائٹ اسکریو کو تھوڑا سا ڈھیلا کر کے پھر فائر کیا۔ اس مرتبہ بھی گولی دل سے کچھ اوپر لگی تھی۔ اس نے ایک بار پھر اسکریو ڈرائیور اٹھا لیا۔ چوتھی گولی ٹھیک نشانے پر لگی تھی۔ اس نے سائٹ اسکریو کو اسی جگہ پر رہنے دیا اور تین اور فائر کئے۔ تینوں گولیاں تصویر میں دل کے مقام پر ایک ہی جگہ لگی تھیں۔ اس کے چہرے پر طمانیت سی آ گئی۔ اس نے ٹارگیٹ

کا سوئچ دبا دیا۔ ٹارگیٹ ٹریک پر سرکتا ہوا قریب آ گیا۔ اس نے تصویر اتار کر اپنے سا رکھ لی اور گہری نظروں سے اپنے نشانوں کا جائزہ لینے لگا۔ پھر مطمئن انداز میں سر ہلا ہوئے اس نے ایک مخصوص قسم کا سیمنٹ پستول کے سائٹ اسکریو پر لگا دیا تاکہ وہ جگہ سے حرکت نہ کر سکے۔

میز پر بائیں طرف سرخ رنگ کا ایک چھوٹا ڈبہ رکھا ہوا تھا۔ اس نے برش اٹھ رنگ میں تر کیا اور تصویر میں ٹھیک دل کے مقام پر بنے ہوئے تین سوراخوں پر دائر کھینچ دیئے۔ اس نے جیسے ہی تصویر اٹھائی تصویر پر لگا ہوا رنگ نیچے کی طرف بہنے لگا۔ دیکھ کر طر کے ہونٹوں پر خفیف سی مسکراہٹ آ گئی۔

طر نے ریمنگٹن کے تمام حصے الگ الگ کر کے انہیں صاف کیا اور دوبارہ بر کیس میں پیک کر دیا۔ بریف کیس لاک کرنے کے بعد اس نے چابی اور تصویر والا پو کوٹ کی اندرونی جیب میں رکھ لیا۔ جب وہ دروازہ کھول کر باہر نکلا تو سینوسی اور اس ساتھی ملحق کمرے میں بیٹھے سرگوشیوں میں گفتگو کر رہے تھے لیکن اسے دیکھ کر وہ یکا خاموش ہو گئے۔

"چلو! میرا کام ختم ہو چکا ہے۔" طر کا مخاطب سینوسی تھا۔ جب وہ دوسرے آدم نگاہوں سے اوجھل زینے کی لینڈنگ پر پہنچے تو طر نے بریف کیس اور کاغذ کی ایک سینوسی کے ہاتھ میں تھما دی۔

"یہ بریف کیس ایک ہفتے کے اندر اندر یروشلم پہنچ جانا چاہیے۔ جو بھی شخص بریف کیس لے کر جائے گا اس سلپ پر لکھے ہوئے نمبر پر یروشلم میں اپنی آمد کی اطلاع دے۔ میرے آدمی وہاں اس کے منتظر ہوں گے۔"

سینوسی کا منہ پھولا ہوا تھا۔ وہ اجنبیوں کا رعب یا سرد رویہ برداشت کرنے کا عا نہیں تھا لیکن یہاں معاملہ یاسر عرفات کا تھا۔ اس لئے وہ طر کو کچھ کہہ تو نہیں سکتا تھا اس کے دل میں یہ خواہش ضرور تھی کہ جلد سے جلد اس سے چھٹکارہ حاصل ہو جائے

"کچھ اور.........؟" منہ پھولا ہوا ہونے کے باوجود اس نے اخلاقی طور پر پوچھا۔

"ہاں! ممکن ہے یہاں تک آتے ہوئے میرا تعاقب کیا گیا ہو لیکن اب میں اس کو یقینی بنانا چاہتا ہوں کہ جب میں یہاں سے جاؤں تو کوئی میرا تعاقب نہ کرے۔" طر کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ہم اس مسئلے سے بھی نمٹ لیں گے۔" سینوسی نے جواب دیا۔

اس مسئلے نمٹنا واقعی مشکل نہیں تھا۔ ماسکو میں چھ مہینے کے کریش کورس کے دوران اس نے اس جیسے ایمرجنسی معاملات سے نمٹنے کے لئے کے جی بی سے خصوصی تربیت لی تھی۔

طر سے بریف کیس لینے کے دس منٹ بعد وہ طر کی روانگی کے سلسلے میں تمام تیاری مکمل کر چکا تھا۔ سفارتخانے کے اندرونی احاطے میں پانچ کاریں روانگی کے لئے تیار کھڑی تھیں۔ ان کے انجن اسٹارٹ تھے۔ دو کاریں ایسی تھیں جن میں چار چار افراد بیٹھے ہوئے تھے۔ باقی تین بظاہر خالی تھیں۔ ڈرائیوروں کے علاوہ ان میں اور کوئی بھی نظر نہیں آ رہا تھا لیکن ان میں سے ایک کار ایسی بھی تھی جس میں ایک مسافر موجود تھا۔ وہ مسافر طر تھا جو پچھلی سیٹ کے قریب فرش پر لیٹا ہوا تھا۔

کیتا سینوسی نے جیسے ہی اشارہ دیا سفارت خانے کا گیٹ کھل گیا اور تمام کاریں حرکت میں آ کر تیز رفتاری سے گیٹ سے نکل گئیں۔ گیٹ سے نکلتے ہی تمام کاروں نے مختلف راستے اختیار کئے تھے۔ طر تیسری کار میں تھا۔

وہ دو اسرائیلی ایجنٹ جنہوں نے ایئرپورٹ سے طر کا تعاقب شروع کیا تھا انہوں نے اپنی مدد کے لئے کچھ اور آدمی بھی بلوالئے تھے جو سفارتخانے کے سامنے والے گیٹ اور پچھلے راستے کی بھی نگرانی کر رہے تھے لیکن جب سفارت خانے سے ڈپلومیٹک کاروں کا جلوس برآمد ہوا تو اسرائیلی ایجنٹ بری طرح بوکھلا گئے تھے۔ اسرائیلی ایجنٹوں کی کار نے ایک لمحہ ضائع کئے بغیر سفارت خانے سے برآمد ہونے والی پانچ میں سے ایک لیموزائن کا تعاقب شروع کر دیا لیکن کچھ دیر بعد جب وہ لیموزائن نارتھ افریقی ریسٹورنٹ کے سامنے رکی اور چار لیبین' سفارتکار نیچے اترے تو اسرائیلی ٹاپتے رہ گئے۔ طر انہیں غچہ دینے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

سفارت خانے سے رخصت ہونے سے پہلے طر نے سینوسی سے بڑی گرمجوشی سے ہاتھ ملایا تھا۔ خوش اخلاقی کے اس مظاہرے میں اس نے کوئی حرج نہیں سمجھا تھا کیونکہ وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ یہ سینوسی سے اس کی آخری ملاقات تھی۔ سینوسی کے دن گنے جا چکے تھے اور وہ عنقریب موت کے گھاٹ اتار دیا جانے والا تھا۔

☆======☆======☆

دوسرے روز صبح بیروت ایئرپورٹ پر ایئر فرانس کے بوئنگ طیارے سے اتر۔
پہلا شخص کیتا سینوسی تھا۔ امیگریشن کاؤنٹر پر پہنچ کر اس نے اپنے ڈپلومیٹک شناختی کا
دکھائے اور اسے فوراً ہی جانے کی اجازت دے دی گئی۔ لاؤنج سے باہر نکلتے ہی
بیروت میں لیبین سفارت خانے کا تھرڈ سیکرٹری مل گیا۔

"میں نے جس کار کے لئے کہا تھا وہ لائے ہو یا نہیں؟" سینوسی نے اس سے
ملاتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں' تمہاری ہدایات کے مطابق ہم نے ایسی کار کرائے پر حاصل کر رکھی ہے
فورڈ ییئرمونٹ کار ہے۔ تم جہاں جانا چاہو گے میں ڈرائیور کے فرائض.........."

"نہیں۔" سینوسی نے اس کی بات کاٹ دی۔ "ڈرائیو میں خود کروں گا۔ تم مجھے
کی چابیاں دے دو اور یہ بتا دو کہ کار کہاں کھڑی ہے۔ اس کے بعد تم اپنے دفتر
ہو۔"

پانچ منٹ بعد سینوسی جنوبی روٹ نمبرون پر تیز رفتاری سے کار چلا رہا تھا۔
رخ طائر کی طرف تھا۔ یہ پہاڑی سڑک تھی۔ موڑ پر بھی وہ کار کی رفتار کم نہیں کر ر
کئی مرتبہ کار الٹتے الٹتے بچی تھی۔

کل جب ملر نے اسے بریف کیس بھجوانے کی ہدایت کی تھی تو سینوسی نے
داری کسی اور کے کندھوں پر لادنے کی بجائے خود جانے کا فیصلہ کیا تھا جس کے نتیجے
اس وقت بیروت میں نظر آ رہا تھا۔ چند مہینے پہلے اس نے پیرس سے ڈپلومیٹک میل
کے تحت بیروت میں اپنے سفارت خانے کے نام چند پیٹیاں بھیجی تھیں جن میں اسلح
ہوا تھا۔ بیروت میں یہ پیٹیاں اس کے سفارت خانے کے ایک آفیسر نے وصول کی
لیکن گزشتہ نومبر میں "پیرس میچ" نامی میگزین میں فرانسیسی انٹیلی جنس کے ایک
کرنل لیروئے فن وائل کا ایک مضمون شائع ہوا تھا جس میں اس نے یہ سنس
انکشاف کیا تھا کہ اس کے محکمہ کے ایک شعبے "سروس سیون" نے بیروت میں
سفارت خانے کے نام پیرس سے بھیجے جانے والے ڈپلومیٹک ڈاک کے تھیلے کھول کر
کئے تھے۔ کرنل لیروئے کی یہ رپورٹ پڑھ کر سینوسی تھرا اٹھا تھا۔ اس کا مطلب تھا
پیرس سے باہر اپنے سفارت خانوں کو جو بھی اسلحہ اور رپورٹیں ڈپلومیٹک کارگو کے ذ
بھیج رہا تھا وہ سب کچھ فرانسیسی انٹیلی جنس کی نظروں میں آ چکا تھا۔ اگرچہ اسلحہ وغیرہ

ئی نیا طریقہ ابھی دریافت نہیں کیا گیا تھا لیکن الصادق کا دیا ہوا بریف کیس یروشلم پہنچانا
ت ضروری تھا۔ اس لئے اس نے خود جانے کا فیصلہ کیا تھا۔ خوش قسمتی سے ابھی وہ
ت نہیں آیا تھا کہ ڈپلومیٹس کے سامان کی بھی تلاشی لی جاتی۔ پیرس کے چارلس ڈیگال
یرپورٹ پر بھی اس کے سامان کی تلاشی لئے بغیر جہاز میں سوار ہونے کی اجازت دے دی
ی تھی۔

بیروت ایئرپورٹ سے روانہ ہونے کے تقریباً ایک گھنٹے بعد وہ لبنان میں اقوام متحدہ
امن فوج کی نائیجرین بٹالین کے ہیڈ کوارٹر پہنچ چکا تھا۔

"میجر بالیوا۔" سینوسی نے ایک سیاہ فام سنتری کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "اسے
لاع کر دو کہ اس کا دوست پہنچ گیا ہے۔"

سنتری نے گارڈ بوتھ میں داخل ہو کر فون کا ریسیور اٹھا لیا اور کسی سے بات کرنے
ا۔ بمشکل دو منٹ گزرے ہوں گے کہ کیمپ کے اندرونی حصے سے تیز رفتاری سے آنے
الی ایک جیپ گیٹ کے قریب آ کر رکی۔ اسٹیئرنگ کے سامنے بیٹھا ہوا ایک بھاری بھرکم
فیسر چھلانگ لگا کر نیچے اترا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا سینوسی کی کار میں داخل ہو گیا۔
نوں نے گرمجوشی سے ایک دوسرے سے ہاتھ ملایا اس کے ساتھ ہی سینوسی نے وہ بریف
یس آفیسر کے حوالے کر دیا۔ اس بریف کیس کے ساتھ ایک کاغذ پر لکھا ہوا فون نمبر اور
یک لفافے میں بھاری رقم بھی موجود تھی۔ انہیں ایک دوسرے سے بارگیننگ کی
رورت پیش نہیں آئی تھی۔ میجر بالیوا' اس کا پرانا دوست تھا اور وہ اس سے پہلے بھی اس
م کے کئی کام اس سے لے چکا تھا۔

دوپہر کے بعد سینوسی دوبارہ بیروت پہنچ چکا تھا۔ جہاں ہوٹل میریڈین میں اس کا کمرہ
پہلے ہی سے مخصوص تھا۔ یہاں اسے صرف ایک رات قیام کرنا تھا کیونکہ اگلی صبح کی
لائٹ پر پیرس کے لئے اس کی سیٹ بک تھی۔

اسی شام چار گھنٹے کی مسلسل ڈرائیو کے بعد میجر بالیوا یروشلم پہنچ گیا۔ اسے اسرائیلی
سرحد عبور کرنے میں کوئی دشواری پیش نہیں آئی تھی۔ چیک پوسٹ پر موجود اسرائیلی اور
نانی محافظوں کو سختی سے یہ ہدایات تھیں کہ اقوام متحدہ کی امن فوج کی کسی گاڑی یا کسی
دمی کو نہ روکا جائے چنانچہ میجر بالیوا کی گاڑی پر اقوام متحدہ کے مخصوص نشان والی پلیٹیں
یکھتے ہی محافظوں نے اس کی شیورلیٹ کار کو آگے جانے کا راستہ دے دیا تھا۔

یروشلم کے کنگ ڈیوڈ ہوٹل کے ایک کمرے میں ناشتہ کرنے کے بعد میجر بالیوا نے ٹیلی فون پر وہ نمبر ڈائل کیا جو سینوسی نے اسے دیا تھا۔ وہ نمبر مشرقی یروشلم کے ایک علاقے کا تھا۔ پہلی گھنٹی پر ہی دوسری طرف سے کال ریسیو کر لی گئی۔ ریسیور پر عربی لہجے میں ایک بھاری آواز سنائی دی تھی۔

"تمہارے بچوں کا کیا حال ہے؟" میجر بالیوا نے انگریزی میں کہا اسے اپنے مشن کے بارے میں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں تھی۔

اس سے فون پر بات کرنے والے نے اسے دوسرے دن صبح پرانے شہر میں واقع ابوبکر ریسٹورنٹ میں ناشتے کی دعوت دی تھی۔ شہر کا وہ علاقہ غیر ملکی سیاحوں کے لئے بڑی کشش رکھتا تھا۔ میجر بالیوا نے اس کی دعوت قبول کر کے شکریہ ادا کرتے ہوئے فون بند کر دیا۔

میجر بالیوا کی رات بڑے سکون سے گزری تھی۔ صبح اٹھ کر اس نے شیو بنایا' غسل کیا' کپڑے پہنے اور ہوٹل کا بل ادا کر کے پرانے شہر کی طرف روانہ ہو گیا۔ ابوبکر ریسٹورنٹ کے ٹیرس میں بیٹھ کر اس نے بڑے اطمینان سے تگڑا سا ناشتہ کیا اور سامنے دیکھنے لگا جہاں ماؤنٹ آف اولیو کا دلفریب منظر نظر آ رہا تھا۔ اس دوران کسی نے اس سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش نہیں کی تھی لیکن جب وہ وہاں سے رخصت ہونے لگا تو کرسی کے قریب فرش پر رکھا ہوا سیاہ بریف کیس اب وہاں موجود نہیں تھا۔

جس وقت میجر بالیوا بیروت جانے کے لئے شہر کی بڑی شاہراہ عبور کر رہا تھا اس وقت سیاہ رنگ کا وہ بریف کیس نواف نامی ایک اسٹوڈنٹ کے کمرے میں پہنچ چکا تھا۔ نواف الفتح کا ایک سرگرم کارکن تھا۔ بریف کیس میں رکھا ہوا وہ خوفناک ریمنگٹن پستول اس جگہ پہنچ چکا تھا جہاں طلر پہنچانا چاہتا تھا۔

اسی طرح تقریباً اسی وقت منصوبے کے عین مطابق بیروت میں ایک خوفناک حادثہ بھی رونما ہو چکا تھا۔ کیتا سینوسی میریڈین ہوٹل سے نکل کر ٹہلتا ہوا پارکنگ لاٹ میں پہنچا جہاں اس کی کرائے پر حاصل کردہ کار کھڑی تھی۔ اس نے کار میں بیٹھ کر انجن اسٹارٹ کیا اور پارکنگ لاٹ سے نکل کر جیسے ہی سڑک پر پہنچا بائیں طرف سے آنے والا ایک بھاری ٹرک اسے روندتا ہوا نکل گیا۔ یہ ہٹ اینڈ رن قسم کا حادثہ تھا۔ ٹرک سینوسی کی کار کو روندنے کے بعد تیزی سے غائب ہو گیا تھا اور کوئی اس کا نمبر بھی نوٹ نہیں کر سکا تھا۔

کیتا سینوسی جائے حادثہ پر ہی جاں بحق ہو گیا تھا۔

سینوسی کی موت کے ساتھ ہی یہ ثبوت بھی ختم ہو چکا تھا کہ طلر کا دیا ہوا وہ خوفناک پستول پیرس سے باہر کس نے اسمگل کیا تھا۔

☆------☆------☆

سہ پہر کا وقت تھا۔ سرد ہوا کے ہلکے ہلکے جھونکے خنجر کی کاٹ کی طرح جسم کو
رہے تھے۔ چاروں طرف تاحد نگاہ برف کا فرش بچھا ہوا نظر آ رہا تھا۔ سامنے گرور جھیل
جما ہوا پانی آئینے کی طرح چمک رہا تھا۔

کیتھی جھیل سے کچھ دور واقع اس مکان سے نکل کر ٹہلتی ہوئی اس راستے پر
رہی تھی جو سیدھا جھیل کی جیٹی کی طرف چلا گیا تھا۔ جرمیاح نے پیرس سے کوئی اطلا
ملنے تک اسی مکان میں ٹھہرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ آپریشنل ٹیم کے بیشتر آدمی فرانس جا
تھے۔ اس مکان میں صرف چند افراد ہی رہ گئے تھے' کیتھی' ایموس' جرمیاح' کمیونیکی
کے آدمی کے علاوہ صرف دو باڈی گارڈز تھے۔ سابی کی آپریشنل ٹیم کے دو آدمی
بورگ کے ایک ہوٹل میں قیام پذیر تھے۔ انہیں ریزرو ٹیم کے طور پر رکھا گیا تھا۔ پر
جرمیاح کو پیرس سے اطلاع ملی تھی کہ طر پیرس میں لیبین سفارت خانے میں داخل ہوا
لیکن وہ انہیں غچہ دے کر نکلنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ اس کے باوجود جرمیاح نے اگلے
دن تک سوئٹزرلینڈ ہی میں ٹھہرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ عین ممکن ہے
پیرس سے غائب ہونے کے بعد طر اپنی ماں سے ملنے کے لئے دوبارہ لیبرن کا چکر لگائے۔

یہ بڑی پُرسکون جگہ تھی۔ یہاں کی خاموش فضا نے کیتھی کے اعصاب پر بڑا خوشگ
اثر ڈالا تھا۔ دنیا سے کٹ کر وہ اپنے آپ کو بڑی پُرسکون محسوس کر رہی تھی۔ اس مکا
میں ٹیلی ویژن بھی نہیں تھا۔ فون پر کبھی کبھار کوئی کال آ جاتی تھی۔ یہاں میلوں دور
کوئی ذی روح بھی نظر نہیں آتا تھا۔ اپنے پرانے فرکوٹ میں لپٹی جھیل کے کنارے
تک ٹہلتے ہوئے وہ اپنے آپ میں عجیب سی کیفیت محسوس کرتی تھی۔

جیٹی اب اس کی نظروں کے سامنے تھی لیکن جھیل کے کنارے ایک پستہ قامت
آدمی کو کھڑے دیکھ کر وہ چونکے بغیر نہیں رہی تھی۔ وہ آدمی برہنہ سر تھا اور ہوا
جھونکوں سے اس کے سفید بال لہراتے ہوئے سے نظر آ رہے تھے۔ کیتھی اسے دیکھ کر

ہی رک گئی۔ جب سے انہوں نے لیبرن کے اس مکان کے دروازے پر نینا کولائی شیک کا
نام لکھا ہوا دیکھا تھا جرمیاح کے ہونٹوں کو چپ سی لگ گئی تھی۔ کیتھی نے جب بھی اس
بڑھیا کے بارے میں کوئی سوال کیا تھا جرمیاح نے اسے بڑی خوبصورتی سے ٹال دیا تھا۔
اس کے بعد سے تو جرمیاح نے کیتھی یا اپنے دوسرے ساتھیوں سے بولنا بھی کم کر دیا تھا۔
وہ ان سے الگ الگ رہتا اور کھانا بھی اپنے کمرے میں اکیلا ہی کھاتا۔ کیتھی نے اس سے
پہلے جرمیاح کو کبھی ایسی کیفیت میں نہیں دیکھا تھا اور اس کی سمجھ میں بھی نہیں آ رہا تھا کہ
جرمیاح کو کس طرح زبان کھولنے پر اکسایا جائے۔

اس وقت وہاں کھڑی وہ اپنے آپ کو دنیا کی سب سے بڑی احمق محسوس کر رہی
تھی۔ اس میں آگے بڑھنے کی ہمت نہیں ہو رہی تھی۔ وہ واپس جانے کے بارے میں
سوچ رہی تھی کہ جرمیاح پیچھے مڑا۔ اس نے کیتھی کو دیکھ لیا تھا لیکن کسی قسم کا اشارہ
نہیں کیا۔ دونوں اپنی اپنی جگہوں پر کھڑے ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔ بالآخر کیتھی
چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی ہوئی آگے بڑھنے لگی۔

"ہیلو جرمیاح! کیسے ہو؟" اس نے قریب پہنچ کر پوچھا۔

یوں لگا جیسے جرمیاح نے اس کی بات سنی ہی نہ ہو۔ وہ دوسری طرف گھوم کر منجمد
جھیل کی طرف دیکھنے لگا۔ کئی لمحات گزر گئے۔ بالآخر جرمیاح کے ہونٹوں کو حرکت ہوئی اور
وہ مدھم لہجے میں بولا۔

"بعض اوقات انسان کا ماضی کسی خونی بھیڑیئے کی طرح اس پر حملہ آور ہوتا ہے۔
جن لوگوں کے بارے میں تم نے سوچ رکھا ہو کہ وہ مر کھپ گئے ہوں گے اور زمین میں
ان کی ہڈیاں بھی گل چکی ہوں گی لیکن دفعتاً وہ ایک نئی شکل میں سامنے آ جائے
اور........" وہ چند لمحوں کو خاموش ہوا پھر بات جاری رکھتے ہوئے بولا۔ "بعض چہرے
اور نام ماضی سے ابھر کر اچانک ہی سامنے آ جاتے ہیں اور تم یہ فیصلہ نہیں کر پاتیں کہ یہ
محض اتفاق ہے یا انہیں ایک روز سامنے آنا ہی تھا۔"

جرمیاح اس طرح خاموش ہو گیا جیسے اسے اپنی ہی باتوں پر شرم آ رہی ہو۔

"میرا خیال ہے تم نینا کولائی شیک کی بات کر رہے ہو۔" کیتھی نے سوالیہ نگاہوں
سے اس کی طرف دیکھا۔ اسے یہ سمجھنے میں دیر نہیں لگی تھی کہ جرمیاح اس وقت بولنا
چاہتا ہے۔ ماضی کے کسی راز سے پردہ اٹھانا چاہتا ہے۔

"ہاں! نینا اور اس کے شوہر کی بات کر رہا ہوں۔" جرمیاح نے کئی لمحوں کے بعد جواب دیا۔ "پروفیسر کرٹ کولائی شیک! میرا خیال ہے تمہیں یہ نام یاد ہو گا۔" وہ ایک بار پھر خاموش ہو گیا لیکن اس مرتبہ کیتھی کے جواب دینے سے پہلے ہی بول پڑا۔ "نہیں! تمہیں اس سلسلے میں کچھ یاد نہیں ہو گا۔ یہ 1958ء کی بات ہے۔ تم اس وقت تک موساد میں نہیں آئی تھیں۔"

کیتھی نے سر ہلا دیا۔ 1958ء میں وہ اگرچہ انٹیلی جنس میں نہیں آئی تھی لیکن موساد کے ایک ایجنٹ سائمن کی بیوی ضرور تھی مگر ظاہر ہے اسے یہ معلوم نہیں تھا کہ یہودیوں کی اس خوفناک تنظیم میں کیا ہو رہا ہے۔ سائمن کے طلاق دینے کے بعد ہی اسے موساد میں شامل کر لیا گیا تھا۔ یہ ایسی ہی بات تھی جیسے کتے کو خاموش رکھنے کے لئے اس کے سامنے ہڈی ڈال دی گئی ہو۔

"کولائی شیک 1957ء میں اسرائیل آیا تھا۔" جرمیاح نے اس کی طرف دیکھے بغیر کہنا شروع کیا۔ "وہ چیکوسلواکیہ کا باشندہ تھا۔ صیہونیت سے بھی اس کا کوئی تعلق نہیں تھا۔ کہا جاتا تھا کہ جوہری قوت میں پورے یورپ میں اس کے مقابلے کا کوئی ماہر نہیں تھا۔"

"اس کے باوجود زیک حکومت نے اسے یہاں آنے دیا تھا؟" کیتھی نے غیر یقینی سی نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔

"وہ 1954ء میں چیکوسلواکیہ سے فرار ہو گیا تھا اور ملک سے باہر جلا وطنی کی زندگی گزار رہا تھا۔ دراصل اسے پیرس میں جوہری توانائی کے موضوع پر ہونے والی ایک بین الاقوامی کانفرنس میں شرکت کے لئے بھیجا گیا تھا۔ اس کے بعد وہ واپس نہیں گیا تھا جبکہ اس کی بیوی اور بیٹا اپنے ملک ہی میں رہ گئے تھے۔"

"اس کا بیٹا .... تمہارا مطلب ہے؟" کیتھی نے سوالیہ نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔

"میرا خیال ہے وہی ہے۔" جرمیاح نے کندھے اچکائے۔ "ان دنوں وہ بہت چھوٹا تھا۔" وہ چند لمحوں کو خاموش ہوا پھر ایک طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا۔ "چلو! ذرا ٹہلتے ہیں۔"

کیتھی خاموشی سے اس کے ساتھ چلنے لگی۔ وہ راستہ جھیل کے ساحل کے ساتھ

ساتھ ہوتا ہوا جنگل کی طرف چلا گیا تھا۔

"کولائی شیک مہمان لیکچرار کی حیثیت سے یورپ کی مختلف یونیورسٹیوں میں تین سال تک لیکچر بھی دیتا رہا ہے۔ 1957ء میں وہ یروشلم یونیورسٹی کے فزکس کے شعبے سے وابستہ ہو گیا تھا۔ اسے ویزمان انسٹیٹیوٹ آف سائنس میں فیلو ریسرچ کی حیثیت سے ہی تعینات کیا گیا تھا۔ وہاں اس کی بڑی قدر تھی۔ وہ ایک ذہین سائنسدان ہونے کے علاوہ ایک نفیس اور ہمدرد انسان بھی تھا۔ لوگ اسے پسند کرتے تھے۔ یوں کہہ لو کہ وہ ہر شخص کا پسندیدہ آدمی تھا۔"

"لیکن میرا خیال ہے تمہارا نہیں۔" کیتھی نے کہا اس نے کوشش کی تھی کہ اس کے لہجے سے طنز نہ ظاہر ہونے پائے۔ "تم شروع ہی سے اس پر کسی قسم کا شبہ کر رہے تھے۔ میں نے غلط تو نہیں کہا؟"

"دوسری جنگ عظیم کے دوران۔" جرمیاح نے اس کے سوال کو نظرانداز کرتے ہوئے کہا۔ "وہ یہودیوں کو مدد فراہم کرنے اور انہیں پناہ دینے جیسی خفیہ سرگرمیوں میں مصروف رہا تھا لیکن اس کا یہ راز فاش ہو گیا اور جرمنی کی اسپیشل پولیس گسٹاپو نے اسے گرفتار کر کے تھریسٹڈ کیمپ بھیج دیا۔"

"اوہ!" کیتھی کی بھنویں تن گئیں۔ "میں تو اب تک یہی سمجھتی رہی تھی کہ تھریسٹڈ کیمپ میں صرف یہودیوں کو بھیجا جاتا تھا۔"

"تمہارا خیال درست ہے۔" جرمیاح نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ "اس کیمپ میں یہودیوں کے علاوہ بعض ان لوگوں کو بھی بھیج دیا جاتا تھا جو یہودیوں کی مدد کے جرم میں بھیجے جاتے تھے۔ جنگ کے بعد جو لوگ اسرائیل پہنچنے میں کامیاب ہو گئے تھے وہ کولائی شیک کو اچھی طرح پہچانتے تھے۔ ان لوگوں کے کہنے کے مطابق وہ بہت ہمدرد، نیک فطرت اور بہادر آدمی تھا۔"

"لوگوں کے ان بیانات کے باوجود تمہیں اس پر شبہ تھا!" کیتھی بولی۔

"ہاں!" جرمیاح نے ایک گہرا سانس لیا۔ "میں اس وقت غیر ملکی ایجنٹوں کے مقابلے میں جوابی کارروائیاں کرنے والے شعبے کا انچارج تھا۔ ان دنوں ہم نجف میں ایک ٹیکسٹائل ملز کے پلانٹ کی آڑ میں ایک بہت بڑے ایٹمی ری ایکٹر کی تنصیب کا کام کر رہے تھے۔ یہ ہمارا خفیہ ترین منصوبہ تھا۔ روسیوں کو ہمارے بارے میں کچھ شبہ تو تھا لیکن وہ

کوئی مثبت معلومات حاصل کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکے تھے۔ ان کے ایجنٹ ری ایکٹر میں داخل ہونے کی دو کوششیں کر چکے تھے مگر کسی میں انہیں کامیابی نہیں ہوئی۔ ایک کوشش کے دوران ہم نے ان کے ایک آدمی کو پکڑ بھی لیا تھا۔ کے جی بی کی ایک ٹیم نے فرانسیسی کمپنی لی بادر کے دفتر میں داخل ہو کر اس سلسلے میں کچھ معلومات حاصل کرنے کی کوشش بھی کی تھی۔ یہی کمپنی ہمیں ری ایکٹر کی تعمیر کے سلسلے میں آلات فراہم کر رہی تھی۔"

وہ دونوں ٹہلتے ہوئے اس جگہ پہنچ چکے تھے جہاں سے سرکنڈے کی جھاڑیوں کا طویل سلسلہ شروع ہوتا تھا۔ جرمیاح نے جھک کر ایک ٹوٹا ہوا سرکنڈا اٹھایا اور اسے دونوں ہاتھوں سے موڑ کر توڑ دیا۔

"روسی یہ معلوم کرنے کی سر توڑ کوشش کر رہے تھے کہ ٹیکسٹائل ملز کی آڑ میں کیا کھچڑی پک رہی تھی۔ اس کے لئے وہ بڑی سے بڑی قیمت بھی ادا کرنے کو تیار تھے۔ ان کی پچھلی ساری کوششیں ناکام ہو چکی تھیں۔ اب وہ اعلیٰ سطح پر کسی ایسے آدمی کی خدمات حاصل کرنا چاہتے تھے جو نیوکلیئر فزکس کو سمجھتا ہو۔ اس کے لئے اس شخص سے بہتر اور کون ہو سکتا تھا جو کمیونسٹ نہ ہو، یہودیوں کا ہمدرد ہو اور ہمارے سائنسی ماہرین کے اندرونی سرکل میں داخل ہو چکا ہو۔"

"اور پھر.........؟" کیتھی نے اس کے خاموش ہونے پر سوالیہ نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔

"اس کے بعد میں نے ایک ایسا فیصلہ کیا جس کی میرے تمام ساتھیوں نے مخالفت کی تھی۔ میں نے اس مخالفت کی پرواہ نہ کرتے ہوئے کولائی شیک کی نگرانی شروع کرا دی ہم چھ مہینے تک اس کی ایک ایک حرکت کی نگرانی کرتے رہے۔ اس کی فون کالز اور ڈاک بھی سنسر کی جاتی رہی لیکن کوئی مشتبہ بات سامنے نہیں آئی۔ اس کا کردار بے داغ ثابت ہوا تھا۔ بالآخر میں نے اس کے ماضی کو کھنگالنے کا فیصلہ کیا۔ ہم نے اسرائیل کے اندر اور غیر ممالک میں رہنے والے ان تمام لوگوں سے رابطہ قائم کیا جو اس کے ساتھ تھریسٹڈ کیمپ میں رہ چکے تھے۔ پانچ مہینے گزر گئے لیکن میں مایوس نہیں ہوا۔ بالآخر ایک کلیو مل ہی گیا جس سے آگے بڑھنے کا راستہ صاف ہو سکتا تھا۔ میامی میں رہنے والے ایک بوڑھے نے ہمیں اس کے بارے میں عجیب و غریب کہانی سنائی۔ وہ بوڑھا کیمپ میں کچھ عرصہ تک

کولائی شیک کا روم میٹ بھی رہ چکا تھا۔ اس نے ہمیں یہ دلچسپ بات بتائی کہ جنگ کے آخری دنوں میں کولائی شیک کا کیمپ کی ایک نازی خاتون آفیسر سے معاشقہ چل رہا تھا۔ اس جرمن لڑکی کا تعلق سوڈٹن نام کے قصبے سے تھا اور اس کا نام ایوشیونٹ تھا۔ ہمارے گواہ کے بیان کے مطابق وہ بڑی سنگ دل اور بے رحم عورت تھی لیکن کبھی کبھار خلافِ توقع وہ قیدیوں کی ہمدرد بھی بن جاتی۔ ایسے مواقع پر وہ خوبرو مرد قیدیوں کے ساتھ دل لگی کا مظاہرہ بھی کرتی رہتی۔ پھر ایک روز یہ دلچسپ انکشاف ہوا کہ وہ کولائی شیک کے عشق میں مبتلا تھی۔ کولائی شیک شروع میں تو بہت گھبرایا لیکن ایک موقع پر ایوا نے جب اس کی جان بچائی تو کولائی شیک بھی اس کی طرف مائل ہو گیا۔ ہوا یوں کہ کچھ قیدیوں کو آش وز کیمپ میں بھیجے جانے کے احکامات ملے تھے۔ تم جانتی ہو کہ آش وز میں صرف ان قیدیوں کو بھیجا جاتا تھا جن کی زندگی کے دن گنے جا چکے ہوں۔ قیدیوں کی اس فہرست میں کولائی شیک کا نام بھی موجود تھا لیکن ایوا نے فہرست میں سے اس کا نام نکال دیا۔" جرمیاح ایک لمحہ کو خاموش ہوا پھر بات جاری رکھتے ہوئے کہنے لگا۔ "ہم نے یہاں اور پراگ میں اس کا ریکارڈ چیک کرنا شروع کیا۔ ان دنوں وہاں کی حکومت نے ابھی ہمارا سفارت خانہ بند نہیں کیا تھا اور وہ لوگ نازی جنگی مجرموں کی تلاش میں ہمارے ساتھ تعاون بھی کر رہے تھے۔"

"اس طرح تم نے ایوا کو تلاش کر لیا تھا۔" کیتھی نے کہا۔

"ایوا جنگ ختم ہوتے ہی غائب ہو گئی تھی۔" جرمیاح نے اس مرتبہ بھی اس کا سوال نظرانداز کر دیا تھا۔ "وہ اس طرح غائب ہو گئی تھی جیسے زمین پر کبھی اس کا وجود ہی نہ رہا ہو لیکن تین سال بعد کرٹ کولائی شیک اچانک ہی اپنی بیوی کے ساتھ پراگ میں نمودار ہوا۔ اس کی بیوی کا نام نینا تھا اور وہ بلاشبہ بہت حسین لڑکی تھی۔ تم یہ بھی جانتی ہو گی کہ سوڈٹن کے رہنے والے جرمن باشندے زیک زبان بھی اسی طرح بولتے ہیں جیسے یہ ان کی مادری زبان ہو۔"

"ہوں۔" کیتھی نے اس کے خاموش ہونے پر کہا۔ "یہ معلومات حاصل ہونے کے بعد تم نے اسے زبان کھولنے پر مجبور کر دیا تھا؟"

"میں نے ویزمان انسٹیٹیوٹ میں واقع اس کے فلیٹ میں اس سے ملاقات کی اور تمام حقائق اس کے سامنے رکھ دیئے۔ اس میں شبہ نہیں کہ میں اسے بلف کر رہا تھا۔ میرے پاس ایسا کوئی ثبوت نہیں تھا کہ نینا ہی دراصل ایوا ہے لیکن وہ میری چال میں آ گیا اور

فوراً ہی سب کچھ قبول کر لیا۔ جنگ کے خاتمے پر اس نے ایوا سے شادی کر لی تھی اور اس
کے لئے نینا نامی اس لڑکی کے شناختی کاغذ استعمال کئے گئے تھے جو کیمپ میں انتقال کر چکی
تھی۔ وہ دو سال تک برنو میں رہے اور وہیں ان کے ہاں لڑکے کی ولادت ہوئی تھی۔ جب
معاملات کچھ سرد پڑ گئے تو وہ لوگ پراگ چلے گئے۔ اس کا خیال تھا کہ تھریسٹڈ کیمپ میں
اس کے ساتھ رہنے والے لوگ یا تو مر کھپ چکے ہوں گے یا کہیں اور چلے گئے ہوں گے۔
اس لئے انہیں اب وہاں کوئی خطرہ نہیں تھا۔"

"میرا خیال ہے اسے ایوا سے بہت زیادہ محبت رہی ہو گی۔" کیتھی بولی۔

"وہ ایک بزدل آدمی تھا۔" جرمیاح نے طنزیہ لہجے میں کہا۔ "کیمپ میں قیدیوں کے
ساتھ جو غیر انسانی سلوک ہو رہا تھا اسے دیکھتے ہوئے کوئی بھی غیرت مند آدمی کسی نازی
لڑکی سے شادی کرنے کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ بہرحال' روسیوں کو کئی سال
بعد اس کے بارے میں یہ سب کچھ معلوم ہوا تھا۔ 1952ء میں کے جی بی کے چند ایجنٹ
لیبارٹری میں اس سے ملنے آئے تھے۔ ان کے پاس اس امر کے ٹھوس ثبوت موجود تھے
کہ کولائی شیک نے ایک ایسی نازی عورت سے شادی کی تھی جو جنگی مجرمہ تھی۔ وہ اگر
چاہتے تو ان دونوں میاں بیوی کو گرفتار کر کے ایک ہفتے کے اندر اندر انہیں پھانسی پر لٹکا
سکتے تھے لیکن اس کے برعکس انہوں نے اس کے سامنے ایک اور تجویز رکھی تھی۔"

"اور یہ تجویز یہ تھی کہ اگر وہ یورپ میں روس کے لئے جاسوسی کے فرائض انجا
دینے پر آمادہ ہو جائے تو روسی انہیں چھوڑ سکتے ہیں۔" کیتھی نے کہا۔

وہ دونوں اب آہستہ آہستہ مکان کی طرف واپس جا رہے تھے۔ اس وقت اگرچہ شا
ہو رہی تھی لیکن چاروں طرف بکھری ہوئی برف کی سفیدی چمک رہی تھی۔ آسمان صاف
تھا۔ ستارے بھی چمکنے لگے تھے۔ جرمیاح خاموش تھا لہٰذا کیتھی ہی نے بات جاری رکھے
ہوئے کہا۔

"لیکن تم نے بھی اسے گرفتار نہیں کیا۔ اس کا مطلب ہے تم نے بھی اسے ا
مقصد کے لئے استعمال کرنے پر آمادہ کر لیا تھا؟"

"ہاں؟" جرمیاح نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"پھر کیا ہوا جرمیاح!" کیتھی بولی وہ سمجھ گئی تھی کہ جرمیاح ایک بار پھر اپنے خو
میں سمٹنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن وہ اسے بولنے پر اکسا رہی تھی۔

"شروع میں وہ ایسا کرنے پر آمادہ نہیں تھا۔" جرمیاح نے کہا۔ "تنگ آمد بجنگ آمد
کے مصداق وہ بضد تھا کہ میں اسے گرفتار کر لوں اور اس پر مقدمہ چلایا جائے۔ اس کا کہنا
تھا کہ وہ ڈبل گیم نہیں کھیل سکتا اور اگر روسیوں کو پتا چل گیا کہ وہ انہیں ڈبل کراس کر رہا
ہے تو وہ اس کی بیوی اور بیٹے کو قتل کر دیں گے لیکن .... مجھے کولائی شیک کی ضرورت
تھی۔ میں روسیوں کو غلط راستے پر ڈالنے کے لئے اسے استعمال کرنا چاہتا تھا۔ اپنے ری
ایکٹر کو بچانے کے لئے میں سب کرنے کو تیار تھا۔"

کیتھی نے محسوس کیا تھا کہ آخر میں جرمیاح کی آواز غیر ضرور طور پر بلند ہو گئی۔
اس نے اپنے ہینڈ بیگ میں ہاتھ ڈال کر سگریٹ کا پیکٹ نکال لیا۔ اس نے بہت دیر سے
سگریٹ نہیں پیا تھا لیکن اب وہ بڑی شدت سے اس کی طلب محسوس کر رہی تھی۔ اس
نے ایک سگریٹ سلگا کر گہرا کش لیا اور جرمیاح کی طرف دیکھے بغیر بولی۔

"اس نے ڈبل ایجنٹ کی حیثیت سے کتنے عرصے تک کام کیا تھا؟"

"تقریباً دو مہینے۔ اپریل 1958ء میں کے جی بی کے ایجنٹوں کی ایک ٹیم اسرائیل آئی
تھی۔ گو وہ روس کی اکیڈیمی آف سائنس کے ممبروں کی حیثیت سے آئے تھے لیکن یہ
بات ہم بھی اچھی طرح جانتے تھے کہ وہ اکیڈیمی دراصل کے جی بی ہی کے ایجنٹوں کا ایک
ادارہ تھا۔ ان کے کچھ ایجنٹ پہلے ہی سے یروشلم میں مصروف کار تھے۔"

"اور انہوں نے کولائی شیک کے بارے میں معلوم کر لیا تھا؟" کیتھی بولی۔

"نہیں۔" جرمیاح نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد جواب دیا۔ "انہوں نے اس
سے رابطہ قائم کر کے ایک میٹنگ طے کر لی تھی۔ ہم نے پہلے ہی کولائی شیک کو پٹی پڑھا
دی تھی کہ اسے روسیوں کو کیا بتانا ہے۔ ہم نے ریسرچ پر ایک جعلی فائل بھی تیار کر کے
اس کے حوالے کر دیا تھا تاکہ روسیوں کو دے دیا جائے۔"

کیتھی کچھ بولنے کی بجائے سگریٹ کے گہرے گہرے کش لیتی رہی۔

"روسیوں سے ملاقات سے ایک رات پہلے کولائی شیک نے مجھ سے ملاقات کی
خواہش ظاہر کی۔" جرمیاح کی آواز اب قدرے مدھم تھی۔ "ہماری یہ ملاقات ویزمان
انسٹیٹیوٹ کے باہر میری کار میں ہوئی تھی۔ اس نے بتایا کہ وہ ہمارے لئے کام نہیں کر سکتا
کیونکہ اسے یقین تھا کہ روسیوں کو جلد یا بدیر اس کے بارے میں معلوم ہو جائے گا۔ اس
نے ایک بار پھر کہا تھا کہ اسے زندگی بھر کے لئے جیل میں ڈال دیا جائے تاکہ اس طرح

اس کی بیوی اور بیٹے کی جان بچائی جا سکے۔ وہ بہت مایوس نظر آ رہا تھا۔ وہ بہت نفیس
انسان تھا لیکن بہت بزدل ثابت ہوا تھا۔"

رات ہو چکی تھی۔ چند گز کے فاصلے پر وہ مکان اب ایک پُراسرار ہیولے کی طرح
نظر آ رہا تھا۔ گراؤنڈ فلور کے ایک کمرے کی کھڑکی سے مدھم سی روشنی نظر آ رہی تھی
کیتھی نے اپنے آپ کو کبھی بھی جرمیاح کے اتنا قریب محسوس نہیں کیا تھا۔ اس نے گہری
نظروں سے جرمیاح کی طرف دیکھا۔ تاریکی کے باعث اس کا چہرہ صاف نظر نہیں آ
تھا۔

"پھر کیا ہوا؟" کیتھی نے پوچھا۔

"وہ گھر چلا گیا اور گلے میں پھندہ ڈال کر خودکشی کر لی۔" جرمیاح نے کہا۔ "ا
میں قصور میرا ہی تھا۔ وہ ایک نفیس آدمی تھا اور حقیقت یہ ہے کہ میں اسے پسند ک
تھا۔"

کیتھی چند لمحے اس کی طرف دیکھتی رہی پھر کچھ کہے بغیر اس کا ہاتھ پکڑ کر چھو
چھوٹے قدموں سے مکان کی طرف چلنے لگی۔

☆======☆======☆

رات کے کھانے کے بعد کیتھی دیر تک بستر پر لیٹی سگریٹ پھونکتی رہی۔ اس
سوچوں کا محور جرمیاح ہی تھا۔ اس نے پہلے کبھی جرمیاح کو اس طرح شکست خوردہ نہ
دیکھا تھا۔ اس کی حالت دیکھ کر اندازہ ہوتا تھا کہ وہ کئی راتوں سے سو نہیں سکا تھا۔ ش
اس کا ضمیر اسے کچوکے لگاتا رہا تھا۔ کیتھی کے خیال میں اسے نینا کولائی شیک کی کوئی پ
نہیں تھی۔ نینا نازی تھی اور اسے نازیوں سے شدید نفرت تھی لیکن لگتا تھا جیسے کر
کولائی شیک کے لئے اس کے دل میں بڑی محبت تھی۔ وہ اپنے آپ کو اس کی موت
ذمے دار سمجھ رہا تھا۔ دو دن پہلے اس مکان کے دروازے پر نینا کولائی شیک کی نیم پا
دیکھ کر اس کے خوابیدہ جذبات جاگ اٹھے تھے اور شاید وہ سمجھ گیا تھا کہ اس نے کو
شیک کے ساتھ جو بازی کھیلی تھی وہ دو دن پہلے اس پر پلٹ آئی تھی۔

یہ بازی اس طرح پلٹی تھی کہ روسیوں نے نہ تو کرٹ کولائی شیک کو قتل کیا تھا نہ
اس کی بیوی اور بیٹی کو کوئی سزا دی تھی۔ اس کے برعکس انہوں نے مستقبل کی منص
بندی کی تھی اور اپنی تمام تر توجہ اس کے بیٹے پر مرکوز کر دی تھی۔ اس بچے کی تربیت ا

طرح کی تھی کہ اس کے ذہن میں یہودیوں کے لئے نفرت بھر دی تھی۔ اسے یقیناً یہ بتا دیا
گیا ہو گا کہ اس کے باپ کی موت کے ذمے دار یہودی تھے اور وہ اس کے سینے میں
یہودیوں سے انتقام کی آگ بھرتے رہے تھے۔

کیتھی یہ سوچ کر ہی کانپ اٹھی کہ ملر کی ماں نے بیٹے کی تربیت کس طرح کی ہو
گی۔ جب تک کولائی شیک زندہ تھا نینا نے اپنے نازی ازم کے نظریات اپنے تک ہی محدود
رکھے ہوں گے لیکن اسرائیل میں کولائی شیک کی موت کے بعد اس کے سینے میں دبے
ہوئے یہودیوں سے نفرت کے یہ جذبات پوری شدت سے انگڑائی لے کر بیدار ہو گئے
ہوں گے۔ نینا نے نہ جانے کتنی مرتبہ اس بچے کو بتایا ہو گا کہ دوسری جنگ عظیم کے
دوران اس کے باپ نے یہودیوں کی ہر ممکن مدد کی تھی اور جب وہ خود ان کے ملک میں
چلا گیا تو یہودیوں نے اسے کس طرح اذیتیں دے دے کر ہلاک کر دیا تھا۔ بچے کے دل
میں عمر کے ساتھ ساتھ یہودیوں سے نفرت کے یہ جذبات بڑھتے گئے تھے۔

کیتھی نے سلامہ کی تدفین کے موقع پر ملر کو پہلی مرتبہ ٹیلی ویژن اسکرین پر دیکھا
تھا۔ وہ ایک بھرپور جوان تھا اور یاسر عرفات کے ڈرائیور کے بیان کے مطابق اس نے یاسر
عرفات سے رخصت ہوتے ہوئے جو الفاظ کہے تھے وہ بھی کیتھی کو یاد تھے۔ اس نے کہا
تھا۔ "میں یہودیوں سے آخری انتقام لوں گا اور اس کے بعد سب کچھ بدل جائے گا۔"

موساد کے ماہر نفسیات نے ملر کو ایک ایسا جنونی قرار دیا تھا جس کا دماغی توازن
درست نہیں تھا۔ کیتھی کو یہ جاننے کے لئے کہ ایک معصوم بچے کی ذہنی کیفیت بگاڑنے
کے لئے روسیوں اور اس کی ماں نے اس کے دماغ کو کس طرح کرش کیا تھا' ایک ماہر
نفسیات بننے کی ضرورت نہیں تھی۔ وہ سینے میں انتقامی جذبات لے کر جوان ہوا تھا اور
جب وہ انتقام لینے کے قابل ہوا تو روسیوں نے اس کی ساری رسیاں ڈھیلی کر دی تھیں۔
وہ اپنی ماں کو لے کر سوئٹزرلینڈ آ گیا تھا۔ یہ بھی دراصل کے جی بی کی ایک چال تھی۔ ملر کو
اب معلوم تھا کہ اسے کیا کرنا تھا۔ اس لئے اب روسیوں کو اسے کوئی مزید پٹی پڑھانے کی
ضرورت نہیں تھی۔ جرمنی میں موجود ملر کی فائل سے بھی یہی ثابت ہو گیا تھا کہ اسے کیا
کرنا تھا۔ اس نے اپنے لئے ایک راستہ منتخب کر لیا تھا۔ وہ انتہائی خوفناک دہشت گرد اور
قاتل تھا۔ وہ جرمنی کی دہشت گرد تنظیم بدر منہاف اور ریڈ بریگیڈ میں شمولیت کے بعد
سلامہ سے ملا اور پھر بلیک ستمبر میں شامل ہو کر اس نے اسرائیل کے خلاف کارروائیاں

شروع کر دیں۔ کے جی بی کو اس کی ان کارروائیوں پر یقیناً خوشی ہوئی ہو گی۔

لیکن .... کیتھی کو یقین تھا کہ ملر اس وقت جس منصوبے پر کام کرنا چاہتا ہے ا میں روسیوں کا کوئی ہاتھ نہیں تھا۔ ملر تنہا کام کرنے کا عادی تھا۔ وہ نہ تو کسی پر اعتماد کر تھا اور نہ ہی کسی کی ہدایات پر عمل پیرا ہو سکتا تھا۔ اس نے بچپن سے لے کر جوانی ت اپنے ذہن میں انتقام کا یہ منصوبہ بنایا تھا اور وہ اسے خود ہی پایہ تکمیل تک پہنچانا چاہتا ت یاسر عرفات اور الفتح کے بارے میں بھی یہی کہا جا سکتا تھا کہ وہ یہودیوں سے اپنا انتقام کے لئے انہیں آلہ کار کے طور پر استعمال کر رہا تھا۔

لیکن سوال تو یہ تھا کہ وہ یہودیوں سے کس قسم کا انتقام لینا چاہتا تھا۔ موساد میں ا کے ساتھیوں کا خیال تھا کہ ملر کسی کے قتل کا منصوبہ بنا رہا تھا لیکن جرمیاح کو ان کی را سے بھی اتفاق نہیں تھا۔ اس میں شبہ نہیں کہ ملر کے ذہن میں بچپن ہی سے یہ بات دی گئی تھی کہ موساد کا سربراہ جرمیاح اس کے باپ کی موت کا ذمہ دار تھا اور سب لو یہی سوچ رہے تھے کہ وہ جرمیاح کے قتل کا منصوبہ بنا رہا ہو گا بلکہ اب تو کیتھی خود بھی رائے بدلنے پر مجبور ہو رہی تھی لیکن سوال یہ تھا کہ کیا جرمیاح یا کسی اور نامور یہودی موت سے ملر کی تسکین ہو سکتی تھی؟ یا کیا وہ اس سے بھی زیادہ خوفناک منصوبہ بنا رہا تھ

رات دھیرے دھیرے گزرتی رہی اور کیتھی بھی اپنے بستر پر کروٹیں بدلتی رہی لی اسے اپنے سوال کا جواب نہیں مل رہا تھا۔ اسی طرح کروٹیں بدلتے بدلتے صبح ہو گ کھڑکی میں روشنی کی ہلکی سی جھلک دیکھ کر وہ بستر چھوڑنے کے بارے میں سوچ ہی ر تھی کہ پہلے دروازے پر دستک ابھری پھر ایموس کی آواز سنائی دی۔

"کیتھی! اٹھ جاؤ' صبح ہو گئی ہے۔ ہم گھر واپس جا رہے ہیں۔ ملر پیرس میں ہمار آدمیوں کو غچہ دے کر غائب ہو چکا ہے۔"

☆======☆======☆

پیرس میں .... لاطین کوارٹر کے علاقے میں اٹھارویں صدی کی بنی ہوئی ا عمارت کی پانچویں منزل پر واقع میرین کے فلیٹ کے سامنے ایک بھاری بھرکم آدمی دستک دے رہا تھا۔ وہ ہگنس تھا۔

میرین دستک کی مسلسل آواز سن کر ہڑبڑا کر بستر سے اٹھی اور سلیپنگ گون کی ڈو باندھتے ہوئے اس نے آگے بڑھ کر دروازہ کھول دیا۔ اس کی آنکھوں میں نیند کا خمار ت

سنہری بال بے ترتیبی سے کندھوں پر بکھرے ہوئے تھے۔ کچھ بال چہرے پر بھی چپکے ہوئے نظر آ رہے تھے۔ آنکھوں میں نیند بھری ہونے کی وجہ سے اس نے ہگنس کو پہچانا نہیں تھا۔ وہ دروازے میں کھڑی عجیب سی نگاہوں سے اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔

"میں ہگنس ہوں' پیٹرک کا دوست۔" ہگنس نے کہا۔ "تم نے شاید مجھے پہچانا نہیں۔ ہم آخری مرتبہ کیفے ایسن میں ملے تھے۔"

"اوہ ہاں' یاد آ گیا۔" میرین نے کہا اس کے ساتھ ہی اس کا چہرہ اس طرح سفید پڑ گیا جیسے سارا خون نچڑ گیا ہو۔ "کیا معاملہ ہے' پیٹرک تو خیریت سے ہے نا؟"

"پتا نہیں۔" ہگنس نے نظریں چراتے ہوئے جواب دیا۔ "وہ دو دن کے لئے روم گیا تھا لیکن اب اس سے رابطہ قائم نہیں ہو رہا........."

"مجھے معلوم ہے وہ ملر کے تعاقب میں گیا تھا۔" میرین بولی۔

"وہ لاپتہ ہو گیا ہے۔" ہگنس نے سپاٹ لہجے میں کہا۔ "اس نے نہ تو مجھ سے کوئی رابطہ قائم کیا ہے اور نہ ہی اٹلی میں ہمارے کسی دوست سے ملا ہے۔ مجھے اس کے بارے میں پریشانی ہو رہی ہے۔ میں تم سے پوچھنے آیا تھا کہ........."

"نہیں!" میرین نے اس کی بات کاٹ دی۔ "یہاں سے جانے کے بعد اس نے مجھے بھی فون نہیں کیا۔ تمہارے خیال میں اسے کوئی حادثہ تو پیش نہیں آ گیا؟ دیکھو مجھ سے کوئی بات چھپانے کی کوشش مت کرنا۔"

"مجھے واقعی کچھ پتا نہیں ہے لیکن........." وہ چند لمحوں کو خاموش ہوا پھر بولا۔ "لیکن اگر ملر کو واقعی یہ پتا چل گیا تھا کہ پیٹرک اس کی نگرانی کر رہا ہے تو تمہیں بھی خطرہ لاحق ہو سکتا ہے۔"

"میں......... کیوں......... میرا مطلب ہے........."

"ملر جانتا ہے کہ پیٹرک نے تم سے کبھی کوئی بات نہیں چھپائی۔ اگر ملر کو یہ معلوم ہو گیا کہ پیٹرک اس کا تعاقب کر رہا تھا تو وہ تمہیں بھی تلاش کرے گا۔ میرے خیال میں تمہیں فوراً یہ جگہ چھوڑ دینی چاہئے۔" ہگنس نے کہا۔

"مائی گاڈ!" میرین نے دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپا لیا۔ "تم ضرور کوئی بات مجھ سے چھپا رہے ہو ہگنس! سچ بتاؤ اصل معاملہ کیا ہے؟" ہگنس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ میرین نے آہستہ آہستہ اپنے ہاتھ چہرے سے ہٹا لئے۔ اس کی آنکھیں نم ہو رہی تھیں۔ "جلدی

بتاؤ اصل بات کیا ہے؟" اس نے گلوگرفتہ لہجے میں کہا۔

"ہمیں بالکل علم نہیں کہ پیٹرک کہاں ہے۔" ہگنس نے کہا۔ "لیکن تمہیں کچھ عرصے کے لئے یہاں سے چلے جانا چاہئے۔"

میرین کی ٹانگیں کپکپا رہی تھیں۔ اس نے ایک ہاتھ سے دروازے کا سہارا لیا۔ اس کے ہونٹ بالکل سفید ہو رہے تھے۔ "لیکن........" وہ اپنی اندرونی کیفیت قابو پانے کی کوشش کرتے ہوئے بولی۔ "لیکن میں کہاں جاؤں۔ مائیکل پہلے ہی جا چکا اور یہاں ایسا کوئی نہیں ہے جو مجھے پناہ دے سکے۔"

ہگنس کے منہ سے بے اختیار گہرا سانس نکل گیا اور وہ مترحم نگاہوں سے میرین کی طرف دیکھنے لگا جس کے آنسو بہہ نکلے تھے۔

☆======☆======☆

ماؤنٹ آف اولیو کی چوٹی سے ابھرتے ہوئے سورج کی کرنیں یروشلم کے پرانے شہر پر روشنی کی سنہری چادر سی پھیلا رہی تھیں۔ عبادت گاہوں کے بلند مینار اس طرح چمک رہے تھے جیسے ان پر سونے کا پانی پھیر دیا گیا ہو۔ سورج جیسے جیسے بلند ہو رہا تھا۔ ہر چیز روشن ہو رہی تھی۔ یونانی طرز پر بنا ہوا آل نیشنز چرچ کا سفید کلس اس طرح چمک رہا تھا جیسے روشنی کا گولا فضا میں معلق ہو کر رہ گیا ہو۔

مائیکل گورڈن یہودیوں کے محلے میں واقع اپارٹمنٹ کی بیرونی لینڈنگ پر کھڑا طلوع ہوتے ہوئے سورج کا یہ دلفریب منظر دیکھ رہا تھا۔ یروشلم کے حسن نے اس پر عجیب تاثر پیدا کیا تھا جسے وہ خود بھی کوئی نام نہیں دے سکا تھا۔ یہاں آنے کے بعد وہ اپنے آپ میں ایک عجیب سی تبدیلی محسوس کرنے لگا تھا۔ وہ تقریباً دس دن پہلے یہاں آیا تھا اور اس وقت سے اب تک مسلسل گھومتا رہا تھا۔ وہ پرانے شہر کی ہر گلی اور ہر بازار گھوم چکا تھا۔ کنگز آف اسرائیل کے مقبروں کی خاک بھی چھان چکا تھا اور تل سیلوم کے گھٹنوں گھٹنوں گہرے پانی میں بھی دیر تک چلتا رہا تھا۔ وہ مخصوص شال اوڑھے ہوئے یہودیوں کے گروہ میں بھی شامل رہا تھا جو دیوارِ گریہ کے سامنے کھڑے گھنٹوں روتے رہتے تھے۔ زائرین کے ساتھ مختلف مقدس مقامات پر گھومتے ہوئے اسے یوں محسوس ہو رہا تھا کہ ان مقامات کی زیارت اس کی اپنی خواہش رہی ہو حالانکہ شہر کی خاک چھاننے کا اس کا مقصد کچھ اور ہی تھا۔ ایک رات اس نے ٹیلی فون پر نیو جرسی میں اپنے والدین سے فون

بات کرتے ہوئے یہ سب کچھ بتایا تھا۔ اسے افسوس تھا کہ وہ میرین سے فون پر رابطہ قائم نہیں کر سکتا تھا کیونکہ ملر نے اس سلسلے میں اسے سختی سے منع کر دیا تھا۔

ملر نے مائیکل کو بتایا تھا کہ یروشلم میں اس کا ایک مسلمان دوست اس سے رابطہ قائم کرے گا جو اس کے لئے شہر کی عرب آبادی والے علاقے میں ایک کمرے کا بندوبست کر دے گا لیکن ملر کے اس دوست نے ابھی تک اس سے کسی قسم کا رابطہ قائم نہیں کیا تھا۔ مائیکل کو یہ بھی پریشانی تھی کہ اس نے ملر کو کیبل کے ذریعے اپنے موجودہ ایڈریس کی اطلاع کر دی تھی۔ اب وہ سوچ رہا تھا کہ پتا نہیں ملر کو وہ ٹیلی گرام ملا بھی تھا یا نہیں۔ یہ ٹیلی گرام تقریباً ایک ہفتے پہلے پیرس کے ایک پوسٹ بکس کے ایڈریس پر بھیجا گیا تھا لیکن اس کے پاس ایسا کوئی ذریعہ نہیں تھا جس سے اس امر کی تصدیق ہو سکتی کہ وہ ٹیلی گرام اپنی منزل پر پہنچ گیا تھا یا نہیں۔ اس کے علاوہ وہ یہودی رابی کاہن کی انتہا پسند تنظیم یہودی ڈیفنس لیگ میں شامل ہونے میں بھی ابھی تک کامیاب نہیں ہو سکا تھا۔ اس میں شبہ نہیں کہ وہ کاہن کے اسپورٹرز کی طرف سے منعقد ہونے والے دو جلسوں میں شریک ہو چکا تھا لیکن اس سے کوئی پیش رفت نہیں ہو سکی تھی۔ اسے یہ جان کر بڑی حیرت ہوئی تھی کہ ان جلسوں سے خطاب کرنے والے زیادہ تر امریکی یہودی نوجوان تھے۔ ان جلسوں میں شریک ہونے والے اسرائیلی یہودیوں کی تعداد بہت کم تھی۔ ان جلسوں میں دنیا بھر کے یہودیوں پر ہونے والے مظالم کی داستانیں بڑھا چڑھا کر پیش کی گئی تھیں اور یہودیوں کے علاوہ ہر قوم کو کھلے عام گالیاں دی گئی تھیں۔

شروع میں اس کا خیال تھا کہ امریکی یہودی ہونے کی حیثیت سے اسے یہودی ڈیفنس آرگنائزیشن میں داخل ہونے میں کوئی دشواری پیش نہیں آئے گی لیکن بہت جلد اس کی یہ خوش فہمی رفع ہو گئی تھی۔ پہلی مرتبہ جلسہ ختم ہونے کے بعد جب اس نے منتظمین اور مقررین سے رابطہ قائم کیا تو انہوں نے اپنے نظریات پر ایک طویل لیکچر دینے کے علاوہ کچھ پمفلٹ اور کتابچے اس کے ہاتھ میں تھما دیئے تھے لیکن جب اس نے آرگنائزیشن میں شامل ہونے کی خواہش کا اظہار کیا تو اسے سوائے گھورتی ہوئی نگاہوں کے کچھ نہیں ملا تھا۔

"ہمیں رضاکاروں کی ضرورت نہیں ہے۔" بارنی نامی ایک طویل قامت نوجوان نے سرد مہری سے جواب دیا تھا۔

مائیکل کو یہ سمجھنے میں دیر نہیں لگی تھی کہ بارنی ہی نوجوانوں کے اس گروپ
سربراہ ہے۔ وہ فاریسٹ ہلز کا رہنے والا تھا۔ اس نے مائیکل کو بتایا کہ تقریباً ایک ہفتہ پ
رابی کاہن کو گرفتار کر لیا گیا تھا کیونکہ پولیس کو شبہ تھا کہ مسجد اقصیٰ کو بم سے اڑا دینے
ایک سازش میں اس کا ہاتھ تھا۔ یہ مسجد سلمان ٹمپل کے قریب ہی واقع تھی اور انتہا پ
یہودیوں کا خیال تھا کہ اس مسجد کو سلمان ٹمپل کے تقدس کی خاطر مسمار کر دینا چاہئے لیک
خوش قسمتی سے پولیس کو بروقت اطلاع مل گئی۔ مسجد میں رکھے جانے والے بھار
مقدار میں بارود کو ناکارہ بنا دیا گیا اور کئی مشتبہ لوگوں کو گرفتار کر لیا گیا جن میں رابی کاہن ب
شامل تھا۔ رابی کاہن کے بیشتر حمایتی گرفتار کے خوف سے روپوش ہو گئے تھے۔ اس لئے
تنظیم میں شمولیت کے خواہشمند ہر شخص کو شبہ کی نگاہ سے دیکھ رہے تھے کہ یہ کہیں خ
پولیس کا آدمی نہ ہو۔ مائیکل کا خیال تھا کہ وہ بارنی اور اس کے ساتھیوں کو اعتماد میں
لے گا لیکن ایک ہفتہ گزرنے کے باوجود اسے اپنے مقصد میں کامیابی نہیں ہوئی تھی۔ ا
وہ سوچ رہا تھا کہ اگر اسے اس تنظیم میں داخل ہونا ہے تو اسے کوئی دوسرا راستہ اختیار
پڑے گا۔

یہی وجہ تھی کہ وہ صبح ساڑھے پانچ بجے اپنے فلیٹ سے نکل رہا تھا۔ سردی
شدت سے اس کے جسم پر کپکپاہٹ سی طاری تھی۔ اس نے اپنی ڈینم جیکٹ کا کالر گر
تک اٹھا لیا اور پیروں کے قریب رکھا ہوا کینوس کا بیگ اٹھا کر تیز تیز قدموں سے سیڑھیا
اترنے لگا۔ یہ بیگ اس نے گزشتہ رات ہی تیار کر کے رکھ چھوڑا تھا۔ ہروا کے کھنڈرا
کے قریب سے گزر کر اسٹریٹ آف جیوز میں داخل ہوتے ہوئے وہ سوچ رہا تھا کہ اس
یہ منصوبہ ضرور کامیاب ہو گا۔ یہ انوکھا خیال دو دن پہلے نئے شہر میں ایتھوپیا اسٹریٹ
گھومتے ہوئے اچانک ہی اس کے ذہن میں آیا تھا۔ سڑک کے دونوں طرف چھو
چھوٹے مکانات تھے اور ہر مکان کے چاروں طرف پائیں باغ بھی تھا۔ ان مکانوں
سامنے سے گزرتے ہوئے جب وہ ایتھوپیا چرچ کی عمارت کے سامنے پہنچا تو گیٹ
دونوں طرف ماربل کی دیواروں پر سیاہ رنگ کے دھبے اور ڈیوڈ اسٹار کے علاوہ عیسائیو
کے خلاف لکھے ہوئے نعرے دیکھ کر وہ چونکے بغیر نہیں رہا تھا۔

گیٹ کے قریب ہی کرسی پر گہری رنگت کا ایک آدمی بھی بیٹھا ہوا تھا۔ وہ چرچ
چوکیدار تھا۔ مائیکل نے جب اس سے دیوار پر نعرے لکھنے والوں کے بارے میں دریافت

تو اس نے بتایا کہ یہ نعرے جنونی یہودی نوجوانوں نے لکھے ہیں۔ پولیس کا کہنا تھا کہ ان
نوجوانوں کا تعلق کاہن کی تنظیم سے ہے۔

"وہ لوگ نوجوان ہیں اور نہیں جانتے کہ جوشِ جوانی میں کیا کچھ کرتے پھر رہے
ہیں۔" بوڑھے چوکیدار نے کہا۔

مائیکل اس کا شکریہ ادا کر کے آگے چل دیا۔ چند قدم چلنے کے بعد اچانک ہی اسے
ایک اور خیال آ گیا اور واپس آ کر دیوار پر لکھے ہوئے نعرے ایک چھوٹی سی نوٹ بک پر
نقل کرنے لگا۔

اس کے دوسرے دن یعنی گزرے ہوئے کل اس نے جافہ اسٹریٹ کی ایک دکان
سے سیاہ رنگ کا چھوٹا سا ڈبہ اور ایک برش خرید لیا تھا جو اس وقت اس کے ہاتھ میں
پکڑے ہوئے کینوس کے بیگ میں موجود تھا اور اب وہ پرانے شہر کی گلیوں میں تیز تیز چلتے
ہوئے سوچ رہا تھا کہ وہ جو کچھ بھی کرنے جا رہا ہے وہ اگرچہ اس کے لئے خاصا تکلیف دہ
ہو گا لیکن اس طرح وہ آرگنائزیشن کے ممبروں کی ہمدردیاں حاصل کرنے میں کامیاب ہو
جائے گا۔ وہ یہ بھی سمجھتا تھا کہ پکڑے جانے سے پہلے وہ کوئی ایسی خوفناک حرکت نہیں
کرے گا جو دوسروں کے لئے زیادہ نقصان دہ ہو۔ وہ تو بس صرف اتنا چاہتا تھا کہ پولیس
کے ہاتھوں پکڑا جائے۔

وہ سوق البازار روڈ پر مڑ گیا۔ یہ پرانے شہر کا مصروف ترین کاروباری علاقہ تھا بازار کا
یہ حصہ چھت سے ڈھکا ہوا تھا جس کی وجہ سے یہاں ابھی تک نیم تاریکی تھی۔ اتنی صبح نہ
تو یہاں کے دکاندار بیدار ہوتے تھے اور نہ ہی گاہک آتے تھے۔ اس لئے سڑک سنسان
پڑی تھی۔ اس بازار سے ملحق ایک گلی کے موڑ پر مصالحہ مارکیٹ اسٹریٹ کا بورڈ لگا ہوا تھا
اور اس طرف سے مختلف مصالحہ جات کی خوشبو آ رہی تھی۔

ڈیوڈ اسٹریٹ پر پہنچ کر مائیکل کی رفتار کم ہو گئی+ یہاں گلی پر چھت نہیں تھی۔ چند
عرب دکاندار اپنی دکانیں کھول کر اپنا سامان دکانوں کے سامنے سجا رہے تھے۔ ایک بوڑھا
دکاندار دیواروں پر سجانے کے لئے پیتل کی منقش پلیٹیں سجا رہا تھا جبکہ اس کا بیٹا دوسری
چیزیں دکان سے باہر نکال رہا تھا۔ اس سے ذرا آگے دو کمسن لڑکے ایک بنچ پر کھڑے
دیواروں پر کشیدہ کاری والے کپڑے لٹکانے کی کوشش کر رہے تھے۔ یہ ریڈی میڈ کپڑے
خاصے بھاری اور قیمتی تھے جبکہ ان لڑکوں نے ہلکا سا لباس پہن رکھا تھا اور وہ سردی سے

کپکپا رہے تھے۔ چند گز آگے دائیں طرف ایک وینڈر رش کافی بیچ رہا تھا۔ پانچ چھ و
خوانچے کے گرد کھڑے گرم گرم کافی کی ہلکی ہلکی چسکیاں لے رہے تھے۔ مائیکل ان سے کا
کر گزر گیا۔ ان لوگوں نے عجیب سی نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا تھا ان میں سے
ایک کے ذہن میں یہ سوال ابھرا تھا کہ ایک یہودی صبح سویرے ان کے علاقے میں کیا
رہا ہے۔ ان میں سے ایک نے چیخ کر پوچھا بھی تھا کہ اسے کس چیز کی تلاش ہے مگر ما
جواب دیئے بغیر آگے بڑھ گیا تھا۔

جب وہ امریکن کمپاؤنڈ کے قریب پہنچا تو اس کے دل کی دھڑکن ایک دم تیز ہو
تھی۔ اس کے سامنے عظیم الشان بلڈنگ امریکی پیٹری آرچ کی رہائش گاہ تھی۔ وہ محرا
کے نیچے سے گزر کر دوسری طرف پہنچ گیا۔ اس کے بائیں طرف دیوار میں سینٹ
کونونٹ کی طرف جانے والا راستہ تھا جس پر آہنی گیٹ لگا ہوا تھا۔

وہ گیٹ کے پاس رک کر محتاط نظروں سے چاروں طرف دیکھنے لگا۔ گلی سنسان ت
اس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا کینوس کا بیگ نیچے رکھ دیا اور اس میں سے رنگ کا ڈبہ اور بر
نکال لیا۔ ڈبے کا ڈھکنا کھولتے ہوئے اس کی انگلیاں بری طرح کپکپا رہی تھیں۔ ا
بدحواسی میں اس کی ایک انگلی کا ناخن بھی ٹوٹ گیا۔ بالآخر ڈھکنا کھل گیا۔ اس نے ڈ
بائیں ہاتھ میں اور برش دائیں ہاتھ میں سنبھال لیا۔ ایک بار پھر محتاط نگاہوں سے چارو
طرف دیکھا اور برش کو رنگ میں ڈبو کر دیوار پر ڈیوڈ اسٹار بنانے لگا۔ گھبراہٹ اور بدحوا
میں اس کے اپنے کپڑے سیاہ چھینٹوں سے تر ہو گئے تھے۔

اسے اپنے عقب میں کافی دور قدموں کی چاپ سنائی دی تھی لیکن اس نے پیچھے م
کر نہیں دیکھا۔ اس نے ایک بار پھر برش کو رنگ میں ڈبویا اور ماربل کی سفید دیوار پر بڑ
سے بڑا ڈیوڈ اسٹار بنا دیا۔ اس نے انگریزی اور عبرانی میں وہ نعرے بھی لکھ دیئے جو ا
نے دو دن پہلے ایک چرچ کی دیوار سے نقل کئے تھے۔

آخری مرتبہ جب وہ برش کو رنگ میں تر کرنے جا رہا تھا تو اسے اپنے سر سے او
کوئی کھڑکی کھلنے کی آواز سنائی دی۔ پہلی منزل کی ایک کھڑکی سے ایک چہرہ اسے جھانک
لگا۔ مائیکل نے سر اٹھا کر اوپر دیکھا۔ وہ سفید ریش بوڑھا تھا۔

"ے! تم یہاں کیا کر رہے ہو؟" بوڑھے نے اوپر سے پوچھا۔

مائیکل جواب دینے کی بجائے دیوار پر آخری نعرہ مکمل کرنے لگا۔ آخری لفظ لکھنے

وہ دیوار سے ایک قدم پیچھے ہٹ گیا۔ اس نے جو کچھ کرنا تھا کر چکا تھا اور اب اس سے
کسی کا نقصان نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اب وہ صرف اپنی گرفتاری چاہتا تھا۔

کونونٹ کی طرف جانے والے راستے کا آہنی گیٹ آہستگی سے کھلا اور سیاہ چادر میں
ا ایک آدمی دبے قدموں چلتا ہوا اس کے قریب آ گیا۔ یہ امریکی پادری تھا۔ اس نے
نگ کا لبادہ پہن رکھا تھا اور اس پر تکونی سی ٹوپی تھی جس کے آگے کو نکلے ہوئے چھجے
س کی آنکھیں بھی چھپ گئی تھیں۔ مائیکل نے اس سفید داڑھی والے کو پہچاننے
یں نہیں لگائی۔ یہ وہی بوڑھا تھا جس نے کھڑکی میں سے پوچھا تھا کہ وہ یہاں کیا کر رہا

وہ بوڑھا مائیکل کو نظرانداز کر کے دیوار پر لکھے ہوئے نعروں کی طرف دیکھنے لگا اس
اتھ ہی وہ دونوں ہاتھ ملتا جا رہا تھا۔ بالآخر وہ مائیکل کی طرف مڑ گیا۔ اس نے ایک لمحہ
یکل کی طرف دیکھا۔ ایک لمحہ کو اس کی آنکھوں میں عجیب سی چمک ابھر آئی تھی۔
ہ بولا تو اس کے لہجے میں نرمی تھی لیکن مائیکل اس کی زبان نہیں سمجھ سکا تھا۔

"انگریزی میں بات کرو۔" مائیکل کے حلق سے غراہٹ سی نکلی۔

"یہ سب کچھ تم نے کیوں لکھا ہے؟" بوڑھے کے لہجے میں اب بھی نرمی تھی۔
نے یہاں کبھی کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا۔"

ایک لمحے کو مائیکل کے ذہن میں یہ خیال ابھرا تھا کہ جس طرح بارنی نے اسے ایک
لیکچر سنا دیا تھا اس طرح وہ بھی اس بوڑھے کو لیکچر پلا دے لیکن ایسی صورتِ حال میں
ایسی احمقانہ باتیں نہیں کر سکتا تھا۔

"میں صرف پولیس کے سامنے اپنا بیان دوں گا۔" وہ کرخت لہجے میں بولا۔

بوڑھا چونکے بغیر نہیں رہ سکا۔ وہ مائیکل کے قریب آ کر گہری نظروں سے اس کا
لینے لگا۔ عمر ابن الخطاب اسکوائر کی طرف سے آنے والے تین چار عرب ان کے
رک گئے۔ ان میں ایک نے اپنا چہرہ دونوں ہاتھوں میں چھپا لیا اور باقی آپس میں
یاں کرنے لگے۔ اس دوران ایک اور بھاری بھرکم آدمی گیٹ سے نکل آیا۔ اس کی
ں میں ابھی تک نیند کا خمار تھا۔ وہ آنکھیں مل مل کر دیوار پر لکھے ہوئے نعروں کو
گا۔

"کیا تم چاہتے ہو کہ میں پولیس کو اطلاع کر دوں؟" پادری نے مائیکل کی طرف

اس بات کی پرواہ نہیں تھی کہ مائیکل اسے غافل پا کر اس پر حملہ آور ہو سکتا ہے یا فرا
کوشش میں وین سے چھلانگ بھی لگا سکتا ہے۔

نیو سٹی کے پولیس ہیڈ کوارٹر میں جیسے ہی وین رکی مائیکل پولیس والے سے پہلے
اتر آیا۔ پھر پولیس والے کے ساتھ برآمدے کی سیڑھیاں طے کرتے ہوئے اس کی نظر
دائیں طرف اٹھ گئیں جہاں کچھ فاصلے پر روسی کیتھڈرل چرچ کی عمارت کا کلس نظر آ
تھا۔

ہال میں دیوار کے ساتھ بنچوں پر لاتعداد جرائم پیشہ افراد بیٹھے ہوئے تھے۔
لوگ تھے جنہیں پولیس نے گزشتہ رات شہر کے مختلف علاقوں سے وارداتیں کرتے
پکڑا تھا۔ ان کے چہرے تاثرات سے عاری اور آنکھیں ویران تھیں۔ انہیں غالباً اس
پرواہ نہیں تھی کہ ان کی زندگی آزاد فضا میں گزرتی ہے یا جیل کی چار دیواری کے اند
ہال میں سامنے والی دیوار کے قریب ایک لمبے کاؤنٹر کے پیچھے تین پولیس آفیسر بیٹھے ہو
تھے۔ انہوں نے نظریں اٹھا کر سرسری سے انداز میں دن کی پہلی گرفتاری کی طرف
اور پھر اپنے کام میں مصروف ہو گئے۔ ان تینوں پولیس آفیسروں کے چہرے شب بیدا
کے باعث ستے ہوئے تھے۔ مائیکل نے اپنی کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی کی طرف دیکھا۔
وقت چھ بج کر پچیس منٹ ہونے تھے۔

مائیکل کو کاؤنٹر کے سامنے لے جا کر کھڑا کر دیا گیا۔ ایک سارجنٹ نے انگریزی
بات کرتے ہوئے اس کا نام پتا دریافت کیا اور اس کے کاغذات چیک کئے جبکہ دوسرا آ
اسے ایک اندرونی کمرے میں لے گیا جہاں اس کے فنگر پرنٹس اتارے گئے۔ اس کم
میں موجود ایک نوجوان لڑکی' جس کی یونیفارم پر لگے ہوئے بیج اسے لیفٹیننٹ ظاہر کر ر
تھے' تقریباً پندرہ منٹ تک اس سے سوال جواب کرتی رہی۔ مائیکل نے بلا حیل و
اپنے "جرم" کا اعتراف کر لیا اور اسے وہ نعرے بھی بتا دیئے جو اس نے یہودی ڈ
لیگ کی طرف سے لکھے تھے۔ لڑکی نے جب مائیکل کو اپنے دستخط کرنے کو کہا تو اس
صاف انکار کر دیا اور یہ بھی کہا کہ وہ کسی ضمانت پر رہا ہونا پسند نہیں کرے گا۔ اسے کچ
بعد ایک ایسے کمرے میں لے جا کر بند کر دیا گیا جہاں پہلے ہی سے چھ آدمی موجود
انہیں بھی مختلف جرائم میں پکڑا گیا تھا اور وہ لوگ ایک دائرے کی صورت میں بیٹھے
سکے کی مدد سے جوا کھیل رہے تھے۔ مائیکل ایک کونے میں دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھ گ

رہا تھا کہ اس نے جو کھیل شروع کیا تھا اس میں کامیاب ہو گا یا نہیں؟

اسے اپنے مقصد میں ناکامی نہیں ہوئی تھی۔ ساڑھے سات بجے مارکیٹ میں آنے
اخبارات میں اس کی گرفتاری کی ایک چھوٹی سی خبر موجود تھی۔ آٹھ بجے ریڈیو کے
میں بھی اس کی گرفتاری کی خبر کو نشر کیا گیا۔ ساڑھے نو بجے ایک بھاری بھرکم پولیس
نے سلاخوں والا دروازہ کھولا اور انگلی کے اشارے سے مائیکل کو باہر آنے کو کہا۔
ں والے کے پیچھے پیچھے راہداری میں چلتے مائیکل کا سامنا لڑکی سے ہو گیا۔

"خدا حافظ یہودی ڈیفنڈر!" وہ لڑکی اس کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے بولی۔
رے دوست تمہاری ضمانت کے لئے پہنچ گئے ہیں۔"

ہال میں کاؤنٹر کے سامنے بیٹھے ہوئے دو نوجوان کاغذات پر دستخط کر رہے تھے۔ ان
لویل قامت نوجوان نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ بارنی تھا۔

"آئندہ میری ہدایات کے بغیر تم ایسا کوئی کام نہیں کرو گے۔" بارنی نے کہا۔ "اور
کے ساتھ ہی ہم تمہیں اپنے کلب میں خوش آمدید کہتے ہیں' مائیکل!"

☆======☆======☆

مائیکل جب گھر پہنچا تو شام کا دھندلکا پھیل رہا تھا۔ وہ اگرچہ بہت تھک چکا تھا لیکن
ا حوصلہ بلند تھا۔ صبح پولیس ہیڈ کوارٹرز سے رہائی ملنے کے بعد اس نے دن کا بیشتر
بارنی اور یہودی ڈیفنس لیگ کے دوسرے ممبروں کے ساتھ گزارا تھا۔ دوپہر کا کھانا
نہوں نے اکٹھے ہی ایک ریسٹورنٹ میں کھایا تھا جس کی کھڑکیوں سے اولڈ سٹی میں
دیوار گریہ کا دلچسپ منظر نظر آ رہا تھا۔ بارنی نے مائیکل کی کارروائی کو بے حد سراہا تھا
ئیکل نے اسے بتایا تھا کہ اس کارروائی پر عمل کرنے سے پہلے وہ اس کی باقاعدہ
ل کر چکا تھا۔ اس نے کھلے لفظوں میں کہہ دیا تھا کہ وہ یروشلم میں مسجدوں اور گرجا
ں کا وجود برداشت نہیں کر سکتا تھا جہاں عیسائی اور مسلمان تو دندناتے پھر رہے ہوں
ودی سہمے رہیں۔ اس کا کہنا تھا کہ یروشلم یہودیوں کا ہے اس پر کسی دوسری قوم کا
حق نہیں ہے۔ اب وقت آ گیا ہے کہ دوسری قوموں کو یہاں سے نکال باہر کیا جائے۔
کے خیال میں دنیا کو اب یہ حقیقت مان لینی چاہئے کہ یروشلم اب صرف اور صرف
ں کا ہے۔

"اس کے علاوہ!" اس نے مزید کہا۔ "تم لوگ بھی تو اس کاز پر کام کر رہے ہو۔

ایتھوپیا کے چرچ کی دیواروں پر تم ہی لوگوں نے نعرے لکھے تھے۔"

"یہ کئی روز پہلے کی بات ہے۔" بارنی نے جواب دیا تھا۔ "لیکن اب صورتِ حال مختلف ہے۔ کاہن اور ہمارے دو آدمی جیل میں ہیں۔ پولیس ہمارے بھی پیچھے لگی ہوئی ہے لیکن انہیں ہمارے خلاف کوئی ثبوت نہیں مل رہا۔ اس کے علاوہ دوسری مذہبی تنظیمیں بھی ہماری بھرپور مخالفت کر رہی ہیں۔ اس لئے ہمیں محتاط رہنا چاہئے۔ اس میں شبہ نہیں کہ آج صبح تم نے بڑی ہمت کا ثبوت دیا ہے لیکن جوش کے ساتھ ہوش کو بھی ملحوظِ خاطر رکھنا چاہئے۔"

"لیکن ہمیں ہمارے لئے باتوں کی نہیں عمل کی ضرورت ہے۔" مائیکل نے گرمجو کا مظاہرہ کرتے ہوئے جواب دیا۔ اس کے خیال میں بارنی اور اس کے ساتھی اس نظریات سے پوری طرح قائل ہو چکے تھے۔

"فی الحال کسی ایکشن کی ضرورت نہیں۔" مائیکل نے اسے سمجھانے کی کوشش کی۔ "اس وقت ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم زیر زمین رہ کر مناسب وقت کا انتظار کریں۔ جب وقت آئے گا تو ہم خاموش نہیں بیٹھے رہیں گے اور یقین کرو کہ اس وقت ہم صرف دیواروں پر نعرے لکھنے پر اکتفا نہیں کریں گے۔"

بارنی نے جن جذبات کا اظہار کیا تھا اس پر مائیکل کو بے حد حیرت ہوئی تھی۔ مز حیرت اس بات پر ہوئی تھی کہ پورے ملک میں ان کی تعداد پچاس ساٹھ سے زیادہ نہیں تھی لیکن مائیکل کو ان کی تعداد سے کوئی واسطہ نہیں تھا۔ اس کے لئے اصل بات تو یہ تھی کہ وہ ان کے گروہ میں شامل ہو چکا تھا۔ یہ لوگ اب جو بھی فیصلہ یا کارروائی کریں گے مائیکل اس سے بے خبر نہیں رہے گا۔

جب وہ ان سے رخصت ہوا تو مائیکل نے اس کا فون نمبر لینے کے علاوہ اپنا فون نمبر بھی اسے دے دیا تھا اور وعدہ کیا تھا کہ دن میں کم از کم ایک مرتبہ ٹیلی فون پر ان کے درمیان رابطہ رہے گا۔

مائیکل کو یقین تھا کہ یہودی ڈیفنس لیگ نے یروشلم میں مسلمانوں کے مجوزہ ا مارچ کے سلسلے میں کسی کارروائی کا منصوبہ بنایا تو اسے بھی معلوم ہو جائے گا اور وہ قبل وقت ملر اور اس کے ساتھیوں کو اس منصوبے سے آگاہ کر دے گا۔ اس کا خیال تھا کہ ا کوئی اطلاع ملنے پر الفریڈ ملر اس پر بجا طور پر فخر کرے گا۔ مائیکل یہی سب کچھ سوچتا

دیوں کے محلے میں واقع اپنے فلیٹ کی طرف جا رہا تھا۔

اس کی رہائشی عمارت کے سامنے کھلی جگہ پر بچے کھیل رہے تھے۔ بیرونی زینے کے ب گندمی رنگت والی ایک لڑکی کھڑی تھی۔ وہ غالباً عرب تھی۔ مائیکل جب قریب سے زرا تو لڑکی نے گہری نظروں سے اس کی طرف دیکھا تھا۔ اس نے ڈھیلے ڈھالے سرخ ک کے لباس پر براؤن رنگ کا پرانا سا کارڈیگن پہن رکھا تھا۔ لباس ڈھیلا ہونے کے ود اس کے جسم کے خطوط نمایاں ہو رہے تھے۔ اس نے سر پر اسکارف باندھ رکھا تھا ن سیاہ بالوں کی چند لٹیں اسکارف سے نکل کر اس کی پیشانی پر جھول رہی تھیں۔ اس قریب سے گزرتے ہوئے مائیکل یہ سوچے بغیر نہیں رہ سکا تھا کہ اگر وہ فیشن ایبل ں میں ہوتی تو اس کا حسن مزید نکھر سکتا تھا۔

اپنے کمرے میں داخل ہو کر مائیکل نے دروازہ بند کر دیا۔ ایک گلاس میں شراب یلی، ایک سگریٹ سلگایا اور ایک طرف پڑی ہوئی ایزی چیئر پر نیم دراز سا ہو کر بیٹھ گیا۔ ں کے ہونٹوں پر خفیف سی مسکراہٹ تھی۔ اس کا پورا دن اگرچہ بڑی مشقت میں گزرا یکن بالآخر اسے اپنے مقصد میں ناکامی نہیں ہوئی تھی۔

اس نے گلاس میں سے بمشکل ایک چسکی لی ہو گی کہ دروازے پر دستک کی ہلکی سی ز ابھری۔ وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہو گیا۔ اس کے چہرے پر الجھن کے تاثرات ابھر ئے تھے۔ اس دوران دروازہ ایک مرتبہ پھر کھٹکھٹایا گیا۔ انداز ایسا تھا جیسے دستک دینے والا ت میں ہو۔ مائیکل ایک لمحے کو ہچکچایا پھر اس نے آگے بڑھ کر دروازہ کھول دیا۔ اس کے منے وہی عرب لڑکی کھڑی تھی جسے اس نے زینے کے قریب دیکھا تھا۔

"مجھے اندر آنے دو پلیز!" لڑکی نے انگریزی میں کہا۔ اس کے لہجے میں گھبراہٹ سی ۔ "مجھے الفریڈ ملر نے بھیجا ہے۔"

مائیکل ایک طرف ہٹ گیا۔ لڑکی کے اندر داخل ہوتے ہی اس نے دروازہ بند کر دیا دروازے سے ٹیک لگائے کھڑا متحیر نگاہوں سے لڑکی کی طرف دیکھنے لگا۔ اسے کسی ں کی آمد کی توقع تھی لڑکی کی نہیں لیکن پھر اسے خیال آ گیا کہ ملر نے یہ نہیں کہا تھا کہ ں آدمی اس سے رابطہ قائم کرے گا وہ اپنے اور ملر کے درمیان ہونے والی گفتگو یاد نے لگا۔ ملر نے کہا تھا کہ "مشرقی یروشلم میں ہمارا ایک عرب دوست موجود ہے۔" اور دوست" کوئی لڑکی بھی ہو سکتی تھی۔

"تمہیں شاید کسی عورت کے آنے کی توقع نہیں تھی۔" لڑکی نے کہا۔ اس نے شا
اس کے چہرے سے اس کے خیالات پڑھ لئے تھے۔ "ہمارے گروپ میں عورتوں کو مرد
کے برابر ہی سمجھا جاتا ہے۔ مجھے ہدایت کی گئی تھی کہ.........."

"کون سا گروپ؟" مائیکل نے اس کی بات کاٹ دی۔

لڑکی چند لمحوں کو خاموش رہی۔ اسے مائیکل کی یہ مداخلت پسند نہیں آئی تھی۔
کچھ دیر تک مائیکل کو گھورتی رہی بالآخر بولی۔ "وہ گروپ جو الفریڈ ملر کو اس کے منصو
میں مدد دے رہا ہے۔"

"کیا تم اس منصوبے کے بارے میں کچھ جانتی ہو؟" مائیکل نے پوچھا اس نے شا
ہی اسے خیال آ گیا کہ وہ دونوں ابھی تک کھڑے تھے۔ "بیٹھ جاؤ۔" اس نے صوف
طرف اشارہ کیا۔ "کچھ پینا پسند کرو گی؟"

"نہیں، میں کھڑے کھڑے ہی بات کروں گی۔" لڑکی نے جواب دیا اور پھر میز
رکھی ہوئی شراب کی بوتل اور گلاس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی۔ "مجھے ان چیز
سے بھی کوئی دلچسپی نہیں ہے۔"

اس کے رویے میں تندی دیکھ کر مائیکل کے ذہن کو جھٹکا سا لگا۔ وہ کندھے اچکا
ہوئے بیٹھ گیا۔ اس نے اپنا گلاس بھی اٹھا لیا تھا۔ "تم نے میرے سوال کا جواب نہ
دیا۔" وہ لڑکی کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔ "کیا تمہیں ملر کے منصوبے کے بارے میں
معلوم ہے؟"

لڑکی نے سر پر بندھا ہوا اسکارف کھول کر سر کو ہلکا سا جھٹکا دیا۔ سیاہ ریشمی بال ا
کے کندھوں پر بکھر گئے۔ مائیکل کے منہ سے بے اختیار سانس نکل گیا۔ وہ واقعی خوبصور
لڑکی تھی لیکن اس کے چہرے پر اب بھی کرختگی کے تاثرات تھے جس سے اس کا حُ
متاثر ہو رہا تھا۔

"میرا جواب نفی میں ہے۔" اس نے جواب دیا۔ "میں اس کے منصوبے کے بار
میں قطعی کچھ نہیں جانتی۔ مجھے صرف اتنا معلوم ہے کہ میں نے تمہارے لئے عرب آبا
والے علاقے میں ایک کمرہ تلاش کرنا ہے۔" لڑکی کے منہ سے نکلنے والے آخری الفاظ
نفرت کی ہلکی سی جھلک بھی موجود تھی۔

مائیکل اپنے آپ میں ایک عجیب سی بے چینی محسوس کرنے لگا۔ وہ اس سے پو

ہتا تھا کہ وہ اس قدر سرد مہری کا مظاہرہ کیوں کر رہی ہے لیکن پھر اس نے اپنا ارادہ بدل
۔ وہ دونوں ایک ہی مشن پر کام کر رہے تھے اگر وہ لڑکی سرد مہری کا مظاہرہ کر رہی تھی تو
اس کا ذاتی فعل تھا جبکہ مشن کے سلسلے میں وہ اس سے بھرپور تعاون کر رہی تھی۔

"کیا تم نے کمرہ تلاش کر لیا ہے؟" اس نے پوچھا۔

"ہاں۔" لڑکی نے جواب دیا۔ "یہ کام اتنا آسان نہیں تھا۔ مشرقی یروشلم کے رہنے
لے کسی یہودی کو اپنے مکان کا کوئی حصہ دینے کو تیار نہیں ہوتے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم
تنے روز تک تم سے کوئی رابطہ قائم نہیں کر سکے۔ کمرہ ہمیں کل ہی ملا ہے اور اب میں
ریباً ڈیڑھ گھنٹے سے زینے کے قریب کھڑی تمہارا انتظار کر رہی تھی۔ آؤ اب چلیں۔
یں دیر نہیں کرنی چاہئے۔"

"ابھی؟" مائیکل کے لہجے میں بے چینی تھی۔ "اتنی جلدی بھی کیا ہے۔ ہم کل صبح
ں چلے جائیں گے۔"

"نہیں؟" لڑکی نے نفی میں سر ہلایا۔ "ہمیں آج ہی وہاں جانا ہے۔ مالک مکان لیز پر
تخط کرنے کے لئے ہمارا انتظار کر رہا ہے۔ اگر ہم نے بات کل پر ٹال دی تو معاملہ ختم ہو
ائے گا۔"

"ٹھیک ہے۔" مائیکل گہرا سانس لیتے ہوئے اٹھ گیا اور کوٹ پہنتے ہوئے پوچھا۔
کمرہ کہاں ہے؟"

"زیادہ دور نہیں جانا ہو گا۔ یہاں سے صرف دس منٹ کا پیدل راستہ ہے۔ سینٹ
لینا روڈ کے بالکل قریب۔"

"سینٹ ہیلینا!" مائیکل نے حیرت سے کہا۔ "کیا دریا ڈولورسا کے قریب؟"

"ہاں، یہی سمجھ لو۔" لڑکی نے جواب دیا اور دونوں کمرے سے نکل کر سیڑھیاں
ترنے لگے۔ "اس معاملے میں تم اپنے آپ کو خوش قسمت سمجھ سکتے ہو۔ اس کمرے کی
یک کھڑکی دنیا کے عظیم ترین چرچ ہولی سیپولکر کی طرف کھلتی ہے۔"

"تمہارا نام کیا ہے؟" مائیکل نے سر ہلاتے ہوئے پوچھا۔

لڑکی چند لمحے خاموش رہی پھر مدھم لہجے میں جواب دیا۔ "لطیفہ۔"

☆------☆------☆

لطیفہ حسینی کی زندگی کا یہ پہلا موقع تھا کہ اس نے کسی یہودی سے اتنی طویل گفتگو

کی تھی۔ اس کا یہ مطلب نہیں تھا کہ اسے کبھی کسی یہودی سے بات کرنے کا موقع نہیں ملتا تھا۔ یہودی اکثر عرب آبادی والے علاقے میں سیر و تفریح یا شاپنگ کے لئے آتے رہتے تھے اور وہ عربوں سے بات چیت بھی کرنا چاہتے تھے۔ کئی یہودیوں نے کئی مرتبہ لطیفہ سے بھی بات کرنے کی کوشش کی تھی لیکن وہ ہمیشہ ان کی حوصلہ شکنی کرتی رہی تھی۔

لطیفہ کی پرورش ایک ایسے ماحول میں ہوئی تھی جہاں بچوں کو یہودیوں سے نفرت کرنا سکھایا گیا تھا۔ یہودیوں سے نفرت اس کی رگوں میں دوڑنے والے خون کا ایک حصہ بن چکی تھی۔ لطیفہ 1948ء میں اس وقت پیدا ہوئی تھی جب اسرائیلی ریاست وجود میں آئی تھی اور اس کے نتیجہ میں دس لاکھ سے زائد فلسطینی عربوں کو اپنا گھربار چھوڑ کر مشرق وسطیٰ کے دیگر ممالک میں پناہ حاصل کرنا پڑی تھی۔ لطیفہ جب اسکول میں داخل ہوئی تو اس کے کورس کی کتابوں میں بھی مسلمانوں کے ساتھ یہودیوں کے ظلم و ستم کی داستانیں موجود تھیں۔ یہودی وحشی بھیڑیئے' درندے اور قاتل تھے۔ اسکول کی کتابوں میں یہ بھی لکھا تھا کہ ایک دن ایسا ضرور آئے گا کہ عرب متحد ہو کر یہودی ریاست کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیں گے لیکن صورتِ حال اب تک اس کے برعکس ثابت ہوئی تھی۔ 1967ء میں یہودیوں اور عربوں کے درمیان پہلی باقاعدہ جنگ چھڑ گئی۔ لطیفہ کے گاؤں کے لوگ پہلے تو بہت خوش ہوئے کہ اب یہودیوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔ ریڈیو پر بھی بار بار یہی اعلان ہوتے رہے کہ درندہ صفت یہودیوں کو ان کے اپنے ہی خون کے دریا میں غرق کر دیا جائے گا لیکن ایک روز اچانک ہی اسرائیلی فوجی دستے ان کے گاؤں کے نواح میں پہنچ گئے۔ گاؤں والوں کو اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا۔ ان کا خیال تھا کہ یہودی فوجی کسی نہ کسی طرح یہاں تک پہنچ تو گئے ہیں لیکن اب زندہ واپس نہیں جا سکیں گے۔ جیسے ہی اردن' مصر اور شام کے فوجی دستے ادھر کا رخ کریں گے وہ اسرائیلی فوجی دستوں کو دھکیلتے ہوئے تل ابیب تک لے جائیں گے لیکن پھر بتدریج یہ خبریں آنے لگیں کہ اردن' شام اور مصر کے فوجی دستے یہودیوں سے شکست کھا کر پیچھے ہٹ رہے تھے۔ عراقی ایئر فورس کو بھی یہودیوں کے ہاتھوں کافی نقصان اٹھانا پڑا تھا۔ اسرائیل نے عربوں کو شکست دے کر سینائی' گولان ہائیٹس اور یروشلم پر قبضہ کر لیا تھا۔ ویسٹ بینک پر بھی یہودیوں کا تسلط قائم ہو چکا تھا۔

لطیفہ اکثر اپنے بڑے بھائیوں سے پوچھتی کہ یہ سب کچھ کیسے ہو گیا تھا۔ اسے یہی

اب ملتا کہ عربوں کا آپس کا نفاق انہیں لے ڈوبا ہے۔ یہودیوں کو فلسطین سے نکالنے کے لئے نوجوان اور پُرجوش عربوں نے الفتح کے نام سے ایک انقلابی تنظیم بنائی تھی۔ لطیفہ کے ائیوں کا کہنا تھا کہ اگر تمام عرب نوجوان الفتح میں شامل ہو جائیں تو وہ اسرائیلی ریاست کا ود مٹا کر ایک آزاد فلسطینی ریاست قائم کر سکتے ہیں۔ اس کے دونوں بھائی الفتح میں شامل گئے تھے جس پر لطیفہ کو بجا طور پر فخر تھا۔

اور پھر ایک روز کمانڈ کاروں اور ٹرکوں میں لدے ہوئے اسرائیلی فوجی گاؤں میں خل ہوئے اور لطیفہ کے مکان کو گھیرے میں لے لیا۔ ایک کار میں اس کے دونوں بھائی ی موجود تھے۔ ان کے ہاتھ پشت پر بندھے ہوئے تھے۔ دوسری کار میں سوار ایک یہودی ی آفیسر نے نیچے اتر کر بتایا کہ ان دونوں بھائیوں نے یروشلم کے وسط میں آتش گیر ے سے لدی ہوئی ایک کار کو دھماکے سے اڑا دیا تھا جس کے نتیجے میں کئی افراد ہلاک ہو ے تھے۔ ان دونوں کو کئی سال تک جیل کی روٹیاں کھانی پڑیں گی۔ اس کے علاوہ برطانوی ر کے ایک قانون کے مطابق ان کے مکان بھی مسمار کر دیئے جائیں گے۔ لطیفہ اس ت چودہ پندرہ سال کی رہی ہو گی۔ وہ ایک اونچے ٹیلے پر اپنی ماں سے لپٹی کھڑی اپنے ان کی طرف دیکھتی رہی جسے چند منٹ بعد ہی دھماکے سے اڑا دیا گیا تھا۔ مکان کا ملبہ دور ر تک بکھر گیا تھا اور دیر تک اس سے دھواں اٹھتا رہا تھا۔ لطیفہ نے یکایک اپنے سہارے ڑے ہوتے ہوئے ماں سے کہا تھا۔ "میں بھی بڑی ہو کر الفتح میں شامل ہو جاؤں گی۔"

وہ جیسے جیسے بڑی ہوتی گئی اس کے دل میں یہودیوں کے لئے نفرت بڑھتی گئی۔ اس گھر والے گاؤں چھوڑ کر مشرقی یروشلم میں آباد ہو گئے تھے۔ لطیفہ آزادی سے ان ب نوجوانوں سے ملتی رہی جنہوں نے اسرائیل کو ملیامیٹ کرنے کے لئے اپنی زندگیاں پر لگا رکھی تھیں۔ وہ الفتح کے ایک مخصوص شعبے میں شامل ہو گئی اور یہودیوں کے ف مظاہروں' ہڑتالوں اور تخریبی سرگرمیوں میں بھرپور حصہ لینے لگی۔ دن کے وقت تو ہ مشرقی یروشلم سے شائع ہونے والے اخبار روزنامہ الفجر میں سیکرٹری کی حیثیت سے م کرتی اور شام کے بعد رات گئے تک اس کا وقت الفتح کے ممبروں سے خفیہ میٹنگز میں رتا۔

گزشتہ روز اس کے شعبے کے انچارج نواف نے اسے پرانے شہر میں عرب آبادی لے علاقے کے ایک کمرے تک جانے کی ہدایت کی تھی۔ نواف کے بیان کے مطابق

کمرے کا انتخاب کر لیا گیا تھا۔ نواف نے مکان کے مالک کو بتایا تھا کہ الفتح کے احکامات کے مطابق یہ کمرہ ایک امریکی یہودی کے لئے لیا جا رہا تھا۔ اس نے لطیفہ کو ہدایت کی تھی کہ اس یہودی کو لے کر مکان پر پہنچ جائے تاکہ لیز کے کاغذات پر دستخط ہو سکیں۔ نواف نے اسے یہ بھی بتا دیا تھا کہ اس یہودی کا نام مائیکل گورڈن ہے اور وہ یہودی آبادی والے علاقے میں رہائش پذیر تھا۔ نواف نے شناختی الفاظ بھی بتا دیئے تھے۔

سق الحصر اور مورستان روڈ سے ہوتے ہوئے یروشلم کے سب سے بڑے کرسچین چرچ کی طرف چلتے ہوئے لطیفہ سوچ رہی تھی کہ آج کے بعد وہ مائیکل سے نہیں ملے گی۔ وہ اگرچہ ایک نفیس انسان لگتا تھا لیکن لطیفہ کو اس کی دوستی کی ضرورت نہیں تھی۔ وہ تو اس کے ساتھ سڑک پر چلتے ہوئے بھی کچھ عجیب سا محسوس کر رہی تھی۔ نواف کے کہنے کے مطابق ہو سکتا ہے کہ مائیکل ان کا حمایتی ہو لیکن اسے اس کی پرواہ نہیں تھی۔ اس کے خیال میں تمام یہودی ایک جیسے ہی تھے۔

وہ سڑک پر بنی ہوئی ایک بڑی محراب سے گزرتے ہوئے دوسری طرف پہنچ گئے۔ اب وہ چرچ ان کے سامنے تھا جس کی مرمت کا کام ہو رہا تھا۔ لکڑی کے ٹکڑے اور پتھر وغیرہ چاروں طرف بکھرے ہوئے تھے۔ لطیفہ تاریکی میں سیمنٹ کے ایک بلاک سے ٹکرا کر لڑکھڑا گئی۔ اگر مائیکل فوراً ہی اسے بازو سے نہ پکڑ لیتا تو وہ یقیناً گر پڑتی۔ لطیفہ نے جھٹکے سے اپنا ہاتھ چھڑا لیا۔ مائیکل نے اس وقت بھی اس کے چہرے پر نفرت و حقارت کے تاثرات دیکھے تھے۔

"یہ ہے وہ مکان۔" لطیفہ نے ایک طرف اشارہ کیا۔ "کمرہ فرسٹ فلور پر ہے۔ مالک مکان کا خاندانی نام مسری ہے۔ اوپر چلے جاؤ۔ وہ تمہارا انتظار کر رہا ہو گا۔ لیز پر دستخط کرنے کے بعد وہ کمرے کی چابی تمہیں دے دے گا۔"

"کیا تم اوپر نہیں آؤ گی؟" مائکل نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا۔

"نہیں۔" لطیفہ نے نفی میں سر ہلا دیا۔ "اب تمہیں میری ضرورت نہیں ہو گی کیونکہ باقی کام تمہیں ہی انجام دینا ہے۔"

"ایک منٹ!" مائیکل نے ہاتھ کے اشارے سے اسے روک لیا۔ "کسی گڑبڑ کی صورت میں ممکن ہے مجھے تمہاری مدد کی ضرورت پڑ جائے۔ اگر تم چلی گئیں تو میں تم سے کس طرح رابطہ قائم کر سکوں گا؟"

وہ تقریباً ایک ہزار مربع گز پر پتھروں سے بنا ہوا بہت پرانا مکان تھا۔ اس مکان کے بن سامنے چوراہے کے دوسری طرف عیسائیوں کا مقدس ترین گرجا' چرچ آف ہولی پولکر تھا۔ اس کے پورچ میں ہلکی سی روشنی نظر آ رہی تھی اور عبادت کرنے والوں کی بھنبھناہٹ جیسی مدھم آوازیں بھی سنائی دے رہی تھیں۔

مائیکل' لطیفہ کے ساتھ عمارت کے ڈیوڑھی نما گیٹ میں داخل ہو گیا جس کے ایک پتھر پر یونانی زبان میں کوئی تحریر کندہ تھی۔ وہ سیڑھیاں طے کرتے ہوئے ایک چھوٹے سے کھلے ٹیرس میں پہنچ گئے۔ ایک دیوار پر پرانے طرز کی دو لائٹیں لگی ہوئی تھیں جن کی زرد روشنی کچھ عجیب سا تاثر دے رہی تھی۔ دیواروں کے ساتھ پودوں کے بڑے بڑے گملے بڑے سلیقے سے رکھے ہوئے تھے۔ اس ٹیرس کے مغربی سمت تین چار سیڑھیاں تھیں جو ایک بڑے ٹیرس کی طرف رہنمائی کرتی تھیں۔ اس ٹیرس پر کئی دروازے کھلتے تھے۔ براؤن رنگ کے ایک دروازے پر دھندلے شیشے والا پینل بھی لگا ہوا تھا دائیں طرف ایک کھڑکی تھی۔ اس پر بھی دھندلا شیشہ لگا ہوا تھا۔ دستک دینے پر ایک عورت باہر نکل آئی جس نے سیاہ رنگ کا لبادہ اس طرح اوڑھ رکھا تھا کہ چہرے کے علاوہ اس کا پورا جسم چھپ کر رہ گیا تھا۔ وہ ان کی طرف دیکھ کر مسکرائی اور سیڑھیوں والے دروازے میں غائب ہو گئی۔ مائیکل نے الجھی ہوئی نگاہوں سے لطیفہ کی طرف دیکھا۔

"یہ ایک یونانی نن ہے۔" لطیفہ نے خشک لہجے میں کہا۔ "یہ عمارت دراصل یونانی آرتھوڈوکس چرچ کی ملکیت ہے۔ صرف یہ دو کمرے..........." اس نے اپنے پیچھے کمروں کی طرف اشارہ کیا۔ "مسری فیملی کو لیز کئے گئے ہیں۔ عدنان مسری چوراہے پر واقع یونانی چرچ کا نگران ہے۔ جب سے اس کے بیٹے اسے چھوڑ کر گئے ہیں وہ اپنی بیوی کے ساتھ اکیلا ہی یہاں رہتا ہے۔ ان کے لئے ایک ہی کمرہ کافی ہے۔ اس لئے دوسرا کمرہ وہ کرائے پر دے رہے ہیں۔"

اسی لمحہ دوسرے کمرے کا دروازہ کھل گیا۔ ایک بھاری بھرکم بوڑھا آدمی باہر نکلا اور مچ مچاتی ہوئی آنکھوں سے ان کی طرف دیکھنے لگا۔ اس نے ایک ہاتھ میں عینک بھی پکڑ رکھی تھی۔ اس نے اونی شرٹ پر ایک پرانا سا کوٹ پہن رکھا تھا۔ اس کی پتلون بھی خاصی بوسیدہ تھی لیکن پیروں میں سلیپر نئے تھے جو خوب چمک رہے تھے۔ اس نے عینک لگا کر ایک بار پھر ان کی طرف دیکھا اور لطیفہ کو پہچان کر مسکرا دیا۔

"گڈ ایوننگ!" وہ ٹوٹی پھوٹی انگریزی میں بولا۔ اس کا رخ مائیکل کی طرف تھا۔
"اندر آ جاؤ .... پلیز!"

وہ دونوں اس کے ساتھ اندر آ گئے۔ خاصا بڑا کمرہ تھا جو سامان سے بھرا پڑا تھا۔ اس لمحہ مسری کی بیوی بھی کسی طرف سے نکل کر ان کے سامنے آ گئی۔ مائیکل اور لطیفہ پلنگ کے سامنے پڑی ہوئی بوسیدہ سی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ مسری کی بیوی کافی لے آئی جبکہ عدنان مسری نے نائیلون کے ایک بیگ میں سے کچھ کاغذات نکال لئے۔

"مجھے بتایا گیا تھا کہ تم کمرہ کرائے پر لینا چاہتے ہو۔" وہ مائیکل کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔

اس کے بعد جو بھی گفتگو ہوئی وہ خاصی مختصر رہی تھی۔ مائیکل نے کرائے کے بارے میں کسی قسم کی بارگیننگ نہیں کی۔ بوڑھے نے اسے ٹائلٹ اور باتھ روم وغیرہ کے بارے میں سمجھا دیا۔ مائیکل اثبات میں سر ہلاتا رہا۔ وہ بوڑھے کی باتوں پر دل ہی دل میں مسکرا رہا تھا۔ اسے یہاں رہنا تو تھا نہیں جو بوڑھے کی باتوں پر توجہ دیتا۔ اس بارے میں ملر کی ہدایات بالکل واضح تھیں کہ وہ کمرہ تو اپنے نام پر لے گا لیکن امن مارچ کے پروگرام کے سلسلے میں وہ کمرہ خالی رکھا جائے گا۔ اسے وقتاً فوقتاً یہاں آ کر چیک کرنا تھا کہ اس دوران کمرہ کسی اور کو نہ دے دیا جائے۔

مائیکل نے دستخط کر کے عدنان مسری کو ایک مہینے کا پیشگی کرایہ دے دیا اور کاغذات کی ایک کاپی لے کر جیب میں ڈال لی۔ اب اسے صرف اتنا کرنا تھا کہ صبح مقامی پولیس اسٹیشن جا کر کرایہ نامہ دکھانے کے بعد پولیس سے سرٹیفکیٹ لینا تھا۔

"کیا میں کمرہ دیکھ سکتا ہوں؟" وہ اٹھتے ہوئے بولا۔

"کیوں نہیں!" مسری بھی کہتے ہوئے اٹھا۔ اس نے میز کی دراز سے ایک چابی نکالی اور مائیکل اور لطیفہ کو اشارہ کرتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ [illegible] میں آ کر اس نے بائیں طرف والے دوسرے دروازے کا تالا کھولا اور اندر داخل ہو کر لائٹ جلا دی۔

مائیکل کو حیرت کا ایک شدید جھٹکا لگا۔ یہ کمرہ کسی ڈرافٹسمین کا دفتر نظر آ رہا تھا جہاں ڈرائنگ بورڈ، سلائیڈ رولز اور اسی قسم کی متعدد چیزیں پڑی ہوئی تھیں۔ ایک میز پر ایک ادھورے نقشے کے قریب لاتعداد پنیں، پنسلیں اور مختلف رنگوں کی روشنائیاں رکھی ہوئی تھیں۔

"یہاں پہلے ایک انجینئر رہتا تھا۔" لطیفہ نے مسری سے عربی میں بات کرنے کے بعد ئیکل کو بتایا۔ "وہ انجینئر کل صبح یہاں سے رخصت ہو رہا ہے۔ اس کے بعد یہ کمرہ تمہارا گا۔"

"گڈ!" مائیکل سر ہلاتا ہوا کھڑکی کے قریب پہنچ گیا۔ کھڑکی کے عین سامنے چوراہے ے دوسری طرف عیسائیوں کے عظیم ترین گرجا' ہولی اسپولکر چرچ کا داخلی گیٹ تھا۔ ئیکل نے فوراً ہی فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ دن میں کسی وقت یہاں ضرور آئے گا کیونکہ اس ے خیال میں چرچ میں زائرین کی آمدورفت کا منظر خاصا دلچسپ ہو گا۔ ملر نے جس قسم ے کمرے کے لئے کہا تھا یہ اس کی ضرورت کے عین مطابق تھا۔

وہ مسری کا شکریہ ادا کرتے ہوئے لطیفہ کے ساتھ سیڑھیوں کی طرح بڑھ گیا۔

"بہت بہت شکریہ لطیفہ!" سڑک پر پہنچ کر اس نے لطیفہ کی طرف ہاتھ بڑھا دیا۔ تم سے ملاقات بہت خوشگوار رہی۔"

لطیفہ نے بھی ہاتھ آگے بڑھا دیا تھا لیکن صرف انگلیوں کی پوریں چھوتے ہی اس ے ہاتھ پیچھے کھینچ لیا۔

"خدا حافظ!" اس نے خشک لہجے میں کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے ایک طرف وانہ ہو گئی۔

☆======☆======☆

ایک ہفتہ بعد الفریڈ ملر پیرس میں ریو ڈی سوسائیز پر واقع پوسٹ آفس کے اس رے میں داخل ہو رہا تھا جہاں کبوتروں کے کابکوں کی طرف پوسٹ بکس بنے ہوئے ے۔ اس نے جیب سے چابیوں کا گچھا نکال کر ایک چابی منتخب کی اور ایک لیٹر بکس کھولے ۔ بکس میں مختلف سائز اور رنگوں کے کئی لفافے موجود تھے۔ اس نے تمام لفافے سمیٹ ر فل کوٹ کی اندرونی جیب میں ٹھونسے اور بکس بند کر کے باہر نکل آیا۔ کچھ ہی فاصلہ ے کرنے کے بعد وہ ایک چھوٹے سے ریسٹورنٹ میں داخل ہو کر کونے کی میز پر بیٹھ گیا ر ویٹر کو کافی لانے کا اشارہ کر دیا۔ جو ویٹر کافی لے کر آیا وہ شاہ بلوط کے پتے سے بنے ئے سگریٹ کی بو پر نتھنے سکیڑتا ہوا جلدی سے وہاں سے ہٹ گیا۔

ملر نے جیبی چاقو سے تمام لفافے چاک کر کے اپنے سامنے رکھ لئے اور پھر ایک ک لفافے میں سے خط نکال کر پڑھنے لگا۔ دو لفافے اسرائیل سے ان دو آدمیوں نے

بھیجے تھے جنہیں یاسر عرفات نے اس کی ماتحتی میں دے رکھا تھا۔ پہلے خط میں یروشلم کے خوبصورت مناظر کی تعریف کرتے ہوئے فرضی دادی کی بیماری پر بھی تشویش کا اظہار کیا گیا تھا۔ اس خط میں خفیہ الفاظ میں ایک اور پیغام بھی موجود تھا جس کے بارے میں ملر نے فیصلہ کیا تھا کہ اس پیغام کو تنہائی میں ڈی کوڈ کرے گا۔ دوسرے لفافے میں "یروشلم پوسٹ" نامی اخبار کے ایک تراشے کے علاوہ کچھ نہیں تھا۔ ملر جلدی سے وہ تراشہ پڑھنے لگا اس مختصر سی خبر میں مائیکل گورڈن نامی ایک جنونی یہودی کی گرفتاری کے بارے میں بتایا گیا تھا جس نے یروشلم میں آرمینی چرچ کی دیوار پر یہودی ڈیفنس لیگ کی طرف سے نعرے لکھے تھے۔

وہ چند لمحوں تک اس اخباری تراشے کو گھورتا رہا پھر دفعتاً اس کی ہنسی چھوٹ گئی۔ اس بے آواز ہنسی سے اس کا پورا جسم لرز رہا تھا۔ اسے یہ خبر پڑھ کر یہ سمجھنے میں دیر نہیں لگی تھی کہ احمق گورڈن نے یہودی ڈیفنس لیگ میں شامل ہونے کے لئے حرکت کی تھی۔ وہ سوچ رہا تھا کہ مائیکل کو شاید کبھی یہ علم نہیں ہو سکے گا کہ یہ حرکت کر کے اس نے ملر کی کتنی بڑی خدمت کی تھی۔ وہ ایک بار پھر ہنسنے لگا۔

بار کاؤنٹر کے پیچھے کھڑا بار ٹینڈر عجیب سی نگاہوں سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس نے زندگی میں لاتعداد احمق دیکھے تھے لیکن اس کے خیال میں کالے لباس میں ملبوس اپنی کلاس کا انوکھا پاگل تھا وہ سمجھتا تھا کہ ایسے پاگلوں پر سڑکوں پر آنے کی پابندی ہونی چاہئے کیونکہ وہ کسی بھی وقت خطرناک ثابت ہو سکتے تھے۔

ملر کو اپنے طور پر خوش ہونے کا پورا حق حاصل تھا۔ اس نے جو منصوبہ بنایا تھا اس کی بکھری ہوئی کڑیاں آہستہ آہستہ ایک دوسری کے قریب آ رہی تھیں۔ ہتھیار، کمرہ اور یہودی ہر چیز تیار تھی۔ اس کے خیال میں انقلابی قدم اٹھانے کا وقت آ گیا تھا۔ وہ جس شخص کو قتل کرنے والا تھا اس کی ہلاکت کے بعد موساد کا وجود بھی ختم ہو جائے گا۔ اس نے کپ میں ٹھنڈی ہو جانے والی کافی کا آخری گھونٹ بھرا اور یاسر عرفات کے نام بھیجا جانے والا نیا پیغام خفیہ الفاظ میں ترتیب دینے لگا۔

☆======☆======☆

موساد ہیڈ کوارٹر کی نویں منزل پر یہ افواہ پھیل چکی تھی کہ سوئٹزرلینڈ سے واپسی پر "بڑے میاں" کو کچھ ہو گیا ہے۔ وہ دن کا زیادہ وقت اپنے دفتر کے کمرے میں رہ کر

ارتا۔ کسی کو اس کے کمرے میں جانے کی اجازت نہیں تھی۔ اس نے نہ صرف
قات کے لئے آنے والوں سے ملنے سے انکار کر دیا تھا بلکہ وہ کوئی ٹیلی فون کال بھی ریسیو
ں کر رہا تھا۔ اس کی سیکرٹری نورا پانچویں منزل سے جو لنچ ٹرے لے کر گئی تھی وہ بھی
ں کی توں لوٹا دی گئی تھی۔ نورا نے جرمیاح کے بہت قریبی دو تین افسران کو بتایا تھا کہ
اپنے سامنے پرانی فائلیں پھیلائے بیٹھا ہے یا تو وہ ان فائلوں میں کھویا رہتا ہے یا سامنے
وار پر ٹیپ سے چپکائی ہوئی الفریڈ ملر کی تصویر کو گھورتا رہتا ہے۔ کاغذات اس کے پورے
رے میں بکھرے پڑے تھے۔ کھڑکیوں کے شٹر بند تھے۔ روشنی کے لئے صرف ایک ٹیبل
پ استعمال کیا جا رہا تھا۔ جرمیاح کو موساد کا سب سے صاف ستھرا آدمی سمجھا جاتا تھا
لن اب شاید اسے صفائی کی پرواہ نہیں رہی تھی۔ فائلیں پورے کمرے میں پھیلی ہوئی
یں اور ان میں مزید اضافہ ہو رہا تھا۔ اگر اس کی طلب کی ہوئی کوئی فائل چند منٹ کے
ردر نہ پہنچا دی جاتی تو وہ بارود کی طرح بھڑک اٹھتا حالانکہ اسے یہ بات اچھی طرح سمجھ
ی گئی تھی کہ اس کی طلب کی جانے والی بیشتر فائلیں آؤٹ آف ڈیٹ ہو چکی تھیں جو
افہ کے ریکارڈ روم میں بند تھیں۔ انہیں منگوانے میں کچھ وقت لگے گا لیکن وہ ایک منٹ
ی تاخیر برداشت کرنے کو بھی تیار نہیں تھا۔

وہ صبح سب سے پہلے دفتر میں آتا اور شام کو سب سے آخر میں جاتا۔ دفتر کی راہداری
یں اگر کسی سے آمنا سامنا ہو جاتا اور دوسرا شخص بھول کر اسے سلام کر دیتا تو وہ اس
طرح کھا جانے والی نظروں سے اس کی طرف دیکھتا جیسے اس نے کوئی بہت بڑا جرم کیا ہو۔
کچھ لوگوں کا خیال تھا کہ سوئٹزرلینڈ میں لیبرن گاؤں والے مشن میں ناکامی کے بعد اس کا
موڈ آف ہو گیا ہے جبکہ کچھ دیگر افسروں کا خیال یہ تھا کہ وہ چونکہ موساد میں صرف چند
ہفتوں کا مہمان ہے اس لئے اس کا مزاج بگڑا ہوا ہے۔ موساد سے اس کے استعفیٰ کی خبر
اب سرکاری حیثیت اختیار کر چکی تھی۔ رافیل اویزر بھی اکڑا پھرتا تھا۔ عام خیال یہی تھا کہ
جرمیاح کے بعد اسی کو موساد کا سربراہ منتخب کیا جائے گا۔

جرمیاح اور اس کے قریبی افسروں کے درمیان ایک ان دیکھا بیریر حائل ہو چکا
تھا۔ اس کا قریب ترین دوست ڈیوڈ راتھ بھی جب اس کے کمرے سے نکلتا تو اس کا منہ
بھی لٹکا ہوتا۔ اویزر کے ساتھ تو اس کے رویے میں بڑی تلخی آ گئی تھی۔ بیفنر بھی اس کے
اس رویے سے محفوظ نہیں رہا تھا۔ اس نے تو جرمیاح کے کمرے میں جانا بھی چھوڑ دیا تھا

اور تو اور جرمیاح تو کیتھی کو بھی بری طرح نظرانداز کر رہا تھا۔ کیتھی' جرمیاح کے حلقے میں اس سے سب سے زیادہ قریب تھی۔ اس کے خیال میں وہ واحد ہستی تھی جو جرمیاح اس کیفیت کو سمجھ سکتی تھی۔ جرمیاں نے کولائی شیک کے بارے میں کیتھی کو جو کہانی سنائی تھی' وہ جرمیاح کی اس کیفیت کی ذمے دار تھی۔ کیتھی کے خیال میں جرمیاح عنقریب کسی غیر معمولی واقعہ کے رونما ہونے کا منتظر تھا۔ یہ محض کیتھی کا اندازہ تھا لیکن ماضی میں جرمیاح کے بارے میں اس کے اندازے بہت کم غلط نکلے تھے۔ اس کے خیال میں جرمیاح ان دنوں اپنی زندگی کے بدترین بحران سے دوچار تھا لیکن اسے ایک ہلکی سی امید تھی کہ ملر جلد یا بدیر کوئی ایسا قدم اٹھائے گا جس سے جرمیاح کو اس پر ہاتھ ڈالنے کا موقع مل جائے گا۔ اس کے لئے فی الحال انتظار کے سوا دوسرا کوئی راستہ نہیں تھا۔

سوئٹزرلینڈ سے واپس کے بعد تین ہفتوں تک جرمیاح انتظار کرتا رہا لیکن اس دوران کوئی غیر معمولی واقعہ رونما نہیں ہوا لیکن بالآخر ملر نے شطرنج کی اس بساط پر ایک چال چل ہی دی تھی۔ جرمیاح نے اپنے اور ملر کے درمیان اس خوفناک مقابلے کو شطرنج کے کھیل کا نام دیا تھا۔ ملر کی طرف سے یہ چال چلتے ہی جرمیاح اس طرح حرکت میں آ گیا جیسے بلڈ ہاؤنڈ کتا اپنے شکار کے پیچھے لپکتا ہے۔

وہ سولہ مارچ کا دن تھا۔ صبح ابھی پوری طرح طلوع نہیں ہوئی تھی کہ ٹیلی فون کی گھنٹی کی آواز سن کر جرمیاح ہڑبڑا کر اٹھ گیا۔ وہ ہلکی نیند سونے کا عادی تھا لیکن ان دنوں تو اس کی نیندیں ویسے ہی اڑی ہوئی تھیں۔ فون کی پہلی گھنٹی کی آواز کے ساتھ ہی وہ آنکھیں کھول کر پوری طرح حواس میں آ چکا تھا۔ دوسرے ہی لمحے فون کا ریسیور اس کے کان سے لگا ہوا تھا۔

"جرمیاح!" ریسیور پر ڈیوٹی آفیسر کی آواز سنائی دی۔ "ابھی ابھی ڈنمارک سے اطلاع ملی ہے کہ ایک ڈچ نوجوان کے ایل ایم کی فلائٹ سے آج صبح یہاں پہنچ رہا ہے۔ اسے کئی مرتبہ الفتح کی مقامی برانچ کے آدمیوں کے ساتھ دیکھا جا چکا ہے۔ اس کا نام رک دین ویڈن ہے۔ قد درمیانہ' براؤن رنگت کے بال اور نظر کی عینک لگاتا ہے۔ کمپیوٹر چیکنگ سے یہ انکشاف ہوا ہے کہ وہ کچھ عرصہ لبنان کے الفتح کیمپ میں بھی رہ چکا ہے۔ فروری میں سیدہ کیمپ پر ہمارے چھاپے سے پہلے جو یورپین رضاکار اس کیمپ سے نکل گئے تھے ان میں اس کا نام بھی شامل ہے۔"

جرمیاح کسی مداخلت کے بغیر ڈیوٹی آفیسر کی بات سنتا رہا۔ اس نے جیسے ہی سیدہ کیمپ کا نام سنا اس کے جسم میں سنسنی کی ایک لہر سی دوڑ گئی۔

"یہ فلائٹ یہاں کس وقت لینڈ کر رہی ہے؟" اس نے جلدی سے پوچھا۔ اس کے ساتھ ہی اس کی نظریں نائٹ ٹیبل پر رکھے ہوئے الیکٹرانک ٹائم پیس کی طرف اٹھ گئیں تھیں۔ اس وقت صبح کے چار بج کر ستائیس منٹ ہوئے تھے۔

"گیارہ بج کر پچپن منٹ پر۔ یہ کے ایل ایم کی فلائٹ 317 ہے۔" ڈیوٹی آفیسر نے جواب دیا۔

"میں چھ بجے دفتر پہنچ جاؤں گا۔" جرمیاں نے اپنی اندرونی کیفیت پر قابو پانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ "اسپیشل برانچ شین بیتھ اور ایئرپورٹ سیکورٹی کو الرٹ کر دو۔ کوئی کوتاہی نہیں ہونی چاہئے۔"

"یہ احکامات پہلے ہی جاری کئے جا چکے ہیں۔" ڈیوٹی آفیسر نے جواب دیا۔

"گڈ! ڈیوڈ راتھ' سالی' کیتھی اور ہیفنر کو بھی بلالو۔" وہ چند لمحوں کو خاموش ہوا پھر بولا۔ "شین بیتھ کے آدری ٹور کو بھی اطلاع کر دو۔ انہیں کہو کہ ٹھیک چھ بجے مجھے دفتر میں ملیں۔ ساڑھے دس بجے اینٹی ٹیررسٹ اسکواڈ کو بھی ایئرپورٹ پر موجود ہونا چاہئے۔"

جرمیاح نے فون بند کر دیا اور اپنی جگہ پر بے حس و حرکت بیٹھا میز پر رکھے ہوئے الیکٹرانک کلاک کو گھورتا رہا۔

☆======☆======☆

وہ جیسے ہی امیگریشن ڈیسک کے سامنے والی لائن میں پہنچا انہوں نے اسے فوراً ہی پہچان لیا۔ وہ براؤن بالوں والا درمیانے قد کا نوجوان تھا جس نے لی برینڈ شرٹ پر نیلے رنگ کی جیکٹ پہن رکھی تھی۔ پتلون بھی نیلے رنگ کی تھی لیکن کثرتِ استعمال سے اس کا رنگ اڑا ہوا تھا۔ کندھے پر پرانا سا کینوس کا ایک تھیلا بھی لٹکا ہوا تھا۔ وہ لائن میں اپنی باری کا انتظار کرتے ہوئے بار بار اپنے جسم کا بوجھ ایک پیر سے دوسرے پیر پر منتقل کر رہا تھا۔ امیگریشن کاؤنٹر کے پیچھے کھڑی ہوئی خوبصورت لڑکی مسافروں کے پاسپورٹس اور ڈس ایمبارکیشن کارڈز پر انٹری ویزے کی مہریں لگانے میں خاصی سست رفتاری کا مظاہرہ کر رہی تھی۔

کے ایل ایم کے بوئنگ طیارے سے اترنے والے اس نوجوان کو اس حقیقت کا

قطعی علم نہیں تھا کہ وہ دو سیکورٹی ایجنٹوں کے درمیان سینڈوچ بن چکا ہے۔ ایک اسرائیلی ایجنٹ لائن میں اس سے آگے تھا اور دوسرا اس سے پیچھے۔ ان کے ہاتھوں میں بھی پاسپورٹ تھے اور وہ یہ تاثر دینے کی کوشش کر رہے تھے جیسے کسی دوسری پرواز سے آئے ہوں۔ ان کے علاوہ اس وقت وہاں پر اینٹی ٹیررسٹ اسکواڈ کے تقریباً تیس دیگر ایجنٹ بھی اِدھر اُدھر بکھرے ہوئے تھے جو اسی فلائٹ سے آنے والے ہر ڈچ باشندے پر نگاہ رکھے ہوئے تھے۔ ان میں سے ہر ایجنٹ کے پاس پستول موجود تھے اور وہ کسی بھی صورت حال سے نمٹنے کے لئے تیار تھے۔

صبح سویرے موساد ہیڈ کوارٹر میں ہونے والی میٹنگ میں اپنے آدمیوں کو نہایت واضح طور پر یہ ہدایات جاری کر دی تھیں کہ ان کا مطلوبہ آدمی جب تک امیگریشن سے باہر نہ نکلے اس وقت تک کوئی احمقانہ کارروائی نہ کی جائے۔ شین بیتھ کے اندرون ملک سیکورٹی چیف آوری ٹور نے مشورہ دیا تھا کہ جیسے ہی طیارہ لینڈ کرے اسے گھیرے میں لے لیا جائے اس طرح کوئی مسافران کی نگاہوں سے چھپ کر نہیں جا سکے گا لیکن جرمیاح نے اس کی یہ تجویز مسترد کر دی تھی۔ اس کا کہنا تھا کہ ممکن ہے طیارے میں وین ویڈن کا کوئی دوسرا ساتھی بھی ہو جو اس سے لاتعلقی کا اظہار کرتے ہوئے نکل جانے میں کامیاب ہو جائے۔ ایک دوسرا امکان یہ بھی تھا کہ ممکن ہے وین ویڈن فرضی نام سے سفر کر رہا ہو۔ ایسی صورت میں اس جہاز سے آنے والے تمام ڈچ مسافروں کی نگرانی کرنی پڑے گی۔ تاآنکہ ان میں سے کوئی شخص مشتبہ حرکت کر کے اپنی اصلیت ظاہر نہ کر دے۔ ہر دو صورتوں میں مطلوبہ شخص کو اس طرح گرفتار کرنا ہو گا کہ کسی اور کو پتا نہ چل سکے۔ دوسری طرف ایسے انتظامات بھی کر لئے گئے تھے کہ مطلوبہ شخص اگر ارائیول ہال میں کسی قسم کی دہشت گردی کا مظاہرہ کرنے کی کوشش کرے تو اس سے آسانی سے نمٹا جا سکے۔ 1973ء میں چند جاپانی دہشت گردوں نے ایئرپورٹ پر چوبیس مسافروں کو بے دردی سے موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ وہ خوفناک واقعہ بھی ان سب کے ذہن میں محفوظ تھا۔ اس لئے جرمیاح اس قسم کی کسی کارروائی کو دہرانا نہیں چاہتا تھا۔

لیکن حقیقت یہ تھی کہ وین ویڈن اپنے اصل نام سے سفر کر رہا تھا اور وہ اکیلا ہی تھا۔ نیلی یونیفارم میں ملبوس خوبصورت لڑکی نے اس کے پاسپورٹ پر ویزے کی مہر لگاتے ہوئے سر کے اشارے سے دائیں طرف کھڑے ہوئے ایک آدمی کو اشارہ کر دیا جو بکری کی

طرح منہ چلاتا ہوا چیونگم چبا رہا تھا۔ وین ویڈن اب کسٹمز کاؤنٹر پر پہنچ چکا تھا۔ اپنے تھیلے کی تلاشی دینے میں اس نے کسی حیل و حجت کا مظاہرہ نہیں کیا تھا۔

ٹرمینل سے نکل کر وہ ایک جگہ رک گیا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اسے یہ فیصلہ کرنے میں دشواری پیش آ رہی ہو کہ اسے کہاں جانا ہے۔

"ٹیکسی جناب!" لمبے قد کے ایک گنجے نے اس کے قریب آ کر پوچھا۔

وین ویڈن نے اثبات میں سر ہلا دیا اور ٹیکسی ڈرائیور کے پیچھے پیچھے ایک پرانی سی مرسیڈیز کی طرف چلنے لگا۔

"تل ابیب۔" اس نے پچھلی سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ "حیارکن اسٹریٹ ہوٹل صابرہ۔"

ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کار اسٹارٹ کر دی۔ مین تل ابیب۔ یروشلم ہائی وے پر پہنچ کر اس نے رفتار کم کر دی۔ کار کی رفتار بتدریج کم ہوتی گئی اور بالآخر وہ ایک جگہ رک گئی۔

"سوری!" وہ معذرت آمیز انداز میں بولا۔ "شاید پچھلے پہیے میں کوئی گڑبڑ ہے۔"

ڈرائیور نے جیسے ہی انجن بند کیا دو آدمی اچانک ہی کسی طرف سے نمودار ہوئے۔ انہوں نے کار کے قریب پہنچ کر بیک وقت پچھلی سیٹ کے دونوں طرف کے دروازے کھولے اور اندر گھس گئے۔ وین ویڈن ان کے درمیان سینڈوچ بن کر رہ گیا تھا۔

"ہم تم سے کچھ پوچھ گچھ کرنا چاہتے ہیں۔ مسٹر وین ویڈن!" ان میں سے ایک نے کہا۔ اس دوران کار دوبارہ اسٹارٹ ہو کر سڑک پر رواں دواں ٹریفک میں شامل ہو چکی تھی۔

اس روز دوپہر کے بعد وہ دونوں آدمی موساد ہیڈ کوارٹر کے کانفرنس روم میں موجود تھے۔ اس مشن کے بعض دوسرے آدمی بھی آ چکے تھے جو گھوڑے کی نعل کی شکل والی میز کے سامنے بیٹھے آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ کچھ دیر بعد آوری ٹور بھی پہنچ گیا۔ وہ ایک طویل قامت بھاری بھرکم آدمی تھا۔ آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئی لیکن ان میں عجیب طرح کی چمک تھی۔ جبڑوں کی ہڈیاں قدرے ابھری ہوئی تھیں۔ سر کے بال جھڑنا شروع ہو گئے تھے۔ اپنے ماتحتوں کے ساتھ اس کا طرز عمل ہمیشہ خوشگوار رہا تھا۔ اپنے آدمیوں کے قریب ہی کرسی پر بیٹھتے ہوئے اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر سگرٹ اور لائٹر نکالے اور

اپنے سامنے میز پر رکھ دیئے۔

"میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔" اس نے کہا۔ "اور میرے خیال میں چیف کی بھی یہی پوزیشن ہوگی۔ کیا تم لوگ اپنی رپورٹ کے پیٹ میں کوئی کام کی بات بھر سکے ہو؟"

"اس کا فیصلہ آپ رپورٹ دیکھنے کے بعد خود زیادہ بہتر طور پر کر سکیں گے۔" اس کے آدمی نے مسکراتے ہوئے کہا اور سرخ رنگ کی ایک فائل اس کی طرف کھسکا دی۔

آدری ٹور نے دوسری کوئی بات کئے بغیر فائل اٹھا کر کھولی اور رپورٹ کا مطالعہ شروع کر دیا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ رپورٹ کے مندرجات پر ایک تیز نگاہ دوڑا کر جلد سے جلد اس فریضے سے نجات حاصل کرنا چاہتا ہے لیکن چند ہی سطریں پڑھنے کے بعد اس کا انداز بدل گیا۔ ایک دفعہ رک کر اس نے پھر سے مطالعے کا آغاز کیا۔ اس مرتبہ اس کے انداز میں زیادہ توجہ اور احتیاط تھی۔ یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ رپورٹ کا ایک ایک لفظ ذہن نشین کر رہا ہو۔ جوں جوں وہ آگے بڑھتا جا رہا تھا اس کے چہرے کے تاثرات بدلتے جا رہے تھے۔

مختصر سی رپورٹ تھی۔ وہ جلد ہی فارغ ہو گیا لیکن اس تھوڑے سے وقت میں اس کی مزاجی کیفیت یکسر بدل گئی تھی۔ "ناقابل یقین!" وہ فائل بند کر کے میز پر رکھتا ہوا بڑبڑایا۔ "ان لوگوں کی ہمت قابلِ داد ہے۔" اس کے آدمی خاموش رہے تھے۔

تھوڑی دیر بعد کانفرنس روم کا دروازہ کھلا اور جرمیاح اندر داخل ہوا۔ کیتھی اور ڈیوڈ راتھ اس کے ساتھ تھے۔ رسمی کلمات کا تبادلہ کئے بغیر اس نے اپنی مخصوص سیٹ سنبھال لی۔

"رپورٹ تم نے پڑھ لی؟" اس نے بلاتمہید آدری ٹور کو مخاطب کر کے کہا۔

آدری ٹور نے اثبات میں سر ہلایا۔

"کیا نکلا؟" جرمیاح نے پوچھا۔

"اگر تم خود پڑھ سکو تو زیادہ بہتر ہوگا۔" آدری ٹور نے کہا۔

"بہتری کی بات چھوڑو۔ خلاصہ بتاؤ۔" جرمیاح نے سرد مہری سے کہا۔

آدری ٹور نے ایک گہری سانس لے کر خود کو پُرسکون کیا اور لہجے کو ہموار رکھنے کی حتی الوسع کوشش کرتا ہوا بولا۔ "یک سطری خلاصہ یہ ہے کہ الفتح کی طرف سے وین ویڈن

تمہارے قتل کے لئے بھیجا گیا تھا۔"

کیتھی کا منہ حیرت سے کھل گیا۔ ڈیوڈ راتھ کی آنکھیں گویا تمتما اٹھی تھیں۔ دونوں حیرت کا شدید جھٹکا لگا تھا۔

لیکن جرمیاح کا چہرہ بے تاثر تھا۔ وہ تھوڑی دیر بیٹھا خاموشی سے آدری ٹور کو گھورتا پھر اس کے ہونٹوں پر ایک تلخ سی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ وہ اٹھا اور کانفرنس روم سے نکل گیا۔

اس کے جانے کے بعد کانفرنس روم پر سناٹا طاری ہو گیا تھا۔ سب لوگ تھوڑی دیر پہلے والی خبر کے بعد اب جرمیاح کے ردِعمل کو ہضم کرنے کی کوشش میں مصروف تھے۔

"یہ پہلے والا جرمیاح نہیں ہے۔" ڈیوڈ راتھ نے اچانک دھیرے سے کہا۔ کیتھی چونک کر اس کی طرف دیکھا' پھر اٹھ کر خود بھی باہر نکل گئی۔

☆======☆======☆

ٹی وی پر خبریں آنے والی تھیں۔ آخری کمرشل چل رہا تھا۔ اس لمحے باہر بادلوں کی ج کے ساتھ کتے کے بھونکنے کی آواز سنائی دی اور کچھ دیر بعد دروازے پر ہلکی سی ب ابھری۔

"دروازہ کھلا ہے۔" کیتھرین کہتے ہوئے لیونگ روم میں آ گئی۔ اس وقت دروازہ اور وہ اپنے سامنے جرمیاح کو دیکھ کر حیرت زدہ سی رہ گئی۔

"ہیلو جرمیاح!" وہ اپنی اندرونی کیفیت کو چھپانے کی کوشش کرتے ہوئے بولی۔ یاح اس سے پہلے صرف ایک مرتبہ اس کے گھر آیا تھا۔ "اندر آ جاؤ خاصے پریشان نظر ہے ہو۔" جرمیاح آگے بڑھ آیا کیتھی کو اس کے چہرے کے تاثرات سے یہ سمجھنے میں نہیں لگی کہ وہ خاصا پریشان تھا۔ "بیٹھ جاؤ۔" اس نے صوفے کی طرف اشارہ کیا۔ ہیں کیسے پتا چلا کہ میں اس وقت گھر پر موجود ہوں؟" ایک لمحہ کی خاموشی کے بعد وہ ہ بولی۔ "میں بھی کیسی بے وقوف ہوں۔ تم نے ڈیوٹی آفیسر سے میرے بارے میں فت کر لیا ہوگا۔"

جرمیاح نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"کافی پیو گے؟ میں نے ابھی ابھی ہیٹر پر پانی رکھا ہے۔" کیتھی نے پوچھا۔

"ہاں۔" وہ صوفے پر ٹھیک سے بیٹھتے ہوئے بولا۔ "میں اس وقت واقعی کافی کی

طلب محسوس کر رہا ہوں۔"

"میں ابھی ایک منٹ میں آتی ہوں۔" کیتھی باورچی خانے میں جانے کے لئے
گئی۔

"تمہارے بیٹے گھر پر نہیں ہیں کیا؟" جرمیاح نے پوچھا۔

"نہیں؟" کیتھی کے لہجے میں افسردگی سی تھی۔ "بڑا بیٹا تو حیفہ میں آرکیٹیا
انجینئرنگ کی تربیت حاصل کر رہا ہے اور چھوٹا بنجامن فوج میں ہے۔ وہ صرف ویک اینڈ
گھر آتا ہے۔"

جرمیاح کے اس سوال نے اس کے پرانے زخم تازہ کر دیئے تھے۔ اس نے جلا
سے منہ پھیر لیا۔ وہ سولہ سال سے سینے میں اپنا درد چھپائے بیٹھی تھی لیکن جرمیاح
صرف ایک جملے نے اب ایک بار پھر اس کے سینے میں انگارے بھر دیئے تھے۔ اسے ا
طرح یاد تھا۔ وہ سردیوں کی ایک رات تھی۔ طوفانِ باد و باراں نے زندگی معطل کر ر
تھی۔ اگرچہ نصف رات گزر چکی تھی لیکن اس کی آنکھوں میں نیند کا نام و نشان تک نہ
تھا۔ وہ اپنے بیڈ روم میں بستر پر دراز بادلوں کی بھیانک گرج اور طوفانی بارش کی آواز
سن رہی تھی۔

جب سے اس کے شوہر سائمن کو ایک اہم مشن پر دمشق بھیجا گیا تھا اس وقت
اس کے اعصاب کھنچے کھنچے سے رہنے لگے تھے۔ طویل اور سنسان راتیں اس کے
عذاب بن چکی تھیں۔ وہ ہر وقت سائمن ہی کے بارے میں سوچتی رہتی وہ اس وقت کہ
رہا ہو گا؟ اس کی زندگی کو کوئی خطرہ تو نہیں؟ وہ گرفتار تو نہیں ہو گیا؟ شام' اسرائیل
بدترین دشمن تھا اور سائمن اسرائیلی جاسوس کی حیثیت سے دمشق میں رہ رہا تھا۔ اس
زندگی داؤ پر لگی ہوئی تھی۔ کسی بھی وقت اس کا راز فاش ہو سکتا تھا۔ اس کے بارے
حقیقت کا انکشاف اس کی فوری موت کے مترادف تھا۔

سائمن ایک فرانسیسی باشندے کی حیثیت سے شام گیا تھا جہاں دمشق میں اس
ایک "آفیسر کلب" کھول رکھا تھا۔ یہ کلب ریسٹورنٹ' بار' ہیلتھ جمنازیم اور چند ا
کمروں پر مشتمل تھا جہاں شامی فوج کے بعض اعلیٰ افسروں کو خوش رکھنے کے
خوبصورت لڑکیوں کی "تفریح" پیش کی جاتی تھی۔ سائمن جو آندرے پراشٹ کے نام
رہ رہا تھا' شامی فوج کے بعض سینئر جنرلوں سے قریبی تعلقات استوار کرنے میں کامیاب

تھا۔ رات کے آخری پہر جب یہ جنرل شباب اور شراب کے نشے میں بالکل چور ہو
تو وہ بہت سی ایسی باتیں بھی اگل دیتے جو ہوش میں ہوتے ہوئے زبان پر لانا جرم
تھے۔ اس کے کچھ ہی دیر بعد اسرائیل میں موساد ہیڈ کوارٹرز میں واقع ٹرانسمیٹر میں
ن کی طرف سے پیغام ملنا شروع ہو جاتا۔

سال میں تین چار مرتبہ وہ "چھٹیاں" منانے کے لئے فرانس ضرور جاتا۔ جہاں سے
ے پاسپورٹ پر اسرائیل پہنچ جاتا اور کیتھی اور بچوں کے ساتھ چند روز گزارنے کے
ہ واپس چلا جاتا۔ شروع میں اسے صرف دو سال کے لئے دمشق بھیجا گیا تھا لیکن اس
امیابیوں کو دیکھتے ہوئے اس کے قیام کی مدت میں مزید دو سال کا اضافہ کر دیا گیا تھا۔ یہ
سوچا گیا تھا کہ اس کی بیوی چار سال تک کس طرح تڑپتی رہے گی۔ اس دوران
ن کے محکمہ کی طرف سے اگرچہ کیتھی کا ہر لحاظ سے خیال رکھا گیا تھا۔ سائمن کی تنخواہ
بروقت پہنچا دی جاتی۔ دوسری ضروریات کا خیال رکھنے کے علاوہ محکمے نے اس کے
ں کی دیکھ بھال کے لئے ایک آیا بھی فراہم کر دی تھی تاکہ کیتھی کسی پریشانی کے بغیر تل
یونیورسٹی میں اپنی تعلیم جاری رکھ سکے۔ شادی کے بعد کیتھی نے اگرچہ اپنی تعلیم کا
ختم کر دیا تھا لیکن سائمن کے دمشق چلے جانے کے بعد اس نے دوبارہ یونیورسٹی میں
لے لیا تھا۔

عربی زبان اور مڈل ایسٹ کی تاریخ اس کا خاص موضوع تھا۔ اس نے یونیورسٹی میں
ہ داخلہ اگرچہ دل بہلانے کے لئے لیا تھا لیکن پوسٹ گریجویشن کرنے تک اسے ایک
و بھی چین نہیں ملا تھا۔ اس کی راتیں جاگ جاگ کر گزرتیں۔ سائمن کی زندگی کا
دو دھاری خنجر کی طرح اسے اپنی شاہ رگ پر لٹکتا محسوس ہوتا۔ سائمن سے پہلے
ن میں جاسوسی کی خدمات انجام دینے والے ایلی کوہن کا انجام وہ ابھی تک نہیں بھولی
ایلی کوہن کا راز فاش ہو جانے کے بعد مقدمہ چلائے بغیر اسے دمشق کے مرکزی
ہے پر پھانسی دے دی گئی تھی۔ اس کی لاش کئی روز تک چوراہے پر لٹکی رہی تھی۔
ں یہ سوچ کر ہی کانپ اٹھتی کہ کہیں سائمن کا بھی یہی انجام نہ ہو۔

اس روز وہ باورچی خانے میں تھی کہ دروازے پر دستک کی آواز سن کر لیونگ روم
طرف دوڑی۔ دروازے پر جب بھی دستک ہوتی وہ کانپ اٹھتی کہ آنے والا اس کے
کوئی بری خبر نہ لایا ہو۔ اسے لگتا جیسے آنے والا افسردہ سے لہجے میں کہے گا۔ "نہیں

افسوس ہے کیتھی! وہ پکڑا گیا ہے۔ ہم اس کی زندگی بچانے کی پوری کوشش کر رہے ہیں اور.........."

لیکن سفید بالوں اور چھوٹے قد والے اس شخص کا تعلق ڈی پنڈنٹ کے شعبے سے نہیں تھا جو اس کے لئے ایسی خبر لا سکتا تھا۔

"میرا نام جرمیاح پیلڈ ہے۔" آنے والے نے اپنا تعارف کرایا۔ کیتھی اسے اندر آنے کا راستہ دینے کے لئے ایک طرف ہٹ گئی۔ اس نے یہ نام پہلے بھی متعدد بار سن رکھا تھا۔ یا تو کبھی باتوں کے دوران سائمن کے منہ سے یہ نام نکل جاتا یا کبھی اسرائیلی ایجنٹوں کی بیویاں کسی تقریب میں اکٹھا ہوتیں تو اپنے اپنے شوہر کے بارے میں باتیں کرتے ہوئے یہ نام بھی ان کی گفتگو میں شامل ہو جاتا۔ اس وقت کیتھی عجیب سی نظروں سے اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔ باہر بارش کے باعث وہ پانی میں تر ہو رہا تھا۔ اس کے بال کھوپڑی پر چپکے ہوئے تھے اور رین کوٹ سے پانی ٹپک رہا تھا۔ "کیا وہ.......... کیا وہ..........؟" کیتھی اس کی طرف دیکھتے ہوئے ہکلا کر رہ گئی تھی۔ اس کا چہرہ کسی انجانے خوف سے ایکدم پیلا پڑ گیا تھا لیکن جرمیاح نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے جواب دیا تھا۔

"نہیں، وہ بالکل ٹھیک ہے۔" جرمیاح نے کہتے ہوئے اِدھر اُدھر دیکھا۔ "تمہارے بیٹے گھر پر نہیں ہیں کیا؟"

"نہیں۔" کیتھی نے جواب دیا اس کے لہجے میں اب اطمینان بھی تھا اور حیرت بھی۔ "وہ ویک اینڈ پر اپنی نانی کے ہاں گئے ہوئے ہیں۔ کل مجھے یروشلم میں ایک سیمینار میں شریک ہونا ہے اور.........."

جرمیاح نے اس کی بات پر توجہ دیئے بغیر رین کوٹ اتار کر کھونٹی پر ٹانگ دیا تاکہ اس سے ٹپکنے والے پانی سے قالین خراب نہ ہو جائے۔ کیتھی نے اپنے اعصاب پر قابو پانے کے لئے سگریٹ سلگا لیا۔ وہ سوچ رہی تھی کہ کیا موساد کا سربراہ آدھی رات کو صرف یہ بتانے کے لئے اس کے گھر آیا ہے کہ اس کا شوہر خیریت سے ہے لیکن وہ اس خیال کو بار بار اپنے ذہن سے جھٹک رہی تھی۔ دل اس بات کا یقین کرنے کو تیار نہیں تھا۔ اسے یقین تھا کہ کوئی گڑبڑ ضرور ہے۔ اس کا دل بڑی شدت سے دھڑک رہا تھا۔ ہاتھوں کی کپکپاہٹ چھپانے کے لئے اس نے انہیں بغلوں میں دبا لیا تھا۔

جرمیاح اس کے قریب ہی صوفے پر بیٹھ گیا تھا اور مدھم لہجے میں رک رک کر

اسے کچھ بتانے لگا تھا۔ کیتھی اس کے لہجے سے سمجھ گئی تھی کہ وہ اس کے لئے کوئی اچھی خبر لے کر نہیں آیا ہے۔

جرمیاح بولتا رہا اور کیتھی سنتی رہی۔ اس کے دانت بھنچے ہوئے تھے اور چہرہ چاک کی طرح سفید ہو رہا تھا۔

"سائمن اب محفوظ ہے۔" جرمیاح نے لفظ اب پر زور دیتے ہوئے کہا۔ "شام کی داخلی سلامتی کی انٹیلی جنس کو اس پر شبہ ہو گیا تھا۔ وہ بہت عرصہ سے ان خفیہ پیغامات کے بارے میں تحقیق کر رہے تھے اور بالآخر انہیں پتا چل گیا کہ یہ خفیہ پیغامات کس جگہ سے بھیجے جا رہے تھے۔ دو ہفتے قبل انہوں نے سائمن کے فلیٹ پر چھاپہ مارا جہاں سے انہیں وسیع حیطہ عمل والا ریڈیو ٹرانسیٹر مل گیا۔ خوش قسمتی سے سائمن اس وقت گھر پر نہیں تھا۔ پولیس کے فلیٹ پر چھاپہ مارنے سے چند منٹ قبل سائمن کے ایک دوست کو پتا چل گیا اور وہ کلب سے سائمن کو اپنے ساتھ لے کر ایک تیز رفتار کار پر غائب ہو گیا۔ وہ دمشق سے فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے تھے اور سائمن نے ایمرجنسی طریقہ کار کے مطابق موساد ہیڈ کوارٹر کو یہ اطلاع پہنچا دی تھی کہ وہ مصیبت میں گرفتار ہو چکا ہے۔ یہ اطلاع ملتے ہی ہنگامی طور پر ایک امدادی منصوبے پر عمل کیا گیا جس کے نتیجے میں سائمن بحفاظت آج صبح پیرس پہنچ چکا ہے۔"

"اوہ گڈ! اب میں.........." کیتھی نے کچھ کہنا چاہا لیکن جرمیاح کے چہرے کے تاثرات دیکھ کر اس نے جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔ اسے سمجھنے میں دیر نہیں لگی تھی کہ ابھی کوئی نہ کوئی بات باقی تھی۔

"وہ فرار ہونے میں کامیاب تو ہو گیا تھا لیکن۔" جرمیاح نے اس کے چہرے پر نظریں جماتے ہوئے کہا۔ "وہ اکیلا نہیں تھا۔ ایک عورت بھی اس کے ساتھ تھی۔"

"عورت؟" کیتھی نے غیر یقینی سی نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔

اور پھر جرمیاح نے اسے فرانسیسی عورت کے بارے میں بھی بتا دیا۔ بات کرتے ہوئے پہلی مرتبہ جرمیاح کی نظریں خود بخود جھک گئی تھیں۔ اس نے بتایا کہ شروع میں موساد کے ماہرین کا خیال تھا کہ آندرے پراشٹ کو ایک شادی شدہ آدمی کی حیثیت سے دمشق جانا ہے اس طرح اسے وہاں قدم جمانے میں آسانی رہے گی۔ اس لئے اس نے ایک فرانسیسی لڑکی سے فرضی شادی کر لی۔ ڈینی بلانشرڈ کا تعلق بھی موساد ہی سے تھا۔ یہ

محض آپریشنل کارروائی تھی۔ کیتھی کو اس لئے اس کی اطلاع نہیں دی گئی کہ عین وقت پر کوئی گڑبڑ نہ ہو جائے۔

جرمیاح کا یہ انکشاف کیتھی کے لئے بالکل غیر متوقع نہیں تھا۔ اسے پہلے ہی سے ہلکا شبہ تھا کہ سائمن دمشق میں اکیلا نہیں تھا لیکن اس شبہے کے باوجود اس نے سائمن سے اس سلسلے میں کبھی بھی سوال نہیں کیا تھا۔ وہ یا تو حقیقت کا سامنا کرنے سے ڈرتی تھی یا سائمن سے جھوٹ نہیں بلوانا چاہتی تھی۔ سائمن جب بھی چھٹی پر آتا وہ دونوں اس موضوع پر بات کرنے سے کتراتے رہتے تھے۔

''کیوں .... اس نے ایسا کیوں کیا؟'' کیتھی نے پوچھا۔

جرمیاح نے جھکی ہوئی نظریں اٹھالیں۔ اس کی پیشانی پر سلوٹیں سی ابھر آئی تھیں۔

''آج صبح میں پیرس میں اس سے ملا تھا۔'' اس نے کہا۔ ''سائمن کا کہنا ہے کہ ڈینسی خطرات میں اس کے ساتھ رہی ہے۔ اس نے اس کی زندگی بھی بچائی ہے۔ فلیٹ پر چھاپے کے وقت وہی اسے کلب سے نکال لے گئی تھی۔ وہ اس سے محبت کرتا ہے اور اب کیتھی کے پاس واپس نہیں آنا چاہتا۔ وہ طلاق چاہتا ہے۔''

کیتھی کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ اسے سینے میں سانس رکتا ہوا محسوس ہونے لگا۔

''میں یہ سب کچھ پسند نہیں کرتا۔'' جرمیاح کا لہجہ ایسا تھا جیسے وہ بات مکمل کر کے جلد سے جلد اپنے ''فرض'' کا بوجھ اتار پھینکنا چاہتا ہو۔ ''سائمن کو اب موساد سے استعفیٰ دینا ہو گا۔ اسے اگرچہ پنشن ملے گی لیکن تمہیں بھی صرف نان نفقہ پر ٹرخایا نہیں جا سکتا۔''

کیتھی کے سینے پر گھونسہ سالگا۔ کوئی فیصلہ ہونے سے پہلے ہی اس لفظ کا استعمال اس کے لئے ایسا ہی تھا جیسے کسی جرم کے بغیر اسے پھانسی کے تختے کی طرف لے جایا جا رہا ہو۔

''میں تمہارے لئے ریسرچ ڈیپارٹمنٹ میں ملازمت کی پیشکش لے کر آیا ہوں۔'' جرمیاح نے کہا۔ ''عربی تو تم جانتی ہو۔ اس زبان میں تم نے گریجویشن کیا ہے۔''

کیتھی اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ اس کے گھٹنے بری طرح کپکپا رہے تھے۔ وہ کسی روبوٹ کی طرح چلتی ہوئی دروازے تک پہنچ گئی اور دروازہ کھول کر کپکپاتی ہوئی آواز میں بولی۔

''پلیز! اس وقت میں کوئی بات نہیں کر سکتی..........''

اس دوران جرمیاح نے بھی اپنی جگہ سے اٹھ کر اپنا رین کوٹ اٹھا لیا تھا۔ وہ اس

کے قریب پہنچ کر ہمدردانہ لہجے میں بولا۔ ''تم ٹھیک تو ہو نا۔ کہو تو کسی کو تمہاری مدد کے لئے بلا لوں! تمہاری ماں کو فون کر دوں؟''

کیتھی نے نچلا ہونٹ چباتے ہوئے نفی میں سر ہلا دیا۔ اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے تھے اور اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے پورا کمرہ گھوم رہا ہو۔ جرمیاح کے باہر نکلتے ہی اس نے دروازہ بند کر لیا ضبط کے سارے بندھن ٹوٹ گئے اور وہ سسکیاں لے لے کر رونے لگی۔

☆======☆======☆

جب وہ کچن سے واپس آئی تو جرمیاح اپنی جگہ پر بے حس و حرکت بیٹھا ہوا تھا۔ کیتھی نے کافی کا کپ اس کے سامنے رکھ دیا۔

"تم شکر کے بغیر بلیک کافی پیتے ہو نا؟"

"ہاں' شکریہ!" جرمیاح نے کہتے ہوئے کپ اٹھالیا اور کافی کی ہلکی ہلکی چسکیاں لیتے ہوئے دیوار پر آویزاں پینٹنگز کو دیکھنے لگا۔

کیتھی کو یہ سمجھنے میں دیر نہیں لگی تھی کہ وہ کسی خاص مقصد کے تحت یہاں آیا تھا لیکن شاید اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ بات کیسے شروع کرے۔

"تم نے اپنے خلاف قتل کی سازش پر شاید سنجیدگی سے توجہ نہیں دی؟" کیتھی نے کہتے ہوئے سوالیہ نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔

"تم ٹھیک کہتی ہو۔" جرمیاح کو جیسے بات کرنے کا موقع مل گیا۔ "تم ایک بات ایمانداری سے بتانا۔ کیا دین ویڈن تمہیں قاتل لگتا ہے؟"

"میں نہیں جانتی۔" کیتھی نے کندھے اچکائے۔ "میں تو یہ بھی نہیں جانتی کہ آج کل قاتل کس شکل و صورت یا حلیئے میں ہوتے ہیں بعض تو شکل و صورت سے اس قدر معصوم ہوتے ہیں کہ ان کے خلاف کسی بات پر یقین کرنے کو دل ہی نہیں چاہتا۔ تمہیں ایولن ڈیولانگ یاد ہے۔ کتنی حسین اور بھولی بھالی صورت والی لڑکی تھی لیکن جب اسے گرفتار کیا گیا تو تلاشی کے دوران اس کے انڈرویئر میں پوشیدہ اتنا دھماکہ خیز مادہ برآمد ہوا تھا جس سے پچاس گز کے علاقے میں زبردست تباہی پھیل سکتی تھی۔"

"ہاں مجھے یاد ہے لیکن یہ لڑکا......" جرمیاح نے بے چینی سے پہلو بدلا۔

"دیکھو! میں یہاں اس لئے آیا ہوں کہ اس معاملے پر کھل کر بات کر سکوں۔ ہو سکتا ہے تمہارا ذہن اس رخ پر بھی سوچ سکے کہ اس گروہ کا کوئی دوسرا مقصد بھی ہو سکتا ہے۔ تم نے دین ویڈن سے باز پرس پر مشتمل رپورٹ پڑھی تھی۔ کیا تمہیں معلوم ہے کہ اس

مشن کے لئے منتخب کئے جانے سے پہلے وہ سیدہ کے تربیتی کیمپ میں کتنا عرصہ رہا ہے؟"

"میرا خیال ہے تین مہینے۔ کیوں؟" کیتھی نے الجھی ہوئی نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔

"تین مہینے اور تین ہفتے۔ اب یہ بتاؤ کہ لبنان میں کسی غیر ملکی رضاکار کو دہشت گردی کی بنیادی تربیت کے لئے کتنی مدت درکار ہوتی ہے؟"

"کم از کم چھ مہینے۔" کیتھی نے جواب دیا۔

"بالکل درست!" جرمیاح نے کافی کا آخری گھونٹ بھر کر کپ میز پر رکھ دیا اور ذرا آگے جھک گیا۔ "اب سوال یہ ہے کہ جس شخص نے بنیادی تربیت بھی مکمل نہ کی ہو اسے ایسے خطرناک مشن پر کیسے بھیجا جا سکتا ہے؟"

"ممکن ہے کہ اسے پہلے سے بھی کوئی تجربہ حاصل ہو۔" کیتھی نے جواب دیا۔

"نہیں' اسے پہلے سے کوئی تجربہ حاصل نہیں تھا۔" جرمیاح بولا۔ "اب دوسرا پوائنٹ! اس نے اتنی آسانی سے زبان کیوں کھول دی۔ گرفتاری کے بعد اس پر کسی قسم کا تشدد نہیں کیا گیا تھا۔ اس کے باوجود اس نے کوئی مزاحمت نہیں کی اور وہ فرفر بولتا چلا گیا۔ آخر اس نے ایسا کیوں کیا؟"

"کیا تم مجھے یہ بتانا چاہتے ہو کہ اس نے سب کچھ جان بوجھ کر بتایا تھا؟"

"نہیں' میرا یہ مطلب نہیں ہے۔ وہ خوفزدہ ہو گیا تھا کیونکہ اس سے پہلے اسے کبھی کسی ایسی صورتِ حال کا سامنا نہیں کرنا پڑا تھا۔ ایک تجربہ کار دہشت گرد تو شدید تشدد کے باوجود کچھ بتائے بغیر اپنے آپ کو معصوم ومظلوم ثابت کر کے ہماری اسپیشل سیکورٹی سے نجات حاصل کر سکتا ہے۔ دین ویڈن کے خلاف تو ہمارے پاس کوئی ثبوت بھی نہیں تھا۔ اس کے قبضے سے نہ تو کوئی ہتھیار برآمد ہوا تھا اور نہ ہی کسی قسم کے مشتبہ کاغذات۔ میں سمجھتا ہوں کہ اسے اس مقصد سے یہاں بھیجا گیا تھا کہ وہ گرفتار ہو جائے۔ یہ چونکہ اس کا پہلا مشن تھا اس لئے وہ سمجھتے تھے کہ گرفتار ہوتے ہی وہ خوف کے مارے سب کچھ بتا دے گا۔"

"وہ سے تمہاری مراد کون لوگ ہیں؟" کیتھی نے پوچھا۔ "اور انہیں کیسے معلوم تھا کہ ہم اسے گرفتار کر لیں گے؟"

"ابھی بتاتا ہوں۔" جرمیاح نے کہتے ہوئے ایک بار پھر پہلو بدلا۔

کیتھی کو یاد آ گیا کہ اب سے صرف ڈیڑھ گھنٹہ پہلے ڈیوڈ راتھ نے کہا تھا کہ "یہ پہلے والا جرمیاح نہیں ہے!" لیکن جرمیاح اب پھر اپنے خول سے نکل رہا تھا جس پر کیتھی دل ہی دل میں خوش ہو رہی تھی۔

"تمہیں معلوم ہو گا کہ وین ویڈن کے بارے میں ہمیں ٹپ کیسے ملی تھی۔" جرمیاح نے کہا۔ "اس کے بارے میں اطلاع ہمیں ایمسٹرڈم اسٹیشن سے ملی تھی لیکن سوال یہ ہے کہ ہمارے ایمسٹرڈم اسٹیشن کو اس کے بارے میں کیسے معلوم ہوا تھا؟"

"کیا مطلب؟" کیتھی نے اسے گھورا۔ "یہ اطلاع ہمیں نوائی نامی ایجنٹ نے دی تھی جس نے تقریباً تیرہ مہینے پہلے الفتح کی ایمسٹرڈم برانچ کے بارے میں تفصیلی معلومات فراہم کی تھیں۔ وہ اب بھی وہیں ہے۔"

"اور کیا ہم تیرہ مہینوں سے الفتح کی اس برانچ کے بارے میں باقاعدگی سے معلومات حاصل کر رہے ہیں؟"

"ایک منٹ! مجھے سوچنے دو۔" کیتھی چند لمحے خاموش رہی پھر کہنے لگی۔ "سب سے پہلے ہمیں ال آل کے طیارے کی ہائی جیکنگ کے بارے میں وارننگ ملی تھی۔ یہ پچھلے اپریل کی بات ہے۔ پھر مئی میں ہمیں اس شامی باشندے کے بارے میں اطلاع ملی جس نے اینٹورپ میں یہودی لڑکی کو قتل کیا تھا اور بعد میں بروسلز میں بھی اس کا ایسا ہی پروگرام تھا۔ پھر مئی ہی میں ہم نے وہاں سے ملنے والی ایک اطلاع مصر کو بھجوائی تھی کہ ہاگ میں ان کے سفارتخانے پر قبضے کا منصوبہ بنایا جا رہا ہے پھر یاسر عرفات.........."

"ٹھیک ہے۔ اس کے بعد؟" جرمیاح کے لہجے میں بے چینی سی تھی۔

"ایک منٹ!" کیتھی اٹھ کر کمرے میں ٹہلنے لگی۔ اس کی نظریں بدستور جرمیاح کے چہرے پر مرکوز تھیں۔ "نہیں!" بالآخر اس نے مدھم لہجے میں کہا۔ "اس کے علاوہ مجھے کوئی اور بات یاد نہیں آ رہی۔"

"اس لئے کہ اور کوئی ایسی بات تھی ہی نہیں۔" جرمیاح نے ٹھوس لہجے میں کہا۔ "مئی سے اس مارچ تک ہمیں وہاں سے کوئی اطلاع نہیں ملی اور تمہیں یہ سوچنے کی ضرورت نہیں کہ کیوں؟"

کیتھی نے سگریٹ سلگایا اور ایک بھرپور کش لگا کر دھوئیں کا مرغولہ اوپر اڑا دیا۔ "ہاں واقعی!" اس نے کہا۔ "ان تین منصوبوں کا راز فاش ہونے کے بعد الفتح والوں

کو معلوم ہو گیا تھا کہ ان کی ایمسٹرڈم برانچ محفوظ نہیں رہی۔" وہ رک گئی پھر یکایک بولی۔ "اوہ، نہیں جرمیاح! تمہاری تھیوری تو بالکل ناقابل یقین سی ہے۔"

"اوہ! تو کیا تمہیں میری تھیوری کا اندازہ ہو چکا ہے؟" جرمیاح کی آنکھوں میں عجیب سی چمک ابھر آئی۔

"اب .... اب تمہاری تھیوری یہی ہے نا کہ وہ لوگ چاہتے تھے کہ ہمیں تمہارے قتل کی سازش کا پتا چل جائے۔ انہوں نے وین ویڈن جیسے احمق کو یہاں بھیج دیا۔ انہیں یقین رہا ہو گا کہ وین ویڈن گرفتار ہوتے ہی خوف کے مارے سب کچھ بتا دے گا۔ وین ویڈن کے بارے میں اطلاع ہم تک پہنچانے کے لئے انہوں نے الفتح کی ایمسٹرڈم برانچ کو استعمال کیا کیونکہ وہ جانتے تھے کہ وہاں ہمارا کوئی جاسوس موجود ہے اور وہ یہ اطلاع فوری طور پر ہم تک پہنچا دے گا۔" جرمیاح کے ہونٹوں پر خفیف سی مسکراہٹ تھی۔ کیتھی اس کی طرف دیکھے بغیر کہہ رہی تھی۔ "اور تمہیں یقین ہے کہ ملر نے یہ منصوبہ کسی اور معاملے سے تمہاری توجہ ہٹانے کے لئے بنایا تھا۔"

"ملر.........." جرمیاح کے حلق سے غراہٹ سی نکلی۔ "تمہیں اس کا فائل یاد ہے۔ اسے اس قسم کے منصوبوں کا ماہر سمجھا جاتا ہے۔"

"اور تمہیں اپنے قتل کی سازش کا یقین نہیں آیا تھا۔" کیتھی نے کہتے ہوئے اپنا کافی کا کپ اٹھا لیا۔ کافی ٹھنڈی ہو چکی تھی۔

"یقین آ بھی کیسے سکتا تھا۔" جرمیاح نے کہا۔ "جب معاملات اس قدر الجھ گئے ہوں تو کسی بھی بات پر یقین کرنا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔" وہ اٹھ کھڑا ہوا اور بے چینی کے عالم میں اِدھر سے اُدھر ٹہلنے لگا۔ "کیتھی! اس خبیث کا اصل منصوبہ کچھ اور ہے۔ وہ کوئی بہت بڑی کارروائی کرنا چاہتا ہے اور ہمیں ابھی تک اس کے حقیقی ارادوں کے متعلق کچھ معلوم نہیں۔"

وہ ٹہلتے ٹہلتے رک گیا۔ "نہ جانے ہم بروقت یہ جان پائیں گے بھی یا نہیں۔"

کیتھی خاموش رہی۔ اس کے پاس کہنے کو کچھ نہ تھا۔

☆======☆======☆

تیز و تند بارش نے ایک بار پھر یروشلم کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا سڑکوں پر بہتے ہوئے پانی کے ریلوں اور صبح کے بھاری ٹریفک نے اگرچہ یونیورسٹی کے مرکزی علاقے میں

راستے جام کر رکھے تھے لیکن بن میمون اسٹریٹ تقریباً سنسان پڑی تھی۔

گرے رنگ کی وہ والوو کار جیسے ہی عمارت نمبر 19 کے سامنے کھڑی ہوئی' ایک پولیس وین اس کے پیچھے آ کر رکی۔ دو آدمی اچانک ہی کسی طرف سے نمودار ہو کر کار کے دونوں طرف کھڑے ہو گئے۔ ان میں سے ایک جس کے سر کے سنہری بال مشین سے تراشے ہوئے تھے' ڈھیلی ڈھالی یونیفارم سے پانی نچڑ رہا تھا' پچھلی کھڑکی پر جھک گیا۔ اس نے پچھلی سیٹ پر دو محافظوں کے درمیان بیٹھے ہوئے آدمی کو فوراً ہی پہچان لیا۔ وہ موساد کا سربراہ تھا۔ اس لمحہ ایک اور کار وہاں آ کر رکی اس میں سے دو محافظ اتر کر جرمیاح کی کار کے قریب پہنچ گئے۔

"تم لوگ یہ ڈرامہ ختم کر دو۔" جرمیاح کار سے اترتے ہوئے بولا۔ "پرائم منسٹر ہاؤس کے سامنے کوئی مجھے شوٹ نہیں کرے گا۔"

وہ ان کی طرف توجہ دیئے بغیر پرائم منسٹر ہاؤس کے گیٹ کی طرف چلنے لگا۔ وہ جیسے ہی گیٹ کے قریب پہنچا زرد رنگ کی برساتی والا ایک محافظ اپنے کیبن سے نکل آیا۔ اس نے چھوٹا دروازہ کھولتے ہی جرمیاح کو سلیوٹ کیا۔ دو منزلہ عمارت کے برآمدے پر بھی اسپیشل سکیورٹی شین بیتھ کا محافظ موجود تھا۔ اس نے بھی جرمیاح کو سلیوٹ کرتے ہوئے دروازہ کھول دیا۔

"پرائم منسٹر کچن میں ہیں سر!" محافظ نے کہا۔ "وہ ناشتہ کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا تھا کہ آپ بھی ان کے ساتھ ناشتے میں شامل ہو جائیں۔"

جرمیاح اس کے ساتھ چلتا ہوا درمیانے سائز کے لیونگ روم میں داخل ہو گیا۔ کمرے کی آرائش پر غیر معمولی اخراجات کئے گئے تھے۔ اس مکان کو پرائم منسٹر ہاؤس کا درجہ اس وقت حاصل ہوا تھا جب آنجہانی بن گوریان پہلی مرتبہ یروشلم منتقل ہوا تھا۔

پرائم منسٹر کچن میں ٹیبل پر اکیلا ہی بیٹھا ناشتہ کر رہا تھا۔ وہ منہ میں ٹوسٹ کا نوالہ بھرے ہوئے تھا۔ چائے کا ایک کپ اس کے دائیں طرف میز پر رکھا ہوا تھا۔ سامنے دیوار پر آویزاں الیکٹرک کلاک کی سوئیاں صبح سات بج کر پینتیس منٹ کا وقت بتا رہی تھیں۔ ریڈیو نیوز میگزین اختتام پذیر ہونے والا تھا۔ چائے کے کپ کے قریب ہی آج کے تازہ اخبارات بے ترتیبی سے بکھرے ہوئے تھے۔

"ہیلو جرمیاح!" پرائم منسٹر نے اٹھ کر اس سے ہاتھ ملایا۔ اس نے جسم پر صرف

نائٹ گون پہن رکھا تھا۔ "ناشتہ کرو گے یا صرف کافی چلے گی؟"

"صرف کافی۔" جرمیاح نے جواب دیا اور ہاتھ کی پشت سے پیشانی رگڑنے لگا۔ کار سے اترتے ہوئے بارش کا پانی اس کے سفید بالوں میں جذب ہو گیا تھا جو اب اس کی کنپٹیوں اور پیشانی پر بہہ رہا تھا۔

پرائم منسٹر اس کے لئے کافی بنا رہا تھا جبکہ جرمیاح دروازے میں کھڑا گہری نظروں سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"میرا خیال ہے اسٹڈی روم میں چل کر بیٹھتے ہیں۔" وزیراعظم نے کہا اور وہ دونوں اسٹڈی روم کی طرف چل دیئے۔ دونوں نے ہاتھ میں اپنے اپنے کافی کے کپ اٹھا رکھے تھے۔

بیڈ روم کے سامنے سے گزرتے ہوئے جرمیاح ایک لمحہ کو ٹھٹک گیا۔ بیڈ روم کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور بھاری پردہ بھی ذرا سا سرکا ہوا تھا۔ کمرے کے سامنے سے گزرتے ہوئے جرمیاح کی نظر اندر اٹھ گئی تھی جہاں بستر پر کوئی عورت سو رہی تھی۔ اس کے جسم پر لباس نام کی کوئی چیز نہیں تھی۔ جرمیاح دانت بھینچتے ہوئے آگے بڑھ گیا۔ ان کا وزیراعظم ہمیشہ پارسائی کے دعوے کیا کرتا تھا لیکن جرمیاح ساری حقیقت جانتا تھا کہ جس رات کوئی نئی لڑکی اس کے بستر کی زینت نہیں بنتی تھی اسے نیند نہیں آتی تھی اور آج اس کا ثبوت بھی جرمیاح کے سامنے تھا۔

اسٹڈی روم کسی سردخانے کا منظر پیش کر رہا تھا۔ کمرے کی فضا نیم تاریک تھی لیکن کمرے میں موجود ہر چیز کو باآسانی دیکھا جا سکتا تھا۔ دیواروں پر ووڈ پینل بنے ہوئے تھے۔ کمرے کو سجانے کے لئے پیسہ پانی کی طرح بہایا گیا تھا۔

"اس کمرے میں تو قیامت کی سردی ہے۔" وزیراعظم نے کہتے ہوئے الیکٹرک ہیٹر کا پلگ لگا دیا اور میز کے پیچھے اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔ شیشے کی ٹاپ والی میز پر ایک ٹیلی فون اور ایک فائل کے سوا کچھ نہیں تھا۔ فائل کا کور نہایت نفیس قسم کے چمڑے کا بنا ہوا تھا۔ جرمیاح میز کے سامنے دوسری کرسی پر بیٹھ گیا تھا۔ چند لمحوں تک کوئی بھی کچھ نہیں بولا۔ وزیراعظم کافی کی چسکیاں لیتے ہوئے کنکھیوں سے جرمیاح کی طرف دیکھتا رہا بالآخر اس نے اپنا کپ میز پر رکھ دیا۔ پیچھے جھک کر کرسی کی پشت سے ٹیک لگائی اور دونوں ہاتھ بھی سر کی پشت پر ٹکا لئے۔

"میں نے تمہیں یہاں اس لئے بلایا ہے کہ دفتر میں تم سے آفیشل میٹنگ کو مناسب نہیں سمجھا تھا۔ بہرحال' آج تم نے ٹائمز میں شائع ہونے والی وہ خبر پڑھی ہے؟" وزیراعظم نے اس کے چہرے پر نظریں جماتے ہوئے کہا۔

جرمیاح نے اپنا کپ میز پر رکھ دیا۔ "آج صبح مجھے بھی اس خبر کے مکمل متن پر مشتمل ایک' ٹیلی گرام مل چکا ہے۔" اس نے جواب دیا۔

وزیراعظم چند لمحے اس کی طرف دیکھتا رہا پھر سامنے رکھا ہوا فائل کھول لیا۔ اس میں ٹائپ شدہ کانذات بھرے ہوئے تھے۔ وہ ان کاغذات کو الٹ پلٹ کرتا رہا۔

"یہ بہت بری خبر ہے جرمیاح!"

"یس سر!" جرمیاح نے مختصر سا جواب دیا۔

"نیلے ہیر کے حوالے سے ہمیں ایک بار پھر دنیا کے ظالم ترین انسان اور دہشت گرد ثابت کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔" وزیراعظم نے بات جاری رکھتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں تلخی نمایاں تھی۔ "سات سال پہلے یہ کہا جا سکتا تھا کہ ہمارے فیلڈ ایجنٹوں کی غلطی سے ایک بے گناہ آدمی مارا گیا تھا لیکن اب یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ اس معاملے میں ہمیں شروع ہی سے بے وقوف بنایا جا رہا تھا۔"

جرمیاح کو یہ سمجھنے میں دیر نہیں لگی تھی کہ وزیراعظم کا لہجہ دراصل آئندہ ہونے والی گفتگو کے لئے راہ ہموار کرنے کی غمازی کر رہا تھا۔

"تم اس خبر کو قصہ پارینہ قرار دے کر بات ختم ہو جانے کو کہہ سکتے ہو۔" وزیراعظم نے بات جاری رکھی۔ جرمیاح کی خاموشی سے اس کے لہجے میں مزید تلخی آ گئی تھی۔ "لیکن اس سے موساد کو جس ذلت کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے وہ ہمارے لئے ناقابل برداشت ہے۔ آج شام کے اخبارات ٹائمز کی اس خبر کو شہ سرخیوں سے شائع کریں گے۔ پریس کی طرف سے ہمیں اس خبر پر تبصرہ کرنے کو کہا گیا تھا لیکن ہم نے انکار کر دیا۔"

اس مرتبہ جرمیاح نے محض سر ہلانے پر اکتفا کیا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ اسرائیل کی پالیسی ہمیشہ یہی رہی ہے کہ اس قسم کے واقعات پر تبصرہ کرنے سے انکار کر دیا جائے جس میں وہ خود ملوث ہو۔

"دوسری طرف۔" وزیراعظم کہہ رہا تھا۔ "ری ایکشن کے لئے مجھ پر دباؤ ڈالا جا رہا ہے۔ آج صبح سویرے ہی مجھے "یروشلم پوسٹ" کے پبلشر نے فون کیا تھا۔ وہ ڈیلی پریس

بورڈ آف پبلشرز کا چیئرمین بھی ہے۔" وہ آگے جھک کر جرمیاح کی طرف دیکھنے لگا۔ "اس نے پوچھا تھا کہ ہم ٹائمز کے اس انکشاف کے بارے میں کوئی جوابی کارروائی کر رہے ہیں یا نہیں؟"

جرمیاح نے منہ پھیر لیا اس کے ہونٹ سختی سے بھینچے ہوئے تھے۔

"میرا جواب 'ہاں' میں تھا۔ میں نے فوری ایکشن لینے کا فیصلہ کیا ہے۔" وزیراعظم نے گہرا سانس لیا پھر بولا۔ "جرمیاح! تم یوم آزادی کے موقع پر اپنے عہدے سے استعفیٰ دینے والے ہو جس میں صرف چند ہفتے رہ گئے ہیں۔ میں نے "یروشلم پوسٹ" کے پبلشر کو بتا دیا ہے کہ تم آج سے موساد کے سربراہ کی حیثیت سے اپنی تمام سرگرمیاں معطل کر رہے ہو۔"

جرمیاح کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔ اس نے اتنی سختی سے مٹھیاں بھینچ رکھی تھیں کہ ناخن ہتھیلیوں میں گڑ رہے تھے۔ وزیراعظم کی طرف دیکھتے ہوئے وہ بڑی مشکل سے اپنی اندرونی کیفیت پر قابو پانے کی کوشش کر رہا تھا۔ وہ تو یہ سوچ کر ہی کانپ اٹھا تھا کہ پوری زندگی اس قوم کی خدمت کرنے کے بعد اس کا یہ انجام ہو گا کہ زبردستی اسے ریٹائر کر دیا جائے! لیکن اس میں قصور خود اس کا بھی نہیں تھا۔ یہ ساری آفت اس پر الفریڈ ملر ہی کی وجہ سے ٹوٹی تھی۔ اگر ملر اس کی گرفت میں آ جاتا تو یہ سب کچھ نہ ہوتا۔ اس نے مٹھیاں کھول لیں اور دونوں ہاتھ اپنے سامنے میز پر پھیلا دیئے۔ وہ چند ہفتے مزید اپنی سروس میں رہنا چاہتا تھا۔ اس نے سوچ لیا تھا کہ اگر اسے اس مدت کی بھیک بھی مانگنا پڑے تو وہ گریز نہیں کرے گا لیکن پھر اس نے یہ خیال ذہن سے جھٹک دیا۔ وہ اتنا نہیں گرنا چاہتا تھا۔

"تمہاری ریٹائرمنٹ کی سرکاری تاریخ برقرار رہے گی۔" وزیراعظم کہہ رہا تھا۔ "لیکن آج کی تاریخ بلکہ ابھی اور اسی وقت سے تم رخصت پر ہو۔ رافیل ادیزر تم سے چارج لے لے گا۔ میں اس سے بات کر چکا ہوں۔" وہ چند لمحوں کو خاموش ہوا پھر بولا۔ "ملر کیس میں تم نے لاپرواہی نہ برتی ہوتی تو میں یہ قدم اٹھانے پر مجبور نہ ہوتا۔" اس نے فائل میں سے ٹائمز کی خبر پر مشتمل ٹائپ شدہ کاغذات ایک طرف رکھ دیئے اور باقی دو کاغذات اٹھا کر انہیں میز پر ساتھ ساتھ رکھ دیا۔ "مجھے تمہارے خلاف اسپیشل سیکورٹی کی طرف سے ایک تحریری شکایت ملی ہے کہ وین ویڈن نامی جس دہشت گرد کو تمہارے قتل کی سازش میں ملوث ہونے کی بنا پر پکڑا گیا تم نے اسے رہا کر دیا۔ دوسری طرف۔" وہ

دوسرے کاغذ پر انگلی مارتے ہوئے بولا۔ "گزشتہ رات شین بیتھ نے الفتح کے لبنان ہیڈ کوارٹر سے ہمارے ملک میں موجود کسی آدمی کے نام بھیجا جانے والا خفیہ پیغام پکڑا ہے۔ وہ رات بھر اس کے کوڈ کو توڑنے کی کوشش کرتے رہے جس میں بالآخر وہ کامیاب ہو گئے۔" اس نے اپنی عینک درست کی اور کاغذ پر جھک گیا۔ "اس پیغام میں کہا گیا ہے کہ اگلے بہتر گھنٹوں کے اندر اندر آپریشن علی کو پایہ تکمیل تک پہنچا دیا جائے۔ اگر میں غلط نہیں ہوں تو آپریشن علی تمہارے قتل کی سازش کا کوڈ نام ہے۔ اس ڈچ دہشت گرد نے جسے تم نے رہا کر دیا ہے۔ یہ سب کچھ شروع ہی میں بتا دیا تھا۔"

"مجھے اس سلسلے میں کچھ نہیں بتایا گیا۔" جرمیاح نے آگے جھکتے ہوئے پہلی مرتبہ زبان کھولی۔ "یہ خفیہ پیغام کب پکڑا گیا تھا؟" اس نے شین بیتھ کی رپورٹ کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

"نو بجے کے بعد۔" وزیراعظم نے کہتے ہوئے رپورٹ اس کی طرف بڑھا دی۔

جرمیاح بے چینی سے رپورٹ پڑھنے لگا۔

"یہ کیا ہے؟" اس نے رپورٹ کے پہلے پیراگراف کی طرف اشارہ کیا۔ "الفتح ہیڈ کوارٹر نے ان ہدایات کی وصولی کا جواب طلب کیا تھا جو تین منٹ بعد ریڈیو ٹرانسمیٹر کے ذریعے ریلے کیا گیا تھا۔ ان لوگوں کا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا تھا؟"

"کیا مطلب' کیا کہنا چاہتے ہو؟" وزیراعظم نے الجھی ہوئی نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔

"یہ دیکھئے۔" جرمیاح نے رپورٹ کی طرف اشارہ کیا۔ "یہ انتہائی غیر معمولی بات ہے۔ اس قسم کے خفیہ آپریشنز کا بنیادی اصول یہ ہے کہ کسی پیغام کا جواب ریڈیو ٹرانسمیشن کے ذریعے طلب نہیں کیا جاتا۔ دشمن اس طرح اس جگہ کا سراغ لگا سکتا ہے جہاں سے جواب ریلے کیا گیا ہو۔ اس طرح زیادہ سے زیادہ دو گھنٹوں میں اس جگہ کا سراغ لگا کر چھاپہ مارا جا سکتا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ کمیونیکیشن والے اب انہی خطوط پر کام کر رہے ہوں گے اور.........." اس نے جملہ مکمل نہیں کیا۔ اس کی آنکھوں میں عجیب سی چمک ابھر آئی تھی اور وہ معنی خیز انداز میں سر ہلانے لگا۔

"بہرحال۔" وزیراعظم نے رپورٹ اس کے ہاتھ سے واپس لیتے ہوئے ٹھوس لہجے میں کہا۔ "یہ اس بات کا ایک اور ثبوت ہے کہ وہ لوگ تمہارے پیچھے لگے ہوئے ہیں لیکن

شاید تم اس ملک کے واحد شخص ہو جو اس رپورٹ پر یقین کرنے کو تیار نہیں۔ شاید تم ذہنی طور پر تھک چکے ہو۔"

جرمیاح کو سمجھنے میں دیر نہیں لگی کہ وزیراعظم دراصل یہ کہنا چاہتا تھا کہ تم بوڑھے ہو چکے ہو لیکن اس نے جو الفاظ استعمال کئے تھے ان کا مطلب یہی تھا۔

"تم ذہنی طور پر تھک چکے ہو یا نہیں بہرحال' ہمیں تمہاری زندگی عزیز ہے اور ہم تمہیں بچانے کی بھرپور کوشش کریں گے۔" وزیراعظم نے اس کے چہرے پر نظریں جماتے ہوئے کہا۔ "میں نے اویزر کی اس تجویز کی حمایت کی ہے کہ جب تک خطرہ مکمل طور پر ٹل نہیں جاتا تم اپنے دفتر یا گھر واپس نہیں جاؤ گے تمہارے محافظوں کو بھی اس سلسلے میں مکمل ہدایات جاری کر دی گئی ہیں۔"

جرمیاح کے منہ سے بے اختیار گہرا سانس نکل گیا۔ وہ آگے جھکتے ہوئے بولا۔ "مسٹر پرائم منسٹر! میں آپ کو یہ بتا دینا اپنا فرض منصبی سمجھتا ہوں کہ اس طرح آپ طر کے منصوبے کی تکمیل کے لئے راستہ صاف کر رہے ہیں۔"

"تمہاری اس سوچ کی بنیاد کیا ہو سکتی ہے؟" وزیراعظم نے پوچھا۔

"مان لیا کہ میرے قتل کا منصوبہ بنایا گیا ہے۔" جرمیاح کہنے لگا۔ "لیکن مجھے یہ بھی یقین ہے کہ یہ منصوبہ دراصل کسی دوسرے بڑے منصوبے سے ہماری توجہ ہٹانے کے لئے بنایا گیا ہے اور یہی بات مجھے پریشان کر رہی ہے۔ آپ نے وین ویڈن کا حوالہ دیا تھا۔ میں نے اسے جان بوجھ کر رہا کیا تھا۔ اس طرح دراصل میں طر کو یہ باور کرانا چاہتا تھا کہ میں اس کا کھیل سمجھ گیا ہوں۔ مجھے یقین تھا کہ وہ کسی ردعمل کا اظہار کرے گا۔ میرا یہ خیال درست ثابت ہوا۔ اس کا ردعمل یہ ہے۔" اس نے ٹائمز کی رپورٹ کی طرف اشارہ کیا۔ "آپ کے خیال میں سلامہ کا وہ دوست کون ہو سکتا ہے جس نے ہمارے ایجنٹوں کو پھنسانے کا وہ منصوبہ بنایا تھا؟ وہ طر کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتا اور یقین کیجئے 1973ء کی یہ کہانی اتفاقیہ طور پر سامنے نہیں آئی۔ طر مجھے اپنے راستے سے ہٹانا چاہتا ہے کیونکہ میں اس کے منصوبے کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہوں۔ اس نے نہایت سوچ سمجھ کر یہ کہانی اخبار تک پہنچائی تھی تاکہ مجھے اس سارے معاملے کا ذمہ دار قرار دیتے ہوئے قبل از وقت ریٹائر کر دیا جائے یا رخصت پر بھیج دیا جائے اور پھر........." اس نے میز پر رکھی ہوئی دوسری رپورٹ پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔ "اس نے مجھے قتل کرنے کے سلسلے میں

ریڈیو کے ذریعے اپنے آدمیوں کو ایک ایسا کوڈ پیغام بھیجا جسے نہ صرف آسانی سے پکڑا جا سکے بلکہ اسے کسی دشواری کے بغیر ڈی کوڈ بھی کیا جا سکے۔ وہ دراصل آپ کو اس معاملے میں ملوث کرنا چاہتا تھا تاکہ میری زندگی کا خیال کرتے ہوئے آپ مجھے الگ کر دیں۔ وہ اپنے مقاصد میں سو فیصد کامیاب رہا ہے۔ مجھے نہ صرف بساط سے ہٹایا جا رہا ہے بلکہ میری آزادی بھی سلب کی جا رہی ہے۔ اب جبکہ میں ملر کے راستے میں نہیں رہا وہ نہایت آزادی سے اپنے اصل منصوبے پر عمل پیرا ہو سکتا ہے۔" اس نے خاموش ہو کر کرسی کی پشت سے ٹیک لگا کر دونوں ہاتھ سینے پر باندھ لئے۔

اس سے پہلے کہ وزیراعظم کوئی جواب دیتا' میز پر رکھے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر ریسیور اٹھا لیا۔

"ہاں' ٹھیک ہے۔ میں چند منٹ بعد آ رہا ہوں۔" وزیراعظم نے کہہ کر ریسیور رکھ دیا اور جرمیاح کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔ "میں تمہیں بتا دینا چاہتا ہوں کہ ملر والے کیس کی ایک ایک بات میرے نوٹس میں لائی جا چکی ہے۔ مجھے تمہارے نظریات سے بھی آگاہ کر دیا گیا ہے اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ تمہارے محکمے کے بیشتر ہیڈز آف ڈیپارٹمنٹ کو تم سے اختلاف ہے لیکن بالفرض تمہارے نظریات اگر درست بھی ہوں تو تمہیں یہ اطمینان رکھنا چاہئے کہ موساد کے تمام افراد فرض شناس ہیں۔ وہ کوئی گڑبڑ نہیں ہونے دیں گے۔"

جرمیاح کو یہ سمجھنے میں دیر نہیں لگی کہ ملر کے بارے میں وزیراعظم کو اوبزر نے بتایا ہو گا۔ چند روز پہلے وہ واشنگٹن گیا تھا اور جب سے وہ واشنگٹن سے واپس آیا تھا جرمیاح کی اس سے ملاقات نہیں ہوئی تھی۔

وزیراعظم میز پر بکھرے ہوئے کاغذات سمیٹنے لگا۔ جرمیاح کی قسمت کا فیصلہ ہو چکا تھا۔ "مجھے آفس سے دیر ہو رہی ہے۔" اس نے جرمیاح کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "وزیر خارجہ اور چیف آف پروٹوکول میرے منتظر ہیں تاکہ میرے دورہ مصر اور یروشلم میں پوپ کے دورے کے انتظامات کا جائزہ لیا جا سکے۔"

"پوپ کا دورہ؟" جرمیاح اس طرح اچھل پڑا جیسے زبردست کرنٹ لگا ہو۔

"میرا خیال ہے پوپ کے دورے کا تمہیں بھی علم ہے۔ اس میں حیران ہونے کی کوئی بات نہیں ہے۔" وزیراعظم نے کہا۔

"مجھے چھ مہینے پہلے معلوم ہو گیا تھا کہ پوپ یروشلم کے دورے پر آنے والا ہے

لیکن یہ معلوم نہیں کہ دورے کی تاریخ بھی طے ہو چکی ہے۔"

"تاریخ کے بارے میں اس نے ہمیں گزشتہ ہفتے ہی بتایا تھا۔" وزیراعظم نے کہتے ہوئے اس کی طرف ہاتھ بڑھا دیا۔ "ہمارے پاس اس کے استقبال کی تیاری کے لئے بھی وقت نہیں ہے۔ پوپ نے ہدایت کی تھی کہ ہم اس کے دورے کی خبر کو آخری لمحوں تک رازمیں رکھیں۔ اس کا خیال ہے کہ اس طرح وہ سکون سے مقدس مقامات کی زیارت کر سکے گا۔ 1964ء کے بعد پہلی مرتبہ پوپ ہمارے ملک میں آ رہا ہے۔ کیا یہ ہمارے لئے خوشی کی بات نہیں ہے؟"

جرمیاح نے اس کے بڑھے ہوئے ہاتھ کو نظرانداز کر دیا اور سرد لہجہ اختیار کرتے ہوئے دوبارہ اصل موضوع پر آ گیا۔ "اگر واقعی آپ کو ملر کیس کے بارے میں سب کچھ بتا دیا ہے تو مجھے یقین ہے کہ میرے محکمے کے ہیڈ آف ڈیپارٹمنٹ آپ کے سامنے ملر کی بعض باتوں کی وضاحت نہیں کر سکے ہوں گے۔ مثلاً یہ کہ اپنے آخری انتقام کے لئے اسے کسی یہودی کی ضرورت کیوں ہے اور یہ کہ وہ کروزی سے کیوں ملا تھا؟"

وزیراعظم میز کے اوپر سے گھوم کر سامنے آ گیا اور جرمیاح کے کندھوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولا۔

"جرمیاح! میری حکومت میں تمہاری چار سالہ سروس اور اس سے پہلے تمہاری پوری سروس کے دوران انٹیلی جنس کے بیشتر اعلیٰ عہدیداروں نے تمہارے بعض نظریات کی شدید مخالفت کی لیکن آخر میں ہمیشہ یہی ثابت ہوتا رہا ہے کہ تم درست تھے۔ ممکن ہے اس مرتبہ بھی تمہارے نظریات درست اور دوسروں کے غلط ہوں لیکن..........." اس نے خاموش ہو کر گہرا سانس لیا پھر بولا۔ "لیکن ایسا وقت ضرور آتا ہے کہ ہم بوڑھوں کو پیچھے ہٹنا پڑتا ہے تاکہ نوجوان نسل کو اوپر آنے کا موقع مل سکے۔ اپنے بارے میں بھی میں یہی سمجھتا ہوں کہ زیادہ عرصے تک اس عہدے پر نہیں رہ سکوں گا۔ میرا مشورہ ہے کہ تم اپنے ذہن کو پُرسکون رکھو۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ ملر کے بارے میں تم نے جن خدشات کا اظہار کیا ہے میں اس پر پوری توجہ مرکوز رکھوں گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس شخص کو' جس نے تیس سال سے زائد عرصے تک قوم کی خدمات انجام دی ہوں' بھلا دینا زیادتی ہو گی۔"

وزیراعظم کمرے سے نکل گیا۔ جرمیاح اپنی جگہ پر بے حس و حرکت کھڑا رہا۔ اسے

وزیراعظم کے رویے پر حیرت ہو رہی تھی۔ وہ کچھ دیر تک سوچتا رہا پھر اس نے آگے بڑھ کر فون کا ریسیور اٹھالیا اور ایک نمبر ڈائل کرتے ہوئے ریسیور میں بولا۔

"میں موساد ہیڈ کوارٹرز میں کیتھی سے بات کرنا چاہتا ہوں۔"

☆======☆======☆

"ایک اہم آدمی رخصت پر چلا گیا!"

یہ یروشلم پوسٹ کے اداریے کا عنوان تھا جس کے تحت اداریہ نگار نے لکھا تھا۔

"چند ہفتوں بعد جب وہ ریٹائر ہو جائے گا تو ہم نہ صرف اس کی تصویر اور نام چھاپ سکیں گے بلکہ اس کے بارے میں ایک تفصیلی رپورٹ بھی پیش کریں گے۔ فی الحال اسے ایک قومی راز قرار دیا گیا ہے۔ اس وقت ہم صرف اتنا بتائیں گے کہ یہ آدمی جسے اس کے ساتھی بڑے میاں کے نام سے یاد کرتے ہیں' تیس سال سے زائد عرصے تک ملک کی سیکریٹ سروس میں خدمات انجام دے چکا ہے۔ یہی وہ شخص ہے جس نے اسرائیلی سیکورٹی کے بدترین دشمنوں' اسرائیل بیر' ریفرم یعقوبیہ اور روڈ لف سیتا کو بے نقاب کیا تھا اس کے حکم پر جرمن جنگی مجرم ایڈلف آئیخ مین کو گرفتار کیا گیا تھا۔ عرب اسرائیل کی چھ روزہ جنگ میں اسرائیل کی کامیابی کا سہرا بھی اس کے سر ہے۔ اس نے فرانس کے صدر ڈیگال کے خلاف قتل کی سازش کا سراغ لگا کر ان کی زندگی بچائی تھی۔ اس شخص نے شاہِ ایران کے زوال' ایران میں قتل عام اور خمینی کے برسراقتدار آنے کی پیش گوئی کی تھی۔ اس شخص کو بلاشبہ اسرائیل کا ذہین ترین آدمی کہا جا سکتا ہے۔ آج جبکہ وہ رخصت ہو رہا ہے ہم اسے سلام پیش کرتے ہیں۔"

یروشلم پوسٹ کا یہ اداریہ پڑھتے ہوئے ملر کے ہونٹوں پر خفیف سی مسکراہٹ آ گئی۔ اس نے اخبار ایک طرف رکھ دیا اور اس پیکٹ کو کھولنے لگا جو اسے آرچ بشپ کروزی کی طرف سے موصول ہوا تھا۔ اس پیکٹ میں ویٹیکن کے پادری کا ایک مکمل لباس' ویٹیکن پاسپورٹ اور ایک ہوائی ٹکٹ تھا۔ ان چیزوں کے ساتھ کاغذات یہ ظاہر کر رہے تھے کہ فادر ہانس ہائر پادریوں کے اس گروپ کا ممبر ہے جو ایسٹر کا تہوار منانے کے لئے مقدس مقامات پر جا رہا ہے اس کے ساتھ ہی اسرائیلی محکمہ سیاحت کا جاری کردہ ایک بروشر بھی تھا جس میں اسرائیل میں واقع مقدس مقامات کی نشاندہی کی گئی تھی۔

لباس پہنتے ہوئے ملر نے ایئرلائن کے ٹکٹ پر ایک سرسری سی نگاہ ڈالی جس پر

روانگی کی تاریخ درج تھی۔ وہ اسی روز یعنی جمعرات چھ اپریل کو صبح ساڑھے دس بجے کی پرواز سے روانہ ہونے والا تھا۔

☆======☆======☆

"وہ مر چکا ہے میرن!"

کئی روز پہلے ہی میرن سمجھ چکی تھی کہ پیٹرک اب اس دنیا میں نہیں رہا تھا اور اس وقت ٹیلی فون پر ہگنس کی سرگوشیانہ آواز میں یہ جملہ سن کر اس کی آنکھیں خشک ہو رہی تھیں لیکن آخر وہ بہن تھی۔ پیٹرک کے بارے میں یہ اطلاع اس پر بجلی بن کر گری تھی۔ ایک لمحہ کو تو اسے یوں محسوس ہوا تھا جیسے اس کے دل کی دھڑکن رک گئی ہو سنسنی کی ایک لہر اس کے پورے جسم میں پھیل گئی تھی۔ اس نے ایک ہاتھ سے قریب پڑی ہوئی کرسی کی پشت کا سہارا لے لیا۔ اس کی ٹانگیں کپکپا رہی تھیں۔ گھٹنے خود بخود دہرے ہونے لگے اور وہ بتدریج جھکتی چلی گئی۔ بالآخر بیڈ کے قریب فرش پر بیٹھ گئی۔

"میرن .... میرن .... تم ٹھیک تو ہو میرن!"

"ہاں۔" میرن کے منہ سے مردہ سی آواز نکلی۔ فون کا ریسیور اب بھی اس کی مٹھی میں سختی سے جکڑا ہوا تھا۔ "میں .... ٹھیک ہوں .... میں جاننا چاہتی ہوں کہ یہ سب کچھ کیسے ہوا تھا؟"

"میرا خیال ہے تمہیں یہ جاننے کی ضرورت ...."

"ہگنس!" میرن نے اس کی بات کاٹ دی۔ "میں یہ جاننا چاہتی ہوں یہ کیسے ہوا؟"

"وہ روم کے سنٹرل اسٹیشن پر ٹرین کے ایک خالی ڈبے میں مردہ پایا گیا تھا اس کے لباس سے کسی قسم کے کاغذات نہیں ملے اور سرکاری طور پر بھی ابھی تک اس کی شناخت نہیں ہو سکی لیکن پیٹرک کے ایک دوست نے مردہ خانے میں اس کی لاش دیکھ لی تھی۔ وہ پیٹرک ہی ہے۔"

"اس کا وہ دوست کون ہے؟"

"وہ اطالوی ہے۔ اس نے پیٹرک کی ہدایت پر روم میں ملر کی نگرانی کی تھی۔ جب پیٹرک خود روم پہنچ گیا تو اس کا دوست ویٹیکن میوزیم کے سامنے اسے ملر کے تعاقب کا چارج دے کر چلا گیا تھا۔ پیٹرک نے وعدہ کیا تھا کہ وہ ہر ایک گھنٹے بعد فون پر اسے صورتِ حال سے آگاہ کرتا رہے گا لیکن جب اس کی طرف سے کوئی اطلاع نہیں ملی تو اس کے

دوست نے اپنے آدمیوں کے ساتھ اس کی تلاش شروع کر دی۔ انہیں بہت احتیاط سے قدم اٹھانا پڑ رہا تھا کیونکہ وہ بھی روم میں اس کاروبار میں ملوث ہیں جو ہم آئرلینڈ میں کرتے رہے ہیں۔ انہیں بھی کئی روز بعد پیٹرک کی موت کا پتہ چل سکا تھا اور پھر مردہ خانے میں لاش دیکھ کر تصدیق ہو گئی تھی۔"

"ٹرین میں کیا واقعہ پیش آیا تھا؟" میرین نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد پوچھا۔ "ہگنس! میں سب کچھ جاننا چاہتی ہوں .... سب کچھ!"

"یقین سے کچھ نہیں کہا جا سکتا لیکن اندازہ ہے کہ پیٹرک' ملر کا تعاقب کرتا ہوا ریلوے اسٹیشن پر پہنچ گیا تھا۔ وہ دونوں یقیناً ایک خالی بوگی میں آمنے سامنے آ گئے ہوں گے۔ پھر لڑائی ہوئی ہو گی جس میں پیٹرک اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھا۔"

"ملر کے ہاتھوں.........؟"

"ظاہر ہے اور کون ہو سکتا ہے۔" ہگنس نے جواب دیا۔

میرین کی آنکھوں کے سامنے سیاہ دائرے رقص کرنے لگے تھے۔ اس نے ریسیور رکھ دیا اور اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ پورا کمرہ اس کے سامنے گھوم رہا تھا۔ اس نے گرنے سے بچنے کے لئے میز کا سہارا لے لیا۔ ٹیلی فون کی گھنٹی ایک بار پھر بجنے لگی لیکن اس مرتبہ میرین نے کال ریسیو نہیں کی۔ اس نے کھونٹی پر ٹنگی ہوئی اپنی شال کھینچ لی اور اسے کندھوں پر اوڑھتی ہوئی باہر نکل گئی' دروازہ اس نے دھڑ سے بند کر دیا تھا۔

مطلع بالکل صاف تھا۔ آسمان پر ستارے چمک رہے تھے۔ یخ ہوا میں تلوار کی سی کاٹ تھی۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتی ہوئی اصلاح الدین اسٹریٹ کی طرف جا رہی تھی۔ اس وقت اس کے ذہن میں صرف ایک ہی بات تھی۔ اسے ہر صورت میں مائیکل کو تلاش کرنا تھا۔

پچھلے اتوار کو جب وہ اس کے فلیٹ سے بھاگ کر آئی تھی اس کے بعد سے اب تک مائیکل سے اس کا آمنا سامنا نہیں ہوا تھا ممکن ہے مائیکل نے اسے پورے شہر میں تلاش کیا ہو لیکن اس نے مائیکل کو اپنے ہوٹل کا نام نہیں بتایا تھا۔ مائیکل کے فلیٹ سے واپس آنے کے بعد اپنے ہوٹل کے کمرے میں پہنچتے ہی اس نے اپنا سامان پیک کرنا شروع کر دیا تھا۔ اس وقت وہ سوچ رہی تھی کہ پہلی دستیاب فلائٹ سے اسرائیل سے نکل جائے گی لیکن پھر دفعتاً اسے یہ احساس ہوا تھا کہ وہ کہاں جائے گی۔ اس کے پاس کوئی جائے پناہ نہیں

تھی۔ پیٹرک لاپتہ تھا ہگنس پیرس سے باہر کہیں روپوش تھا۔ بلفاسٹ میں دکھ بھری یادوں اور بیمار ماں کے سوا کچھ نہیں تھا۔ بالآخر اس نے یہ سوچ کر اسرائیل ہی میں رہنے کا فیصلہ کیا تھا کہ شاید چند روز میں حالات درست ہو جائیں یا وہ خود کوئی صحیح فیصلہ کرنے کے قابل ہو جائے۔ اس نے کئی مرتبہ ہگنس کو ٹیلی فون بھی کیا تھا۔ ایک آدھ مرتبہ اس سے رابطہ قائم ہوا بھی تھا تو وہ بھی کوئی ڈھنگ کی بات نہیں بتا سکا تھا۔ وہ خود اس کی طرح پریشان ہو رہا تھا۔

چار روز تک وہ اپنے کمرے میں محدود رہی تھی۔ وہ ناشتہ اور کھانا بھی اپنے کمرے ہی میں منگوا لیتی اور گھنٹوں کھڑکی کے سامنے کھڑی باد و باراں کے طوفان کو دیکھتی رہتی جس نے شہر کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا۔ آج رات مطلع صاف تھا اور کئی روز بعد اس نے مایوسی کی فضا سے باہر نکلنے کا فیصلہ کیا تھا۔ اس نے سفید لباس پہنا' چہرے پر ہلکا سا میک اپ کیا اور کھانا کھانے کے لئے ہوٹل کے ریسٹورنٹ میں گئی تھی۔ ریسٹورنٹ میں بیٹھے ہوئے مردوں کی توجہ اپنی طرف پا کر وہ دل ہی دل میں محظوظ ہو رہی تھی۔ اسے مردوں کا اس طرح گھورنا کچھ اچھا لگا تھا۔ اس نے قریبی میز پر بیٹھے ہوئے دو نوجوان امریکی سیاحوں سے خوشگوار موڈ میں ایک دو باتیں بھی کی تھیں۔ اس دوران ویٹریس نے اسے پیرس سے فون کال کی اطلاع دی تھی اور وہ فون سننے کے لئے اپنے کمرے میں دوڑی آئی تھی۔

اس وقت وہ پرانے شہر کے پرہجوم علاقے میں تیز تیز قدم اٹھاتی ہوئی دمشق گیٹ کی طرف جا رہی تھی۔ رات اگرچہ خاصی گزر چکی تھی لیکن مقدس مقامات کی سیاحت کے لئے آئے ہوئے لوگوں کی خاصی بھیڑ بھاڑ تھی۔ میرین کو ہر قیمت پر مائیکل کو تلاش کر کے اسے ملر کے بارے میں خبردار کرنا تھا۔ اتوار کے دن مائیکل نے اس کی بات کا یقین نہیں کیا تھا۔ وہ یہی کہتا رہا تھا کہ ہگنس کو ضرور کوئی غلط فہمی ہوئی ہو گی اور ملر کے بارے میں اس کے خدشات بے بنیاد ثابت ہوں گے لیکن اب جبکہ پیٹرک کی لاش روم کے مردہ خانے میں پڑی تھی' مائیکل کو ملر کے بارے میں اس کی باتوں کا یقین کرنا پڑے گا۔ اسے اپنے دوست ملر کے بارے میں سوچنا پڑے گا۔ ملر کے بارے میں سوچ سوچ کر اس کا خون کھول رہا تھا۔ اس نے نہ جانے کیا جادو کر رکھا تھا کہ مائیکل اس کے بارے میں کوئی بات سننے کو تیار نہیں تھا۔ یہی کیفیت پیٹرک کی بھی تھی۔ وہ بھی ملر کے خلاف کوئی بات سننے کو تیار نہیں ہوتا تھا لیکن اب مائیکل کو اس کی بات سننا پڑے گی۔ اسے ہر صورت میں مائیکل پر

سے ملر کا طلسم توڑنا تھا تاکہ اسے خطرات سے نکال سکے۔ ملر نے جس طرح پیٹرک کو بے دردی سے قتل کیا تھا اس طرح مائیکل کو بھی موت کے گھاٹ اتارنے میں دریغ نہیں کرے گا۔

وہ چلتے چلتے اسٹریٹ آف جیوز میں مڑ گئی۔ اب وہ تقریباً دوڑ رہی تھی۔ ساتھ ہی یہ بھی سوچ رہی تھی کہ ملر یہاں کب پہنچے گا۔ مائیکل کے الفاظ اسے اب بھی یاد تھے۔ اس نے کہا تھا۔ "ملر جمعرات کو یہاں پہنچے گا تو میں اس سے پوچھوں گا.........." آج جمعرات تھی۔ رات اپنا نصف سفر مکمل کرنے والی تھی۔ وہ دعائیں مانگ رہی تھی کہ ملر سے پہلے مائیکل سے اس کی ملاقات ہو جائے۔

ماہے اسکوائر سنسان پڑا تھا۔ مائیکل کے مکان کے سامنے سڑک پر دو آدمی کھڑے تھے ان کے علاوہ دور دور تک کسی اور ذی روح کا نشان تک نظر نہیں آ رہا تھا۔ وہ دونوں تاریکی میں تھے اور ان کی پشت میرین کی طرف تھی۔ وہ سرگوشیوں میں گفتگو کر رہے تھے۔ ان میں سے ایک اپنی جگہ سے حرکت کر کے کسی قدر روشنی میں آ گیا۔ وہ مائیکل تھا۔ اسے دیکھتے ہی میرین کے جسم میں مسرت کی لہر دوڑ گئی۔ خدا کا شکر ہے وہ زندہ تھا۔ وہ کسی پادری سے باتیں کر رہا تھا جس کے سر پر سیاہ رنگ کا ہڈ تھا اور وہ کسی قدر جھکا ہوا تھا جیسے کہ کمر میں خم ہو۔ میرین بھی اس وقت تک اندھیرے ہی میں تھی۔ دراصل ان دونوں کو دیکھ کر وہ رک گئی تھی لیکن اب اس نے ایک قدم آگے بڑھایا اور وہ مائیکل کا نام لے کر اسے پکارنے ہی والی تھی کہ یکایک رک گئی کیونکہ اسی لمحہ وہ پادری بھی اپنی جگہ سے حرکت کر کے روشنی میں آ گیا تھا اور اس کے ساتھ ہی اس کے سر کا سیاہ ہڈ پیچھے سرک گیا تھا۔ اسٹریٹ لیمپ کی زرد روشنی میں پادری کا چہرہ دیکھ کر میرین کو یوں محسوس ہوا جیسے اسے کسی نے ایٹمی بھٹی میں دھکیل دیا ہو۔ وہ بڑی مشکل سے اپنی چیخ پر قابو پا سکی تھی۔

وہ پادری الفریڈ ملر تھا!

☆======☆======☆

میرین نے پوری زندگی میں کبھی کسی کے لئے اتنی شدید نفرت محسوس نہیں کی تھی لیکن اس وقت وہ اپنی نفرت کا اظہار نہیں کر سکتی تھی۔ اس نے بڑی مشکل سے اپنی کیفیت پر قابو پا لیا تھا اور اب وہ یروشلم کی گلیوں میں ملر کا تعاقب کر رہی تھی۔

جب وہ مائیکل کے مکان کی طرف جا رہی تھی تو اس کے ذہن میں صرف اتنی سی بات تھی کہ وہ مائیکل کو ملر کی طرف سے لاحق خطرات سے آگاہ کرنا چاہتی تھی لیکن پھر اس نے ملر کو مائیکل کے ساتھ دیکھ لیا۔ وہ دونوں سرگوشیوں میں باتیں کر رہے تھے ملر نے جو کچھ بھی کہا تھا مائیکل نے اس کے جواب میں سر ہلا دیا تھا اور ملر کے وہاں سے روانہ ہونے کے بعد مائیکل نے اپنے مکان کی سیڑھیاں چڑھتے ہوئے اپنی کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی کی طرف دیکھا تھا۔ میرین اپنی جگہ پر کھڑی رہی اور پھر جیسے ہی مائیکل نے اوپر جا کر اپنے کمرے کا دروازہ بند کیا تو غیر ارادی طور پر اس نے ملر کا تعاقب شروع کر دیا تھا۔

وہ خود بھی نہیں جانتی تھی کہ ملر کا تعاقب کیوں کر رہی ہے، شاید وہ غیر ارادی طور پر اپنے بھائی کی کہانی کو دہرا رہی تھی جہاں سے پیٹرک کا سلسلہ ٹوٹا تھا وہاں سے آگے اس نے شروع کر دیا تھا۔ پیٹرک بھی ملر کا تعاقب کر رہا تھا اور جب وہ ملر کی نظروں میں آ گیا تو ملر نے اس کی زندگی کا چراغ گل کر دیا۔ بھائی کے انتقام کے علاوہ اس کے دماغ میں کوئی اور بات بھی کلبلا رہی تھی جس کی وہ خود ابھی تک وضاحت نہیں کر پا رہی تھی۔ ملر ایک پادری کے بھیس میں یروشلم کی سڑکوں پر گھوم رہا تھا جبکہ درحقیقت وہ شیطان تھا جو صرف قتل و غارت اور تباہی و بربادی پر یقین رکھتا تھا۔ جو شخص محض اس لئے اپنے عزیز ترین دوست کو بے دردی سے موت کے گھاٹ اتار دے کہ وہ اس کا تعاقب کر کے اس کا منصوبہ معلوم کرنا چاہتا تھا ایسی صورت میں اس کا منصوبہ یقیناً بہت زیادہ خوفناک ہو گا۔ میرین سوچ رہی تھی کہ اسے ہر صورت میں ملر کو روکنا ہے خواہ اسے بھائی کی طرح اپنی جان بھی کیوں نہ گنوانی پڑے۔

یروشلم کی گلیوں میں ملر کا تعاقب کرنا زیادہ مشکل ثابت نہیں ہوا تھا۔ میرین اگرچہ اس شہر میں بالکل اجنبی تھی۔ تنگ و تاریک گلیاں اور پرپیچ بازار اس کے لئے مسئلے سے کم نہیں تھے لیکن ملر بھی اس کی طرح اس شہر کی گلیوں اور بازاروں سے آشنا نہیں تھا کیونکہ وہ تقریباً ہر سڑک کے موڑ پر رک کر جیب سے شہر کا گائیڈ میپ نکال کر دیکھتا اور سڑکوں یا گلیوں کے موڑ پر لکھے ہوئے نام پڑھنے کے بعد ہی آگے بڑھتا۔ کبھی کبھار وہ پیچھے مڑ کر بھی دیکھتا لیکن میرین بہت محتاط انداز میں اس کا تعاقب کر رہی تھی۔ ہر ایسے موقعے پر وہ بڑی خوبصورتی سے اپنے آپ کو کسی تاریک گوشے میں چھپا لیتی۔ اس کے علاوہ اس نے شال اس طرح لپیٹ رکھی تھی کہ اگر اتفاق سے ملر اسے دیکھ بھی لیتا تو پہچان نہیں

سکتا تھا۔

ایک آدھ مرتبہ میرین کو یہ احساس بھی ہوا تھا کہ ملر بلا مقصد شہر کی سڑکوں پر گھوم رہا ہے۔ وہ سینٹ جون چرچ کے سامنے سے گزرتا ہوا مورستان فوارے کے سامنے رک گیا جس کا پانی پھوار کی صورت میں کئی فٹ اوپر تک اچھل رہا تھا۔ وہ چند لمحے وہاں رکا پھر آگے بڑھ گیا۔ پھر ریڈیمر چرچ کے قریب سے ہوتا ہوا ہولی اسپولکر کے عقب میں خان عزت مارکیٹ اسٹریٹ پر آگیا۔ پھر دیادولورسا چرچ کی تنگ سی سیڑھیاں چڑھنے لگا۔ میرین چرچ کی بیرونی دیوار کے ساتھ ساتھ چلتی رہی۔ ملر اس چرچ میں سے ہوتا ہوا لاطینی چرچ کی طرف نکل آیا اور پھر جافہ گیٹ پر پہنچ کر وہ اچانک ہی واپس مڑا۔ میرین نہایت پھرتی سے ایک مکان کی تاریک ڈیوڑھی میں گھس گئی۔ ملر اس کے قریب سے گزرتا چلا گیا۔ چند گز کا فاصلہ طے کرنے کے بعد وہ ڈیوڈ اسٹریٹ پر مڑ گیا اور وہاں سے عیسائی آبادی والے علاقے میں آیا۔ یہاں تک آنے کے لئے اس نے شہر کا تقریباً پورا چکر لگا لیا تھا۔ میرین کو یہ سمجھنے میں دیر لگی کہ وہ محض شہر کے راستوں سے واقفیت حاصل کرنے کے لئے گھوم رہا تھا۔

بالآخر وہ ایک تنگ و تاریک سی گلی میں گھوم گیا۔ مڑنے کے ساتھ ہی اس نے تیزی سے مڑ کر پیچھے دیکھا تھا۔ میرین ایک بار پھر ایک مکان کی تاریک ڈیوڑھی میں پناہ حاصل کر چکی تھی اور جب وہ ڈیوڑھی سے باہر نکلی تو ملر غائب ہو چکا تھا۔

میرین اسے اس طرح ہاتھ سے نہیں کھونا چاہتی تھی۔ تمام احتیاط کو بالائے طاق رکھ کر وہ تاریک گلی میں داخل ہو گئی۔ چند قدم کا فاصلہ طے کرنے کے بعد دفعتاً اسے خیال آیا کہ ممکن ہے اس طویل تعاقب کے دوران ملر نے اسے دیکھ لیا ہو اور اسے پھانسنے کے ئے اس تاریک گلی میں گھس گیا ہو اور کہیں گھات لگائے کھڑا ہو کہ میرین جیسے ہی قریب پہنچے اس کی گردن مروڑ دے۔ اگر واقعی ملر اس کے ارادے سے گلی میں گھسا تھا تو میرین کو کوئی نہیں بچا سکتا تھا لیکن اس کا یہ خدشہ بے بنیاد نکلا۔ وہ اندھوں کی طرح دونوں ہاتھ آگے کو پھیلائے تاریکی میں چلتی رہی بالآخر اس کے ہاتھ پتھروں کی ایک سرد دیوار کو چھو کر رک گئے۔ آگے راستہ بند تھا۔ وہ وہیں کھڑی تاریکی میں گھورنے لگی۔ جب اس کی آنکھیں کچھ دیکھنے کے قابل ہوئیں تو وہ آہستہ آہستہ واپس آنے لگی۔ بالآخر دائیں طرف اسے ایک محرابی راستہ نظر آگیا جسے وہ پہلے نہیں دیکھ سکی تھی۔ اس محراب پر ایک چھوٹا

سا بورڈ بھی لگا ہوا تھا لیکن تاریکی کے باعث وہ اس بورڈ کی تحریر پڑھنے سے قاصر تھی۔ میرین کو یقین تھا کہ ملر اسی محراب میں داخل ہوا ہو گا کیونکہ اس کے علاوہ گلی میں اور کوئی راستہ نہیں تھا۔

وہ گلی کے ایک تاریک گوشے میں سمٹ گئی۔ اس نے طے کر لیا تھا کہ اگر ضروری ہوا تو وہ رات بھر یہاں کھڑی ملر کی واپسی کا انتظار کرتی رہے گی۔ اس نے شال کو اچھی طرح اپنے جسم پر لپیٹ لیا۔ اس لمحہ دور کسی گھڑیال نے رات کے بارہ بجنے کا اعلان کیا۔ گھڑیال کے اس اعلان کے ساتھ ہی نیا دن شروع ہو چکا تھا۔ وہ اپریل کی سات تاریخ تھی اور گڈ فرائی ڈے کا دن!

وقت گزرتا رہا۔ گھڑیال یکے بعد دیگرے ہر ایک گھنٹے بعد گزرنے والی ساعتوں کا اعلان کرتا رہا۔ وہ اپنی جگہ دبکی رہی۔ خوف اور سردی کی شدت سے اس کا جسم اکڑا جا رہا تھا۔ ایک دو مرتبہ ایسا بھی ہوا تھا کہ گلی کے دوسری طرف کسی آدمی کا گزر ہوا تو اس کے قدموں کی آواز سن کر اس پر دہشت سی طاری ہو گئی تھی اور اس نے سوچا تھا کہ یہاں سے بھاگ نکلے لیکن اس کے باوجود وہ اپنی جگہ پر بے حس و حرکت کھڑی رہی۔ وہ سوچ رہی تھی کہ کیا قتل سے پہلے پیٹرک بھی اسی طرح خوفزدہ ہوا ہو گا۔ اگر پیٹرک اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکا تھا تو اس کے لئے تو چانسز بہت کم تھے۔

پو پھٹتے ہی وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہو گئی۔ سردی اور تھکن سے اس کا جسم بری طرح دکھ رہا تھا۔ اس نے مڑ کر دیکھا محراب میں لوہے کا گیٹ لگا ہوا تھا۔ اس نے گیٹ کو دھکا دیا۔ گیٹ چرچراہٹ کی آواز کے ساتھ کھلتا چلا گیا۔ وہ اندر داخل ہو گئی وہ صحن میں داخل ہو کر گیٹ کے پیچھے کھڑی ہو گئی۔ صحن کی دوسری طرف اوپر جانے کے لئے سیڑھیاں تھیں۔ اسے یقین تھا کہ ملر انہی سیڑھیوں پر غائب ہوا تھا وہ آہنی گیٹ کے پیچھے چھپی انتظار کرتی رہی۔ اسے یقین تھا کہ جلد یا بدیر ملر یہیں سے برآمد ہو گا اور پھر اس کا اندازہ درست نکلا۔

چھ بجنے میں چند منٹ باقی تھے جب ملر سیڑھیوں پر نمودار ہوا۔ اس وقت شہر بیدار ہونا شروع ہو گیا تھا اور اس گلی سے باہر سڑکوں پر ٹریفک کی آوازیں سنائی دینے لگی تھیں۔ ملر نے حسب معمول وہی سیاہ لباس پہنا ہوا تھا اس کے دائیں ہاتھ میں ایک بریف کیس اور بائیں ہاتھ میں ایک بنڈل تھا جس پر ڈوری لپٹی ہوئی تھی۔ محراب کے قریب ایک لمحہ

کورک کراس نے محتاط انداز میں دائیں بائیں دیکھا اور پھر گلی سے نکل کر یہودی آبادی والے علاقے کی طرف چل دیا۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ ایک بار پھر مائیکل کے مکان کی طرف جا رہا ہو لیکن میرین نے اس مرتبہ اس کا تعاقب کرنے کے بجائے اس جگہ کی تلاشی لینے کا فیصلہ کیا جہاں ملر نے رات گزاری تھی۔ اس نے محراب سے نکل کر پہلے اوپر لگا ہوا بورڈ دیکھا اس پر "ڈی بی ایس سلیمان' دندان ساز" لکھا ہوا تھا۔

وہ محراب میں داخل ہو کر صحن عبور کرتی ہوئی سیڑھیوں پر چڑھ گئی جس کے اختتام پر لینڈنگ کے سامنے ہی ایک دروازہ تھا۔ یہ غالباً کسی کمرے کا دروازہ تھا۔ اس کی دونوں کھڑکیوں پر لکڑی کے شٹر لگے ہوئے تھے۔ اس نے دروازے سے کان لگا دیئے۔ اندر سے کسی قسم کی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی۔ پھر اس کی نظریں اس آہنی پٹی پر جم گئیں جو دروازہ بند کرنے کے لئے لگائی گئی تھی۔ اس آہنی پٹی کے ایک طرف تالا لگا ہوا تھا جس کا مطلب تھا کہ کمرے میں کوئی نہیں تھا۔ اس نے تالے کو کھینچ کر دیکھا۔ اس کے خیال میں تالا خاصا مضبوط تھا اور اسے کسی اوزار کے بغیر کھولنا ممکن نہیں تھا۔ وہ کھڑکیوں کی طرف متوجہ ہو گئی۔ پہلی کھڑکی کا شٹر مضبوطی سے بند تھا البتہ دوسری کھڑکی کے شٹر اور فریم میں تقریباً آدھ انچ چوڑی جھری نظر آ رہی تھی۔ اس نے انگلیاں جھری میں پھنسا دیں اور پوری قوت سے شٹر اٹھانے کی کوشش کرنے لگی۔ شٹر چرچراہٹ کی ہلکی سی آواز سے تھوڑا سا اوپر اٹھ گیا۔ اس سے لکڑی کی ایک چپٹی بھی ٹوٹ گئی تھی۔ اس کوشش میں میرین کی ایک انگلی کا ناخن بھی ٹوٹ گیا تھا۔ اس نے ایک مرتبہ پھر زور لگایا۔ اس مرتبہ شٹر نے اپنی جگہ چھوڑ دی اور وہ اوپر اٹھتا چلا گیا۔ اندر شیشے کا فریم تھا۔ اس نے شیشے میں سے جھانک کر دیکھا لیکن کمرے میں تاریکی تھی۔ اس نے شال اتار کر اپنے ہاتھ پر لپیٹی اور کسی جھجک کے بغیر شیشے پر زوردار گھونسہ مار دیا۔ شیشہ ٹوٹ کر بکھر گیا۔ خاموش فضا میں شیشہ ٹوٹنے کی آواز دور تک پھیل گئی تھی۔ وہ ایک لمحہ کو خاموش کھڑی رہی لیکن جب اسے یقین ہو گیا کہ شیشہ ٹوٹنے کی آواز کسی نے نہیں سنی تھی اور اگر سنی تھی تو توجہ نہیں دی تھی' اس نے اپنا ہاتھ ٹوٹے ہوئے شیشے سے اندر داخل کر دیا اور چٹخنی کھول دی۔ دوسرے ہی لمحہ وہ کھڑکی کے فریم پر نظر آ رہی تھی۔ اس نے آہستگی سے اندر چھلانگ لگا دی۔ وہ شیشے کی بکھری ہوئی کرچیوں پر گری تھی۔ وہ سنبھل کر دائیں طرف دیوار کے ساتھ چلنے لگی۔ اس کی توقع کے مطابق بجلی کا سوئچ اس طرف تھا۔

سوئچ دباتے ہی چھت پر لٹکا ہوا پرانے فیشن کا فانوس روشن ہو گیا۔ وہ متجسس نگاہوں سے کمرے کا جائزہ لینے لگی۔ ایک پرانا سا صوفہ سیٹ' کرسیاں' پرانا قالین اور میز .... ان چیزوں پر دھول جمی ہوئی تھی۔ بے ترتیبی دیکھ کر اندازہ لگایا جا سکتا تھا کہ یہ کمرہ کسی کے باقاعدہ استعمال میں نہیں تھا۔ اسے یہ سمجھنے میں دیر نہ لگی کہ کمرہ دہشت گردوں کی پناہ گاہ اور اسلحہ وغیرہ چھپانے کے کام آتا ہو گا۔ وہ خود چونکہ آئرلینڈ میں ایک دہشت گرد تنظیم میں رہ چکی تھی اس لئے ایسی چیزوں کو خوب سمجھتی تھی۔

سامنے والی دیوار کے قریب ایک بہت بڑا چوبی صندوق پڑا ہوا تھا۔ اس کے ساتھ ہی ایک دروازہ بھی تھا۔ اس نے دروازہ کھول دیا۔ اس دوسرے کمرے میں پہلے کمرے سے بھی زیادہ بے ترتیبی تھی۔ لوہے کے ایک پلنگ کے قریب فرش پر پرانے کمبلوں کا ایک ڈھیر سا لگا ہوا تھا۔ پلنگ دیکھ کر اندازہ لگایا جا سکتا تھا کہ رات کو یہاں کوئی سویا تھا۔ سائڈ ٹیبل پر سربمہر خوراک کے دو خالی ڈبے اور کچھ بچے کھچے کھانے کے علاوہ ایک کونے میں دو کلاشنکوف رائفلیں اور ایمونیشن کا ایک کریٹ بھی پڑا ہوا تھا۔ دوسرے ہی لمحہ اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کے پورے جسم سے جان نکلی جا رہی ہو۔ اس کی ٹانگیں کپکپا رہی تھیں اور سینے میں سانس رکتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔ اس کی یہ کیفیت اسلحہ دیکھ کر نہیں بلکہ سامنے والی دیوار پر لگے ہوئے پوسٹر میں تصویر کے چہرے کو دیکھ کر ہوئی تھی۔ وہ ایک ایسے شخص کا چہرہ تھا جسے دنیا کے کروڑوں افراد اپنی زندگی سے بھی زیادہ عزیز رکھتے تھے۔ تصویر میں دائیں طرف عین دل کے مقام پر تین سرخ دائرے بنے ہوئے تھے۔

میرین کے دماغ میں آندھیاں سی چل رہی تھیں۔ اس تصویر کو دیکھ کر وہ سمجھ گئی تھی کہ ملر کس شخص کو قتل کرنا چاہتا تھا۔ اگر واقعی یہ شخص اس کے ہاتھوں مارا گیا تو یہ اس صدی کا سب سے بڑا جرم ہو گا۔

میرین اب یہ بھی سمجھ گئی تھی کہ ملر نے اس مشن کے لئے مائیکل کا انتخاب کیوں کیا تھا اور پیٹرک کو اپنے اس مشن سے الگ کیوں رکھا تھا اور پھر پیٹرک کو روم میں قتل بھی اسی لئے کیا گیا تھا کہ وہ ملر کا تعاقب کر کے اس کے مشن کا پتہ چلانا چاہتا تھا۔ رفتہ رفتہ میرین کے ذہن میں یہ راز کھلتا چلا گیا کہ ملر نے یہ خوفناک منصوبہ کیوں بنایا تھا۔

"نہیں .... ایسا ہرگز نہیں ہونا چاہئے۔"

وہ تیزی سے کمرے سے نکل آئی۔ کھڑکی سے کود کر باہر نکلی اور دوڑتے ہوئے سیڑھیاں اترنے لگی۔ گلی سے نکل کر سڑک پر پہنچنے کے بعد بھی وہ دوڑتی رہی۔ اس وقت سورج طلوع ہو رہا تھا اور اس کی سنہری کرنیں شہر پر ضیا پاشی کر رہی تھیں۔

جب وہ مائیکل کے مکان پر پہنچی تو دروازے پر تالا لگا ہوا تھا۔ مائیکل کی ایک پڑوسن نے بتایا کہ مائیکل گورڈن چند منٹ پہلے ایک پادری کے ساتھ کہیں جا چکا ہے۔ میرین کی حالت دیکھ کر اس بوڑھی عورت نے اسے ایک کپ چائے کی پیشکش کی تھی لیکن میرین جواب دیئے بغیر وہاں سے ہٹ کر پاگلوں کی طرح ایک طرف دوڑنے لگی۔

بیت الاسٹریٹ کے کونے پر وہ اپنا سانس درست کرنے کو ذرا دیر کے لئے رک گئی۔ وہ سوچ رہی تھی کہ اسے کہاں جانا چاہئے۔ اسے ملر کے خوفناک ترین مشن کا راز معلوم ہو چکا تھا لیکن وہ یروشلم میں بالکل اکیلی تھی اور اسے یہ بھی اندازہ نہیں تھا کہ ملر نے اس کے محبوب مائیکل کے ساتھ اب تک کیا سلوک کیا ہو گا؟

☆======☆======☆

جرمیاح بہت دیر سے کھڑکی کے سامنے کھڑا شہر کی مختلف عمارتوں کو گھور رہا تھا۔ پھر بالآخر وہاں سے ہٹ گیا وہ اس وقت اپنے آپ کو دنیا کا سب سے بڑا احمق سمجھ رہا تھا۔ اسے اس کی مرضی کے خلاف کنگ ڈیوڈ ہوٹل کی سب سے اوپر والی منزل کے لگژری سوئٹ میں محدود کر دیا گیا تھا۔ وہ لوگ اسے تل ابیب یا حیفہ کے کسی محفوظ مقام پر منتقل کرنا چاہتے تھے لیکن اس نے یروشلم میں رہنے پر ہی اصرار کیا تھا کیونکہ اسے یقین تھا کہ جو کچھ ہونا تھا یروشلم ہی میں ہونے والا تھا اور وہ قریب ہی رہنا چاہتا تھا۔ پہلے تو ان کا ارادہ تھا کہ جرمیاح کو ہوٹل ہلٹن میں رکھا جائے لیکن ہلٹن میں مصر کا ایک تجارتی وفد رہائش پذیر تھا۔ اس کے علاوہ وہاں سیاحوں کی بھرمار تھی اور کوئی کمرہ خالی نہیں تھا اس لئے کنگ ڈیوڈ ہوٹل کے صدارتی سوئٹ میں رکھنے کا فیصلہ کیا گیا تھا۔ یہ اپارٹمنٹ کسی شہزادے کی عشرت گاہ ہی لگتا تھا۔ ہلکے نیلے رنگ کے پردے، پرل گرے قالین، اسکنڈے نیوین لیدر کور کا فرنیچر اور زندگی کی ہر سہولت مہیا تھی لیکن جرمیاح کو یہ سب کچھ پسند نہیں تھا۔ اس کے خیال میں یہ سونے کا پنجرہ تھا جس میں اسے بند کر دیا گیا تھا۔

دوسرے کمرے میں اس کے دو محافظ بیٹھے تاش کھیل رہے تھے۔ انہوں نے جرمیاح کی مرضی کے خلاف کمرے کا دروازہ بند کر رکھا تھا۔ دو مسلح محافظ باہر راہداری میں

بھی موجود تھے تاکہ اس طرف آنے والوں پر نگاہ رکھی جا سکے۔ اس روز صبح جب شین بیتھ کے ایجنٹوں نے دہشت گردوں کے اڈے کا سراغ لگا لیا تھا، اس کے بعد ہوٹل کی چھت پر بھی دو آدمی تعینات کر دیئے گئے تھے۔

دہشت گردوں کا یہ اڈا بالکل اسی طرح دریافت ہوا تھا جس طرح اس نے وزیراعظم کے سامنے اظہارِ خیال کیا تھا۔ موساد کے کمیونیکیشن ڈویژن نے پہلے تو بیروت سے آنے والا خفیہ پیغام پکڑا تھا پھر اسرائیلی حدود کے اندر سے بھیجا جانے والا جوابی پیغام بھی پکڑ لیا۔ پھر جدید ترین آلات کی مدد سے یہ پتہ بھی چلا لیا گیا کہ جوابی پیغام دو میل کے دائرے کے اندر سے بھیجا گیا تھا۔ یہ جوابی پیغام بیقل ہام کے نواح سے بھیجا گیا تھا۔ شین بیتھ نے اس علاقے میں رہنے والے تمام مشتبہ افراد کے نام کمپیوٹر کو فیڈ کر دیئے تھے اور اس کے ساتھ ہی آدھی رات کے بعد پورے علاقے کو فوج کی مدد سے گھیرے میں لے لیا گیا تھا۔ اب سے دو گھنٹے پہلے جیریکو کی طرف جانے والی سڑک کے کنارے اس مکان کا پتا چلا لیا گیا تھا جو مشرقی یروشلم میں رہنے والے ایک نوجوان سنار کے والدین کی ملکیت تھا۔ اس مکان سے ایک ریڈیو ٹرانسمیٹر کے علاوہ یروشلم کے نقشے اور بھاری اسلحہ بھی برآمد ہوا تھا۔ شین بیتھ نے عدنان کوگلو نامی ایک ترک سیاح کو بھی حراست میں لے لیا تھا۔ عدنان نے فوراً ہی اعتراف کر لیا کہ آج بروز جمعہ جرمیاح کو قتل کیا جانے والا تھا۔ عدنان کے بیان کے مطابق اس کے چھ دوسرے ساتھی اس منصوبے پر عمل کرنے کے لئے گزشتہ رات ہی اڈے سے رخصت ہو گئے تھے۔ جرمیاح کو آج سورج غروب ہونے سے پہلے ہر صورت میں قتل کر دیا جانا تھا۔

جرمیاح دل ہی دل میں اپنے آدمیوں کی حماقت پر تاؤ کھا رہا تھا۔ ملر انہیں بے وقوف بنانا چاہتا تھا اور وہ جو کچھ چاہتا تھا اس کے آدمی وہی کر رہے تھے۔ وہ سوچ رہا تھا کہ شین بیتھ والے اپنے دماغ سے کام کیوں نہیں لے رہے۔ گزشتہ روز کیتھی سے اس کی گفتگو ہوئی تھی۔ کیتھی کو اس کے نظریات سے اتفاق تھا لیکن ظاہر ہے کیتھی کو کوئی فیصلہ کرنے کی کوئی اتھارٹی حاصل نہیں تھی۔ وہ سوچ رہا تھا کہ راتھ کو کیا ہو گیا تھا اور اویزر نے آنکھوں پر پٹی کیوں باندھ رکھی تھی۔ انہیں بیروت اور بیقل ہام کے درمیان پیغام سے سمجھ لینا چاہئے تھا کہ ملر انہیں بے وقوف بنا رہا ہے۔ اس قسم کے پیغامات عین وقت پر ریڈیو ٹرانسمیٹر سے جاری نہیں کئے جاتے بلکہ ایسے پروگراموں کے لئے تاریخ اور وقت تو

بہت پہلے سے طے کر لیا جاتا ہے۔ ریڈ سگنل صرف اس صورت میں استعمال کیا جاتا ہے جب کوئی مشن منسوخ کر دیا گیا ہو اور پھر وہ جوابی پیغام! یہ تو نہایت ہی احمقانہ بات تھی۔ اتنا تو وہ بھی جانتے تھے کہ یہ طریقہ خودکشی کے مترادف ہوتا ہے۔ ملر کو یقین تھا کہ اس طرح پیغامات کے تبادلے سے موساد والے چند گھنٹوں کے اندر اندر ان کے ٹھکانے کا پتا چلا لیں گے۔

ملر کا چہرہ جرمیاح کی آنکھوں کے سامنے گردش کر رہا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ ملر اس وقت کہاں ہو گا؟ اسے یقین تھا کہ ملر اس وقت یروشلم میں موجود تھا اور اپنے انتقامی منصوبے کی تیاری میں مصروف تھا لیکن سوال تو یہ تھا کہ وہ کہاں تھا اور اس کا منصوبہ کیا تھا؟

جرمیاح یہ سب کچھ سوچ ہی رہا تھا کہ دروازے پر دستک ہوئی اور اس کا ایک بھاری بھرکم محافظ اندر داخل ہوا۔

"آج کے اخبار جناب!" اس نے اخباروں کا پلندہ میز پر رکھ دیا۔

"شکریہ بورس!" جرمیاح نے کہتے ہوئے اسرائیل کا سب سے زیادہ پاپولر اخبار مارٹنر اپنے سامنے میز پر پھیلا لیا۔ وہ اس امید پر اخبار کی سرخیوں پر نظر دوڑاتا رہا کہ شاید اسے اس معمے کا کوئی حل نظر آ جائے۔ اخبار کی شہ سرخی پولینڈ کو روس کی ایک دھمکی سے متعلق تھی۔ دوسری ہیڈ لائن مصری اور اسرائیلی وزرائے خارجہ کی ایک میٹنگ سے متعلق تھی۔ اس میں کیمپ ڈیوڈ سمجھوتے پر گفتگو میں کچھ زیادہ پیش رفت نہیں ہوئی تھی۔ جرمیاح اخبار اٹھانے ہی لگا تھا کہ اس کی نظریں ایک چھوٹی سی خبر پر جم کر رہ گئیں۔

"پوپ جان پال دوئم آج یروشلم کے مقدس مقامات کا ذاتی دورہ کر رہے ہیں۔"

یہ سرخی پڑھتے ہی جرمیاح جیسے اپنی جگہ پر منجمد ہو کر رہ گیا۔ ٹوٹی ہوئی کڑیاں بڑی تیزی سے قریب آتے ہوئے اس کے ذہن میں ایک خوفناک شکل اختیار کرنے لگیں۔ پوپ مقدس مقامات کی زیارت' یروشلم .... "مجھے ایک یہودی کی ضرورت ہے۔ آخری انتقام۔" .... کیا یہ منصوبہ ہو سکتا ہے؟ لیکن کیسے؟ ملر کو پوپ کے دورے کی تاریخ کا پتہ کیسے چلا ہو گا؟ وزیراعظم نے کیا کہا تھا؟ پوپ کے دورے کی تاریخ کو آخری لمحوں تک خفیہ رکھا گیا تھا لیکن کسی نہ کسی کو اس تاریخ کا علم ضرور تھا۔ اگر یہاں نہیں تو روم میں .... کروزی .... اس نام پر جرمیاح اچھل پڑا۔ ملر ایک بار پھر اسے رنگ

کے ایک کونے میں لے جانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ وہ خوفناک حادثہ اب کسی بھی لمحہ رونما ہو سکتا تھا۔ اب اس کے پاس وقت نہیں رہا تھا۔ ممکن ہے اسے پہلے ہی بہت تاخیر ہو چکی ہو۔ اس خوفناک حقیقت کا احساس ہوتے ہی وہ کانپ اٹھا۔ اسے اپنی رگوں میں خون منجمد ہوتا ہوا محسوس ہونے لگا۔ اس کا ہاتھ خود بخود ٹیلی فون کے ریسیور کی طرف بڑھ گیا۔

☆======☆======☆

وہ شخص' جسے موت کے گھاٹ اتارا جانے والا تھا' اس نے رات کا بیشتر حصہ عبادت میں گزارا۔ اس نے سادہ سا لبادہ اور سر پر کپڑے کی گول چھوٹی سی ٹوپی پہن رکھی تھی جو اس کی کھوپڑی سے چپکی ہوئی تھی۔

کارل وٹسلائر کئی گھنٹوں تک بیقل ہام چرچ کی ایک کوٹھری میں سجدے میں گرا زیر لب عبادتی کلام پڑھتا رہا۔ پھر جیسے ہی پو پھٹی وہ سجدے سے اٹھ گیا۔ ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی اور پھر لبادہ اتار کر اس بیسن کے قریب آ گیا جس میں برف جیسا ٹھنڈا پانی آ رہا تھا۔ یہ پانی ایک قدرتی چشمے کا تھا جو پائپ لائن کے ذریعے اس چرچ تک پہنچایا گیا تھا۔ منہ ہاتھ دھونے کے بعد وہ اپنا وہ مخصوص لباس پہننے لگا جو زیارات کی غرض سے ساتھ لے کر آیا تھا۔ سب سے پہلے اس نے لمبی آستین کی قمیض پہنی جو ویٹیکن کے خاص درزی نے اس کے لئے تیار کی تھی۔ قمیض کے اوپر اس نے سفید اونی لبادہ پہن لیا۔ پھر سونے کی باریک سی چین سے منسلک چھوٹی سی صلیب گلے میں لٹکا لی۔ پیروں میں سرخ ساٹن کے دو سلیپر پہن لئے جن پر سونے کی تاروں سے کشیدہ کاری کا کام بنا ہوا تھا۔ سردی اگرچہ خاصی تھی لیکن اس نے لبادے کے نیچے اپنا وہ کارڈیگن نہیں پہنا تھا جو عام طور پر سردیوں میں پہنا کرتا تھا۔

تیار ہونے کے بعد اس نے چاندی کے دستے والی وہ واکنگ اسٹک اٹھالی جس پر سنہری صلیب بنی ہوئی تھی۔ کمرے کے باہر اس کا پرائیویٹ سیکرٹری اور پروگرام سیکرٹری اس کے منتظر تھے۔ انہوں نے جھک کر اس کے ہاتھوں کو بوسا دیا۔ بوڑھے کی انگلیوں میں پڑی ہوئی انگوٹھیوں کے نگینے ہاتھ کی حرکت سے جگمگا رہے تھے۔ ان سے آگے پادریوں کا ایک اور گروپ تھا انہوں نے بھی جھک کر اس کے ہاتھ کو بوسا دیا۔

"اس طرف تشریف لایئے؟" اس کے پرائیویٹ سیکرٹری نے ایک طرف اشارہ کیا

اور وہ لوگ اس ہال میں داخل ہو گئے جہاں صبح کی عبادت کا اہتمام تھا۔

عبادت سے فارغ ہو کر وہ چرچ کے صحن میں نکل آیا جہاں ہزاروں پادری' عورتیں اور دوسرے عقیدت مند کئی گھنٹوں سے اس کے انتظار میں کھڑے تھے۔ لوگ اسے دیکھتے ہی خوشی سے چیخ اٹھے۔ ہر طرف سے پوپ پال زندہ باد کے نعروں کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ وہ پوپ جان پال دوم تھا۔

جس جگہ پوپ کھڑا تھا وہاں سے دائیں طرف کچھ فاصلے پر پادریوں کا ایک اور گروہ بھی کھڑا تھا۔ پوپ کو دیکھتے ہی وہ گروہ سنبھے تلے قدم اٹھاتا ہوا آگے بڑھنے لگا۔ ان کی رہنمائی لمبی داڑھی والا ایک بھاری بھرکم پادری کر رہا تھا جس نے سونے کی تاروں والا بروکیڈ کا بھاری لبادہ پہن رکھا تھا۔ اس نے سر پر سونے کا خوبصورت تاج پہن رکھا تھا۔ وہ یونانی آرتھوڈکس یروشلم کا سربراہ تھا جو اپنے ساتھیوں کے ہمراہ پوپ کے استقبال کے لئے آیا تھا۔

پوپ کی خواہش کے مطابق کوئی اہم شخصیات اس سے ملنے کے لئے نہیں آئی تھیں۔ روم میں اسرائیلی سفیر سے بات چیت کے دوران پہلے ہی طے ہو چکا تھا کہ سرکاری طور پر پوپ کے اس دورے کی تشہیر نہیں کی جائے گی۔ یہ بھی طے پایا تھا کہ مقدس مقامات کی زیارت کے بعد پوپ کی اسرائیلی وزیراعظم اور صدر سے مختصر سی میٹنگ ہو گی۔ گزشتہ رات بن گورین ایئرپورٹ پر پوپ کا استقبال کرتے ہوئے اسرائیل کے مذہبی امور کے وزیر نے بتایا تھا کہ اس دورے کے تمام انتظامات پوپ کی ہدایات کے مطابق ہی کئے گئے ہیں۔ پوپ نے اسرائیلی حکومت سے یہ درخواست بھی کی تھی کہ یروشلم میں اس کے دورے کے دوران پولیس یا حفاظتی فورس تعینات نہ کی جائے۔ پوپ نے ویاڈولوروسا سے گول گوتھا تک پیدل جانے کے لئے اس راستے کا انتخاب کیا تھا جہاں سے حضرت عیسیٰ کو مصلوب کیا گیا تھا۔ بیس صدیاں پہلے حضرت عیسیٰ کو گلے میں صلیب ڈال کر تشدد کرتے ہوئے جن راستوں پر لے جایا گیا تھا ان راستوں پر وہ شاہانہ انداز میں کیسے چل سکتا تھا۔ کچھ ہی عرصہ پہلے سینٹ پیٹر اسکوائر میں اس پر قاتلانہ حملہ ہو چکا تھا اس کے باوجود اس نے سیکورٹی والوں کی باتوں پر کان دھرنے کی ضرورت محسوس نہیں کی تھی۔ اس نے یہ تجویز بھی مسترد کر دی تھی کہ اس کی آمد کے موقع پر سڑکوں پر بیریئر لگا کر لوگوں کو اس سے دور رکھا جائے۔ اس کے برعکس وہ عام لوگوں میں گھل مل جانا چاہتا تھا۔

اس کے دوروں پر عام طور پر اخباری نمائندوں کی ایک بڑی تعداد بھی اس کے ساتھ جایا کرتی تھی لیکن اس دورے پر وہ کسی اخبار نویس کو اپنے ساتھ نہیں لایا تھا۔ یہ وجہ تھی کہ اس کے اس دورے کو بھی آخری لمحوں تک خفیہ رکھا گیا تھا۔ جب اس کا مختصر سا جلوس عمریہ کالج کے سامنے پہنچا' یہیں سے مقدس مقامات کی زیارات کا سفر شروع ہونے والا تھا' تو پادریوں اور اس کے عقید تمندوں کے متعدد گروپ اس کے استقبال کے لئے تیار کھڑے تھے۔

پرانے شہر کی سڑکیں بھی پُرہجوم تھیں۔ جیسے ہی لوگوں کو یہ پتا چلا تھا کہ پوپ یروشلم میں آیا ہوا ہے لوگ ہزاروں کی تعداد میں گھروں سے نکل آئے تھے۔ اس کے راستے میں واقع مکانوں اور دیگر عمارتوں کی چھتوں پر بھی لوگ جمع تھے۔ عمریہ کالج کا وسیع و عریض میدان لوگوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ یہی وہ مقام تھا جہاں دو ہزار سال پہلے پونٹس پیلٹ نے حضرت عیسیٰ کو موت کی سزا کا حکم سنایا تھا اور ان کے گلے میں بھاری صلیب ڈال کر گول گوتھا تک لے جایا گیا تھا۔ یہاں پوپ نے مختصر سی دعا مانگی اور جلوس آگے بڑھنے لگا۔ ہجوم بھی اس کے پیچھے آہستہ آہستہ چل رہا تھا۔

پوپ راستے کی تیسری منزل پر رک گیا اور آنکھیں بند کر کے دعا مانگنے لگا۔ یہی وہ موقع تھا جب لوگوں کو دھکے دے کر آگے بڑھتی ہوئی میرین نے پہلی مرتبہ پوپ کی ہلکی سی جھلک دیکھی تھی۔ وہ صبح سے مائیکل کی تلاش میں یروشلم کی گلیوں اور سڑکوں پر گھوم رہی تھی۔ سڑکوں پر ہجوم بڑھ رہا تھا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ لوگ اس طرح ہجوم در ہجوم سڑکوں پر کیوں جمع ہو رہے تھے۔ بالآخر ایک جگہ تین ادھیڑ عمر عورتوں کو باتیں کرتے ہوئے اس نے سن لیا۔ ان عورتوں کی باتوں سے پہلی مرتبہ میرین پر یہ انکشاف ہوا کہ پوپ یروشلم میں مقدس مقامات کی زیارت کے لئے آیا ہوا ہے۔ یہ سنتے ہی میرین کے جسم میں سنسنی کی لہر دوڑ گئی تھی۔ پوپ کو تلاش کر کے اس کی زندگی بچانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ وہ لوگوں سے راستہ پوچھتی ہوئی آگے بڑھتی رہی پھر دوڑنے لگی اور جب لوگوں کے ہجوم کے باعث چلنا مشکل ہو گیا تو وہ سامنے آنے والے ہر شخص کو دھکے دیتی ہوئی اپنے لئے راستہ بنانے لگی۔ بالآخر وہ ڈولوروسا تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئی۔ دوڑتے ہوئے اس کی شال بھی راستے میں گر گئی تھی لیکن اس نے پرواہ نہیں کی تھی۔ اسے اگر فکر تھی تو صرف اور صرف پوپ کی۔ اب جبکہ اس نے پوپ کی ایک جھلک دیکھ

لی تھی وہ آگے بڑھنے کے لئے پہلے سے بھی زیادہ قوت آزمائی کرنے لگی تھی لیکن اسے راستہ نہیں مل رہا تھا۔ "مجھے راستہ دو......... خدا کے لئے مجھے آگے بڑھنے دو........." وہ چیخ رہی تھی لیکن شاید کسی کو اس کی چیخوں کی بھی پرواہ نہیں تھی۔ ایک جگہ اسے رک جانا پڑا۔ ایک عورت بے ہوش ہو کر گر پڑی تھی اور دو تین آدمی اسے اٹھا کر ایک طرف لے جانے کی کوشش کر رہے تھے۔ میرین بھی رک کر سوچنے لگی کہ شاید اس کی جدوجہد کا کوئی فائدہ نہ ہو اگر وہ کسی طرح پوپ تک پہنچنے میں کامیاب ہو بھی گئی تو کیا کرے گی۔ پوپ کو کس طرح بتائے گی کہ اس کی جان خطرے میں ہے اور پھر ظاہر ہے ملر بھی اس ہجوم میں موجود نہیں ہو گا۔ اگر اس نے ہجوم میں آ کر پوپ پر حملہ کرنے کی کوشش کی تو وہ خود بھی زندہ نہیں بچ سکے گا۔ ظاہر ہے وہ اتنا بے وقوف نہیں تھا لیکن سوال یہ پیدا ہوتا تھا کہ وہ اس وقت کہاں تھا' مائیکل کہاں تھا؟ وہ زندہ تھا یا ملر نے اسے ختم کر دیا تھا؟ وہ اس سے زیادہ نہ سوچ سکی اور ایک بار پھر لوگوں کو دھکے دیتے ہوئے آگے بڑھنے کی کوشش کرنے لگی۔

ویاڈولورسا کے دوسری طرف پوپ کے جلوس کو دیکھتے ہوئے جرمیاح کچھ ایسی ہی کیفیت سے دوچار تھا۔ چار مسلح محافظوں نے جرمیاح کو گھیرے میں لے رکھا تھا۔ جرمیاح بھی میرین کی طرح بڑی بے دردی سے لوگوں کو دھکیلتا ہوا آگے بڑھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ جرمیاح بڑی مشکل سے ہوٹل سے نکلنے میں کامیاب ہو سکا تھا۔ محافظوں نے اس شرط پر اسے ہوٹل سے نکلنے کی اجازت دی تھی کہ وہ بھی اس کے ساتھ چلیں گے لیکن ان کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ پوپ کی حفاظت کس طرح کر سکیں گے۔ سڑک کے دونوں طرف بلند عمارتیں تھیں۔ کوئی گولی کسی بھی طرف سے آ سکتی تھی۔ اس کے باوجود جرمیاح اور اس کے آدمی عمارتوں کی کھڑکیوں اور بالکونی کی طرف دیکھ رہے تھے۔ شاید کسی کھڑکی میں رائفل کی بیرل نظر آ جائے یا کوئی مشتبہ چہرہ دکھائی دے جائے لیکن ابھی تک وہ ایسی کوئی مشتبہ چیز نہیں دیکھ سکے تھے۔

جرمیاح کو جیسے ہی پوپ کی زندگی کے خطرے کا احساس ہوا تھا اس نے پولیس اور شین بیتھ کو الرٹ کر دیا تھا۔ ان لوگوں نے بھی وعدہ کیا تھا کہ ان دونوں سیکورٹی ایجنسیوں کا جو بھی آدمی دستیاب ہو گا اسے مطلوبہ مقام کی طرف بھیج دیا جائے گا۔ اسے یہ بھی معلوم ہو گیا تھا کہ ایموس ہیفنر اور اینٹی ٹیررسٹ اسکواڈ کے آدمی بھی تل ابیب سے

یہاں پہنچ رہے تھے لیکن جرمیاح سوچ رہا تھا کہ تنگ سی گلیوں میں انسانوں کے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر میں سیکورٹی ایجنسیاں کر بھی کیا سکتی تھیں۔ گولی کسی بھی طرف سے آ سکتی تھی۔ پوپ کو بچانے کا واحد طریقہ یہی تھا کہ اسے کھلی جگہ سے ہٹا کر کسی محفوظ مقام پر پہنچا دیا جائے لیکن ایسا بھی نہیں کیا جا سکتا تھا کہ وہ چاروں طرف نگاہ رکھیں اور کسی مشکوک آدمی کو دیکھتے ہی اس پر جھپٹ پڑیں۔ پولیس اور شین بیتھ کے ایجنٹ واکی ٹاکی پر ایک دوسرے سے رابطہ رکھے ہوئے تھے۔

دوسری طرف گول گوتھا کے مقام پر چرچ آف ہولی سپولکر کے عین سامنے چھوٹے سے کمرے میں ملر پوپ کے جلوس کی آمد کا انتظار کر رہا تھا۔

☆======☆======☆

الفریڈ ملر کھڑکی کی اندرونی سل پر رکھی ہوئی ریمنگٹن ایکس پی ہنڈرڈ رائفل کو اس طرح پیار سے سہلا رہا تھا جیسے یہ اس کی زندگی کی عزیز ترین شے ہو۔ اس پستول کو ری اسمبل کرنے کے بعد اچھی طرح چیک کر لیا گیا تھا۔ سائٹ بھی ایڈجسٹ کر لی گئی تھی اور چیمبر میں فائر بال گولی بھی بدل گئی تھی اور اب یہ پستول استعمال کے لئے بالکل تیار تھا۔

ملر نے پیچھے مڑ کر مائیکل گورڈن کی طرف دیکھا جو دہشت زدہ سی نگاہوں سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ مائیکل ایک کرسی سے بندھا ہوا تھا۔ اس کے دونوں ہاتھ بھی کرسی کی پشت پر بندھے ہوئے تھے اور منہ میں کپڑا ٹھنسا ہوا تھا۔ ملر گھوم کر کرسی کی پشت پر آ گیا اور جھک کر مائیکل کے کندھے کے اوپر سے کھڑکی کی طرف دیکھنے لگا۔ اس جگہ سے مائیکل کھڑکی سے باہر ہولی سپولکر کے چرچ اور اس کے سامنے چوراہے کو بخوبی دیکھ سکتا تھا۔ یہاں سے اینٹوں کا وہ چبوترہ بھی نظر آ رہا تھا جہاں سے پوپ پال دوئم کو کھڑے ہو کر عبادت کرنا تھی۔ عبادت کرتے ہوئے پوپ کا سینہ یہاں سے بالکل سامنے ہوتا اور ریمنگٹن سے نکلی ہوئی گولی کسی رکاوٹ کے بغیر اس کے سینے میں اتر جاتی۔

"بہت خوب!" ملر نے مائیکل کے کان میں سرگوشی کی۔ "تمہاری سیٹ بہت اچھی ہے۔ تم یہاں بیٹھے بیٹھے سب کچھ دیکھ سکو گے۔" مائیکل اس حقیقت سے بے خبر تھا کہ پوپ کی موت کے چند سیکنڈ بعد اسے بھی مرجانا تھا۔ اس کی موت کچھ ایسے واقع ہو گی جس سے یہ تاثر ملتا کہ مائیکل ہی نے قتل کیا تھا لیکن سزا کی اذیت سے بچنے کے لئے اس نے خودکشی کر لی تھی۔ ملر بہت خوش تھا۔ سنسنی اور خوشی کی ملی جلی کیفیت نے اس کے

چہرے پر عجیب سے تاثرات پیدا کر دیئے تھے۔ اب تک اس کے منصوبے پر بڑی کامیابی سے عمل درآمد ہوا تھا۔ ہر چیز اس کے پلان کے عین مطابق ہوئی تھی۔ مزید آدھے گھنٹے یا ممکن ہے اس سے بھی کم وقت میں اس کے منصوبے کا آخری مرحلہ بھی پایہ تکمیل کو پہنچنے والا تھا۔ اس کا انتقام پورا ہونے میں کچھ ہی دیر باقی تھی۔

منصوبے کے شروع سے اب تک اسے کوئی رکاوٹ پیش نہیں آئی تھی۔ آج صبح جب وہ مائیکل کے مکان پر پہنچا تو وہ باہر ہی کھڑا اس کا انتظار کر رہا تھا۔ اس نے مائیکل کو بتایا تھا کہ آج یروشلم کا امن مارچ ہونے والا ہے۔ مائیکل نے آنکھیں بند کر کے اس کی بات کا یقین کر لیا تھا۔ اس میں شبہ نہیں تھا کہ آج جمعہ تھا۔ مسلمانوں کی عبادت کا دن۔ ملر نے پیرس ہی میں مائیکل کو سمجھا دیا تھا کہ جمعہ کی صبح کو مسلمان یروشلم کی مساجد سے ہجوم در ہجوم باہر نکلیں گے تو امن مارچ شروع ہو جائے گا۔

اس کمرے میں پہنچ کر مائیکل کو قابو کرنے میں بھی اسے کوئی دشواری پیش نہیں آئی۔ وہ یہ بہانہ کر کے مائیکل کو کمرے میں لایا تھا کہ ممکن ہے اسے دیکھ کر مکان کے مالک کوئی اعتراض کریں۔ اگر مائیکل ساتھ ہو گا تو وہ کوئی اعتراض نہیں کر سکیں گے۔ ملر نے یہ بھی کہا تھا کہ اسے کمرے میں چھوڑنے کے بعد مائیکل یہودی ڈیفنس لیگ میں واپس چلا جائے گا تاکہ لیگ کے جوشیلے نوجوان اگر کوئی خطرناک منصوبہ بنائیں تو وہ واپس آ کر ملر کو اطلاع دے سکے۔

وہ چوراہا دراصل ہولی سپولکر چرچ کے کمپاؤنڈ کا ایک حصہ ہی تھا جس کے اطراف میں گیٹ لگے ہوئے تھے۔ رات کو یہ گیٹ بند کر دیئے جاتے اور صبح سورج نکلنے کے ساتھ ہی کھول دیئے جاتے۔ آج جب گیٹ کھلا تو بعض دوسرے لوگوں کے ساتھ وہ دونوں بھی الگ الگ گیٹ میں داخل ہوئے تھے۔ ملر کو یہ جان کر خوشی ہوئی تھی کہ چرچ کے ایک یونانی پادری نے مائیکل کو اندر داخل ہوتے ہوئے دیکھ لیا تھا جبکہ خود اس پر کسی نے توجہ نہیں دی تھی کیونکہ وہ ایک پادری کے بھیس میں تھا۔ چرچ کا چوراہا عبور کرنے کے بعد وہ اس عمارت کے گیٹ پر ملے تھے جہاں کمرہ حاصل کیا گیا تھا مائیکل پہلے سیڑھیوں پر چڑھا تھا اور دو سیکنڈ بعد ملر نے اس کی تقلید کی تھی۔ کسی نے ان دونوں کو کمرے میں داخل ہوتے ہوئے نہیں دیکھا تھا اس کے بعد سب کچھ بہت آسان ثابت ہوا تھا۔ مائیکل کے لئے ملر کا حملہ قطعی غیر متوقع تھا۔ ملر نے بڑی پھرتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے پشت پر آ کر پہلے مائیکل کی

گردن پر ترچھے ہاتھ کا وار کیا وہ جیسے ہی نیچے گرا ملر نے بڑی پھرتی سے اسے کرسی سے باندھ کر اس کے منہ میں کپڑا ٹھونس دیا تھا۔ وہ رسی اور ضرورت کی ہر چیز اپنے ساتھ لے کر آیا تھا۔ اس مشن کی تکمیل کے سلسلے میں اس کے الفتح کے ساتھیوں نے اس کے ساتھ بھرپور تعاون کیا تھا۔ یروشلم میں آنے کے بعد اسے ایک خفیہ مکان سے ریمنگٹن والا بریف کیس اور عبرانی زبان میں لکھا ہوا ایک خط بھی مل گیا تھا جس پر مائیکل کے دستخط بھی موجود تھے۔ وہ خط ایک سربمہر لفافے میں تھا۔ لفافہ کھولنے سے پہلے اس نے بہت اچھی طرح اس کا جائزہ لے لیا تھا۔ اسے یقین ہو گیا تھا کہ اس کے ہاتھ میں آنے سے پہلے مہر کو کھولنے کی کوشش نہیں کی گئی تھی۔ سب سے بڑی بات یہ تھی کہ یروشلم میں ملر اور الفتح کے کسی آدمی کا بالمشافہ رابطہ نہیں ہوا تھا۔ ان میں سے کسی نے ملر کو نہ تو اس خفیہ مکان میں داخل ہوتے دیکھا تھا اور نہ ہی انہیں یہ معلوم ہو سکا تھا کہ سیاہ رنگ کے اس بریف کیس میں یا سربمہر لفافے میں کیا تھا۔ ملر کو یقین تھا کہ وہ لوگ اسے دیکھ بھی نہیں سکیں گے کیونکہ کل صبح جب وہ لوگ دوبارہ اس مکان میں آئیں گے تو اس وقت ملر پادریوں کے گروہ کے ساتھ اسرائیل سے جا چکا ہو گا۔ اسرائیلی امیگریشن آفیسر پادریوں کے معاملے میں بڑے ہمدرد ثابت ہوئے تھے۔ اس سارے معاملے میں صرف پیٹرک کی بہن میرین کی گمشدگی ہی اس کے لئے مسئلہ بنی ہوئی تھی۔ روم سے واپس آنے کے بعد اس نے میرین کو پیرس میں تلاش کرنے کی کوشش کی تھی مگر کامیاب نہیں ہو سکا تھا۔ ممکن ہے پیٹرک کو غائب پا کر وہ خوفزدہ ہو گئی ہو اور کسی کو کچھ بتائے بغیر آئرلینڈ فرار ہو گئی ہو۔ بہرحال، ملر کو یقین تھا کہ میرین اس کے لئے کسی قسم کی رکاوٹ یا خطرہ نہیں بن سکتی تھی۔

مائیکل نے سر کو حرکت دینے کی کوشش کی مگر کامیاب نہیں ہو سکا۔ اس کے برعکس تکلیف کے باعث کپڑا ٹھنسا ہوا ہونے کے باوجود اس کے منہ سے کراہ سی نکل گئی۔

”تکلیف محسوس کر رہے ہو یہودی کے بچے!“ ملر کے حلق سے غراہٹ سی نکلی۔

”شاید یہ جاننا چاہتے ہو کہ کیا ہونے والا ہے۔ کیوں نہیں، میں تمہیں ضرور بتاؤں گا۔ تم سب کچھ جاننے کے مستحق ہو۔ آج کے بعد دنیا صرف اور صرف تمہیں یاد رکھے گی۔ تمہارا نام تاریخ میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو جائے گا۔ اب سے دو گھنٹوں بعد دنیا کے ہر شخص کے ہونٹوں پر تمہارا ہی نام ہو گا کیونکہ تم خدا کے نائب کو قتل کرنے والے ہو۔

زمین پر خدا کے نائب کا یہ دوسرا قتل ہو گا۔ سن رہے ہو نا؟ میں تمہاری غلیظ قوم سے اپنا انتقام لینے کے لئے تمہیں استعمال کرنے والا ہوں۔ یہ میرا یہودیوں سے آخری انتقام ہو گا۔"

ملر گہرے گہرے سانس لے رہا تھا۔ جو الفاظ طویل عرصے سے اس کے سینے میں دبے ہوئے تھے وہ اب آہستہ آہستہ اس کے ہونٹوں پر پھسل رہے تھے۔ "یہ میرا آخری انتقام ہو گا۔" وہ کہہ رہا تھا۔ "اس کے ساتھ ہی یہودیوں کو بھی صفحہ ہستی سے مٹانے کی کارروائی شروع ہو جائے گی۔ پوری دنیا میں تم لوگوں کو چن چن کر موت کے گھاٹ اتار دیا جائے گا۔ تم لوگوں کو دنیا کے کسی گوشے میں پناہ نہیں ملے گی۔ تمہاری قوم کے ہر فرد کو سڑکوں پر گھسیٹا جائے گا لیکن کوئی مدد کو نہیں آئے گا۔" اس نے دونوں ہاتھ مائیکل کے کندھوں پر رکھ دیئے۔ "تمہیں دوسری جنگ عظیم یاد ہو گی؟ یہودیوں کو چن چن کر ہلاک کیا جا رہا تھا۔ اس وقت کچھ لوگوں نے تم لوگوں کو پناہ دے دی تھی لیکن اب گندے یہودیوں کو کوئی پناہ نہیں دے گا۔" وہ چند لمحوں کو خاموش ہوا پھر بات جاری رکھتے ہوئے بولا۔ "مائیکل! تم باہر چوراہے پر لوگوں کا ہجوم دیکھ رہے ہو؟ یہ لوگ کسی کا انتظار کر رہے ہیں۔ پوپ کا انتظار۔ زمین پر خدا کے نائب پوپ جان پال کا انتظار! وہ اس طرف آنے کے لئے روانہ ہو چکا ہے۔ وہ یہاں رک کر عبادت کرے گا۔" اس نے ایک ہاتھ سے چوراہے کی طرف اشارہ کیا۔ اس کی انگلی ہولے ہولے کپکپا رہی تھی۔ "وہ اس جگہ رک کر عبادت کرے گا جہاں دو ہزار سال پہلے عیسیٰ کو سولی پر لٹکایا گیا تھا لیکن اب سولی نہیں ہو گی۔ میرے پاس دنیا کا بہترین ہتھیار ریمنگٹن موجود ہے۔ میں اسے شوٹ کروں گا۔ اسے موت کی نیند سلانے کے لئے صرف ایک گولی کی ضرورت ہو گی۔ جو اس کے دل میں اتر جائے گی۔ میرا نشانہ خطا نہیں جائے گا۔ میرا نشانہ کبھی خطا نہیں جاتا۔ اس مرتبہ تو میں نے بہت ریہرسل کر رکھی ہے۔" وہ خاموش ہو گیا اس کے ہونٹوں کے گوشوں پر جھاگ جمع ہو گیا تھا۔ اس نے ہاتھ کی پشت سے ہونٹ صاف کئے پھر بات جاری رکھتے ہوئے بولا۔ "پوپ کی موت کے بعد میں تمہیں بھی شوٹ کر دوں گا۔ تمہیں قتل کرنے کے لئے میں یہاں گولی چلاؤں گا۔" اس نے ریمنگٹن کی نال اس کے منہ میں ٹھونسے ہوئے کپڑے پر رکھ کر آہستہ سے دبایا۔ مائیکل تھرا اٹھا۔ "یہ سب کچھ سیکنڈوں میں ہو جائے گا۔ اس کے بعد میں تمہاری بندشیں کھول کر اطمینان سے یہاں سے رخصت ہو جاؤں گا۔ کوئی مجھے

نہیں دیکھ سکے گا۔ جب پولیس یہاں آئے گی تو انہیں ریمنگٹن پر ہر جگہ تمہاری انگلیوں کے نشان ملیں گے۔ ریمنگٹن تمہارے ہاتھوں میں ہو گی۔ تمہاری انگلی ٹرائیگر پر ہو گی اور ریمنگٹن کا بیرل تمہارے منہ میں' یہ خودکشی کا منظر ہو گا۔ انہیں میز پر سے عبرانی زبان میں لکھا ہوا' خط بھی مل جائے گا۔ تم عبرانی جانتے ہو؟ اگر نہیں بھی جانتے تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ بہت سادہ سا خط ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ میں نے پوپ کو قتل کر دیا ہے۔ یہ یہودی قوم کا سب سے بڑا دشمن تھا۔ اس کی بنائی ہوئی پالیسی پر عمل کرتے ہوئے عیسائی چرچ نے یہودیوں کے ساتھ بڑی ناانصافیاں کی ہیں۔ عیسائیت کے نام پر ہمیں دنیا بھر میں ذلیل و خوار کیا گیا۔ ماضی میں ہماری قوم کا قتل عام کیا گیا اور میں اپنی قوم کی ذلت کا انتقام پوپ کو قتل کر کے لے رہا ہوں۔ اس خط پر تمہارے دستخط ہیں مائیکل گورڈن۔" اس نے خاموش ہو کر ایک گہرا سانس لیا پھر بات جاری رکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"نہیں مائیکل! دنیا کا کوئی شخص اس خط کو جعلی ثابت نہیں کر سکتا۔ تم نے آج تک عبرانی زبان میں کوئی تحریر نہیں لکھی۔ عبرانی میں تمہاری کوئی تحریر نہیں ہے جس سے اس خط کی ہینڈ رائٹنگ کا تجزیہ کیا جا سکے۔ اس لئے پوری دنیا اس خط پر یقین کر لے گی اور یہی سمجھا جائے گا تم نے ہی پوپ کو قتل کیا ہے۔ تمہارے خلاف اور بھی بہت سی شہادتیں جمع ہو جائیں گی۔ تم انتہا پسند یہودی تنظیم ڈیفنس لیگ کے رکن ہو۔ تمہیں عیسائیوں کے خلاف دیواروں پر نعرے لکھتے ہوئے پکڑا بھی جا چکا ہے۔ اگر تمہاری ڈیفنس لیگ کا لیڈر مسجد اقصیٰ کو بم سے اڑانے کی کوشش کر سکتا ہے تو اسی یہودی ڈیفنس لیگ کا ایک جنونی کارکن پوپ کو قتل کیوں نہیں کر سکتا۔"

کرسی پر بندھا ہوا مائیکل بری طرح کسمسا رہا تھا۔ ملر نے جو پلان بنایا تھا وہ واقعی نہایت خوفناک تھا۔

"ذرا سوچو مائیکل تمہاری قوم کے لئے پوپ کی موت کا مطلب کیا ہو گا؟" ملر نے کہا اور مائیکل کے چہرے پر نظریں جما دیں۔ مائیکل کا چہرہ خوف کی شدت سے بالکل سفید ہو رہا تھا۔ ملر نے بات جاری رکھتے ہوئے کہا۔ "دو ہزار سال میں دوسری مرتبہ یہودیوں پر یہ الزام آئے گا کہ انہوں نے زمین پر خدا کے نائب کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ ٹھیک اسی جگہ یہودیوں نے یسوع مسیح کو سولی پر لٹکایا تھا اور دو ہزار سال بعد عین اسی جگہ پر اس کے نائب کو موت کے گھاٹ اتارا جانے والا ہے۔ کیا تم اس سے زیادہ دہشت کی کوئی بات

سوچ سکتے ہو مائیکل؟" وہ خاموش ہو کر کھڑکی سے باہر جھانکنے لگا پھر مائیکل کی طرف مڑتے ہوئے بولا۔ "آج یہاں پوپ کا قتل اس بات کو ثابت کر دے گا کہ دنیا کے تمام یہودی نسل حرام ہیں۔ انہیں اس زمین پر زندہ رہنے کا کوئی حق حاصل نہیں ہے۔ عیسائی دنیا اسرائیل کے ساتھ تعلقات منقطع کر لے گی۔ اسرائیل کو اقوامِ متحدہ سے نکال دیا جائے گا اور پھر دنیا کی کوئی طاقت فلسطینیوں کو اس سرزمین پر قبضہ کرنے سے نہیں روک سکے گی جو دراصل انہی کی ملکیت ہے۔ کوئی ملک اسرائیل کو ہتھیار فروخت نہیں کرے گا اور اسرائیل اس طرح صفحہ ہستی سے مٹ جائے گا کہ دنیا میں کوئی اس کا نام لینے والا نہیں رہے گا۔"

مائیکل دہشت زدہ سی نگاہوں سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس کا دماغ تقریباً مفلوج ہو چکا تھا۔ اس کے اندر سے کوئی آواز کہہ رہی تھی کہ یہ سب کچھ جھوٹ ہے حقیقت سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ وہ بھیانک خواب دیکھ رہا ہے۔ اس کے سامنے کھڑا ہوا ملر بھی محض ایک ہیولہ ہے لیکن وہ حقیقت کو نہیں جھٹلا سکتا تھا۔ ملر کی پشت پر کھڑکی سے نظر آنے والا منظر سو فیصد حقیقت پر مبنی تھا۔ وہاں پر موجود ہزاروں لوگ ہیولے نہیں انسان تھے۔ وہ کون تھے؟ وہاں کس کا انتظار کر رہے تھے۔ اس کے ذہن پر چھائی ہوئی تاریکی بتدریج چھٹنے لگی۔ اسے یاد آگیا کہ چوراہے پر جمع لوگ پوپ کا انتظار کر رہے تھے۔ یہ خواب نہیں سب کچھ حقیقت تھا۔ پوپ کچھ دیر میں یہاں پہنچنے والا تھا۔ کھڑکی کی سل پر رکھا ہوا پستول بھی حقیقی تھا۔ اس کا چمکتا ہوا بیرل اسے حقیقت کا احساس دلا رہا تھا۔ ملر غلط نہیں کہہ رہا تھا۔ وہ اس خوفناک پستول سے پوپ کو قتل کرنے والا تھا۔ دنیا کی کوئی طاقت اسے ایسا کرنے سے نہیں روک سکتی تھی۔ کسی کو علم نہیں تھا کہ ملر جیسا خوفناک قاتل یہاں گھات لگائے بیٹھا تھا۔ اب وہ سوچ رہا تھا کہ کاش! اس نے میرین کی بات مان لی ہوتی۔

مائیکل کے خیال میں ملر نے جو کچھ بھی کہا تھا وہ درست تھا۔ اگر وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا تو ساری دنیا یہودیوں پر ٹوٹ پڑے گی۔ ہر شخص یہودیوں کو نفرت کی نگاہ سے دیکھے گا۔ پوری دنیا میں یہودیوں کا بائیکاٹ کر دیا جائے گا۔ آج جو لوگ یہودیوں کے سب سے بڑے ہمدرد تھے وہ بھی انہیں ٹھوکریں ماریں گے۔

مائیکل کو یاد آ رہا تھا کہ گارڈی لیون ریسٹورنٹ میں ملر نے جب اسے اس منصوبے

کے لئے منتخب کرتے ہوئے یروشلم میں امن مارچ کی کہانی سنائی تھی تو بات کرتے ہوئے اس نے ایک لفظ ادھورا چھوڑ دیا تھا۔ وہ لفظ تھا NOKA دراصل ملر کہنا چاہتا تھا۔ "نو کیتھولک" جس کا مطلب تھا وہ اس مقصد کے لئے کسی عیسائی کو منصوبے میں شامل نہیں کرنا چاہتا تھا۔ ملر کو تو ایک یہودی کی ضرورت تھی اور مائیکل گورڈن یہودی تھا۔

مائیکل ایک بار پھر کسمسانے لگا۔ وہ اپنے جسم کی پوری قوت صرف کر کے اس کی بندشیں ڈھیلی کرنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن بندشیں خاصی مضبوط تھیں۔ وہ اپنی جدوجہد ترک کر کے ملر کی طرف دیکھنے لگا جو ہاتھوں میں دستانے پہن رہا تھا پھر اس نے ریمنگٹن کو خوب اچھی طرح صاف کیا اور مائیکل کے پیچھے آ کر کھڑا ہو گیا۔ ملر نے جیسے ہی مائیکل کی انگلیاں ریمنگٹن پر رکھ کر ان پر دباؤ ڈالا' مائیکل کی ریڑھ کی ہڈی میں سردی کی ایک لہر سی دوڑ گئی۔ پستول پر مائیکل کی انگلیوں کے نشان ثبت ہو گئے تھے۔

چوراہے کی طرف سے جیسے ہی نعروں کا شور گونجا مائیکل کا دل اچھل کر حلق میں آ گیا۔ ملر بڑی تیزی سے کھڑکی کے قریب پہنچ گیا۔ گھات لگائے ہوئے اس نے پستول سیدھا کر لیا۔

☆======☆======☆

"جرمیاح! میرا ان سے رابطہ قائم ہو گیا ہے۔ میں نے دونوں فریکوئنسی پر بات کی ہے۔" شین بیتھ کے ایجنٹ بورس نے بتایا۔ وہ لوگ ابھی تک ہجوم میں پھنسے ہوئے تھے اور انہیں آگے بڑھنے کا راستہ نہیں مل رہا تھا۔

"بات کس سے ہوئی ہے؟" جرمیاح نے پوچھا اس کا چہرہ پسینے میں تر ہو رہا تھا۔

"پولیس ہیڈ کوارٹرز کی اسپیشل برانچ سے۔ انہوں نے اپنے تمام ریزرو جوان بھیج دیئے ہیں۔ جن میں پچاس بارڈر سیکورٹی کے آدمی اور سادہ لباس والے بھی شامل ہیں۔ ان سے کیا کہوں؟"

"یہ مجھے دو۔" جرمیاح نے واکی ٹاکی کی طرف ہاتھ بڑھا دیا۔

"ہمارا کوڈ ہے........"

"کوڈ کی پرواہ مت کرو۔" جرمیاح نے ریسیور اس کے ہاتھ سے چھین لیا اور ٹرانسمشن کا بٹن دباتے ہوئے بولا۔ "کیا تم میری آواز سن رہے ہو؟"

"ہاں آواز بالکل صاف آ رہی ہے۔" جواب ملا۔

"میں جرمیاح پیلڈ بول رہا ہوں۔" جرمیاح ہر قسم کی احتیاط بالائے طاق رکھتے ہوئے بولا۔ "ہمارا مہمان ہولی سپولکر پہنچنے والا ہے۔ خطرہ دو مقامات پر ہو سکتا ہے ایک تو چرچ والا چوراہا۔ یہ کھلی جگہ ہے۔ اس کے چاروں طرف بلند عمارتیں ہیں! یا پھر چرچ کا اندرونی حصہ جہاں ہمارے مہمان کے سفر کی باقی پانچ منزلیں ہیں۔ ہو سکتا ہے وہاں کسی ستون کے پیچھے کوئی آدمی چھپا ہوا ہو۔ کیا تم میری آواز سن رہے ہو؟"

"یس سر!" دوسری طرف سے جواب ملا۔

"چوراہے کے آس پاس ہر بلڈنگ پر پولیس کے آدمی موجود ہونے چاہئیں۔ مسجدوں کے مینار' عمارتوں کی بالکونیاں اور کسی چرچ کی چھت خالی نہیں ہونی چاہئے۔"

"لیکن اپنے آدمیوں کو ان عمارتوں کے اندر کیسے بھیجا جائے گا؟"

"مجھے اس سے غرض نہیں ہے کہ تم کیا طریقہ اختیار کرتے ہو۔ میں نے جو مقامات بتائے ہیں وہاں پولیس کا ہونا ضروری ہے۔" جرمیاح دھاڑا۔ "اگر ضروری ہو تو انہیں پادریوں کے لباس پہنا دو۔ اس طرح انہیں کوئی نہیں روکے گا۔" جرمیاح نے بٹن آف کرتے ہوئے واکی ٹاکی بورس کے ہاتھ میں تھما دیا۔ "چلو! ہمیں مختصر راستہ اختیار کرتے ہوئے جلد سے جلد سپولکر چرچ پہنچ جانا چاہئے۔"

وہ لوگوں کو دھکے دیتے ہوئے آگے بڑھنے لگے۔ اس وقت پوپ کا جلوس ایک جگہ رکا ہوا تھا۔ یہ وہ جگہ تھی جہاں حضرت عیسیٰ تیسری مرتبہ گرے تھے اور اس جگہ یادگار کے طور پر ایک ستون بنا دیا گیا تھا۔ جرمیاح اور اس کے ساتھی جیسے ہی دوڑتے ہوئے پوپ کے سامنے سے گزرے تمام پادری برہمی سے چیخنے لگے۔ ایک تنگ سے محرابی دروازے سے گزرتے ہوئے جرمیاح کی نظریں ایک دراز قامت لڑکی کی طرف اٹھ گئیں جس نے سفید لباس پہن رکھا تھا اور وہ بھی لوگوں کو دھکے دیتے ہوئے پوپ کی طرف بڑھنے کی کوشش کر رہی تھی۔ اس کے لمبے سنہری بال بکھرے ہوئے تھے اور چہرے پر خوف و ہراس کے تاثرات نمایاں تھے۔

جرمیاح چوراہے پر پہنچ گیا۔ اس کے آدمیوں نے اسے گھیرے میں لے رکھا تھا جرمیاح کی پشت چرچ کی طرف تھی اور وہ گردن اٹھائے سامنے والی عمارتوں کی طرف دیکھ رہا تھا۔ ان عمارتوں میں ایسی بے شمار جگہیں موجود تھیں جہاں سے آزادی سے فائر کیا جا سکتا تھا۔

"پولیس والے ابھی تک نہیں پہنچے۔ مجھے کسی عمارت کی چھت پر پولیس کا کوئی آدمی نظر نہیں آ رہا۔" اس نے بورس کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

بورس نے بائیں طرف سینٹ ابراہیم چرچ کی چھت کی طرف اشارہ کر دیا جہاں ٹوپیاں پہنے پولیس کے آدمی ابھی ابھی نمودار ہوئے تھے۔ جنوب کی طرف سے ایک ہیلی کاپٹر نمودار ہوا تھا جو نیچی پرواز کرتے ہوئے عمارتوں کے اوپر چکر لگا رہا تھا۔ جرمیاح مڑ کر چوراہے کے بائیں طرف دیکھنے لگا۔ جہاں سے لوگوں کے شور کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ پوپ کا جلوس اس طرف پہنچ رہا تھا چند سیکنڈ بعد پوپ بھی قریب پہنچ گیا۔ جرمیاح پوپ کو اپنے سامنے سے گزرتے ہوئے دیکھتا رہا۔ ایک لمحہ کو دونوں کی نظریں ملی تھیں۔ پوپ کی آنکھوں میں عجیب سی چمک تھی۔ جرمیاح کی طرف دیکھتے ہوئے اس کے ہونٹوں پر خفیف سی مسکراہٹ آ گئی تھی۔

"صرف ایک منٹ؟" جرمیاح بڑبڑایا۔ "صرف ایک منٹ کی بات ہے۔ اس کے بعد ہمیں صرف چرچ کے اندر کی فکر ہو گی۔"

پوپ' جو اب تک چرچ کے داخلی دروازے کی طرف جا رہا تھا' اچانک دائیں طرف مڑ گیا۔ اس طرف کھڑے ہوئے لوگ اسے راستہ دینے کے لئے ایک طرف ہٹ گئے۔ جرمیاح کی پیشانی پر شکنیں ابھر آئیں۔

"یہ کہاں جا رہا ہے؟" وہ بڑبڑایا۔

پوپ چوراہے کے مشرقی سرے پر پہنچ کر واپس مڑا اور ایک جگہ رک گیا۔ دو کارڈینل اس کے دائیں بائیں کھڑے ہو گئے۔ وہ چرچ کی دیوار سے چند قدم آگے گول گوتھا کے مقام پر کھڑا تھا۔ یہی وہ جگہ تھی جہاں حضرت عیسیٰ کو مصلوب کیا گیا تھا۔

"آؤ .... ہم سب مل کر دعا کریں۔" پوپ نے لاطینی زبان میں کہا اور دو زانو ہو کر بیٹھ گیا۔ اس کے ساتھ ہی ہزاروں عیسائی گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے جبکہ یہودی اور مسلمان ایک طرف ہٹ گئے تھے۔ جرمیاح نے پوپ کی طرف دیکھا تو اس کا دل اچھل کر حلق میں آ گیا۔ پوپ گھٹنوں کے بل اس طرح بے حس و حرکت بیٹھا تھا کہ اس کا سینہ سامنے کو نکلا ہوا تھا۔ کسی قاتل کے لئے یہ بہترین ٹارگیٹ تھا۔

جرمیاح مڑ کر ایک بار پھر عمارتوں کی چھتوں اور بالکونیوں کا جائزہ لینے لگا اب تقریباً ہر عمارت کی چھت پر سبز ٹوپیاں نظر آ رہی تھیں۔ دفعتاً اس کی نظریں دو کھڑکیوں پر جم

گئیں وہ عمارت چوراہے کے بالکل سامنے تھی۔ ایک کھڑکی سختی سے بند تھی لیکن دائیں طرف والی کھڑکی کھلی ہوئی تھی۔ کھڑکی کے اندر کی طرف تاریکی تھی۔

"وہ کیا ہے؟"

"کوئی پریشانی کی بات نہیں۔ وہ عمارت یونانی چرچ کی ملکیت ہے۔ بالکل محفوظ۔ وہاں سے کوئی خطرہ نہیں ہے۔"

"کیا واقعی محفوظ ہے!؟" جرمیاح کے حلق سے غراہٹ سی نکلی۔ اس کی نظریں تاریک کھڑکی پر جمی ہوئی تھیں۔ دھوپ کی کرنیں کھڑکی تک پہنچ رہی تھیں لیکن اندر کچھ نظر نہیں آرہا تھا۔ دفعتاً کھڑکی کی نچلی سل پر ایک لمحہ کو چمک سی دیکھ کر وہ اچھل پڑا۔

"وہاں!" وہ بری طرح چیخا اور اس سے پہلے کہ اس کے آدمی کچھ سمجھ سکتے وہ اس عمارت کی طرف دوڑ لگا چکا تھا۔ وہ راستے میں آنے والے ہر شخص کو دھکے دیتا ہوا اس عمارت کے دروازے کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اس کے باڈی گارڈ بھی اس کے پیچھے دوڑ پڑے تھے۔ البتہ بورس اپنی جگہ پر کھڑا رہ گیا کیونکہ وہ صورتِ حال سمجھ ہی نہیں سکا تھا۔ وہ دراصل واکی ٹاکی پر ان حریت پسندوں کی گرفتاری کے بارے میں سن رہا تھا جنہیں جرمیاح کے مکان پر حملہ کرتے ہوئے پکڑا گیا تھا۔

چوراہے کی مشرقی دیوار کے قریب' پوپ سے بمشکل تیس گز کے فاصلے پر کھڑی میرین تھر تھر کانپ رہی تھی۔ اس میں نہ تو بیٹھنے کی ہمت تھی نہ قدم آگے بڑھانے کی۔ وہ پوپ کو اس طرح دیکھ رہی تھی جیسے کوئی خواب دیکھ رہی ہو۔ پوپ کو اس طرح بیٹھے دیکھ کر اس کے ذہن میں اچانک ہی وہ تصویر ابھر آئی جو اس نے ملر کے کمرے میں دیکھی تھی اور جس میں عین دل کے مقام پر تین سرخ دائرے بنے ہوئے تھے۔ میرین جانتی تھی کہ وہ لوگ اب پوپ کو شوٹ کرنے والے تھے۔ کسی بھی لمحہ کسی طرف سے آنے والی گولی پوپ کے سینے میں سوراخ کر سکتی تھی۔

اوپر مائیکل کے کمرے میں ملر نے ریمنگٹن پر گرفت جمالی تھی۔ اس کے ہاتھوں میں ذرا سی بھی لرزش نہیں تھی۔ ٹیلی اسکوپک سائٹ کا کراس آہستہ آہستہ پوپ کے جسم پر حرکت کر رہا تھا۔ ملر کی توقع کے عین مطابق پوپ اس جگہ پر تھا جہاں وہ چاہتا تھا۔ فاصلہ اور پوزیشن دونوں بالکل درست تھیں۔ چند افراد کے علاوہ کسی کو یہ علم نہیں تھا کہ پوپ چرچ کے باہر اسی جگہ پر رک کر دعا مانگے گا جن لوگوں کو اس حقیقت کا علم تھا ان میں

آرچ بشپ کروزی بھی شامل تھا جس نے ملر کو بتا دیا تھا۔ یہ معلوم ہونے کے بعد ہی ملر نے چرچ کے سامنے اس کمرے کا انتخاب کیا تھا۔

"نہیں۔" میرین کے سینے میں ایک چیخ سی اٹھی اور وہ دو زانو بیٹھے ہوئے ننوں' پادریوں اور عقیدت مندوں کے درمیان اس طرح پاگلوں کی طرح دوڑنے لگی کہ کوئی کچھ نہ سمجھ سکا۔ پوپ اس وقت صلیب کی طرح دونوں بانہیں پھیلائے گھٹنوں کے بل اکڑا بیٹھا تھا۔ میرین نے قریب پہنچتے ہی اپنے آپ کو اس کے اوپر گرا دیا۔ میرین نے بھی دونوں بانہیں پھیلا رکھی تھیں۔ وہ پوپ کے اوپر اس طرح گری کہ دونوں کے جسم اور پھیلی ہوئی بانہیں آپس میں مل گئیں۔ اس طرح ان دونوں کے جسموں کا ڈبل کراس بن گیا۔

ریمنگٹن کی دوربین سے لگی ہوئی ملر کی آنکھ نے ایک لمحہ کو یہ انتہائی حیرت انگیز منظر دیکھا لیکن اس سے پہلے کہ وہ کچھ سوچ سکتا اس کی انگلی ٹرائیگر پر دباؤ ڈال چکی تھی۔ فضا میں فائر کی خوفناک آواز گونجی اور میرین کے جسم پر دائیں طرف پیدا ہونے والے سوراخ سے خون کا فوارہ ابل پڑا۔ لوگ چیختے چلاتے مختلف اطراف میں بھاگنے لگے۔ کچھ لوگ تو چرچ کے اندر گھس گئے لیکن اکثریت ایسے لوگوں کی تھی جو ایک دوسرے کو دھکے دیتے ہوئے چوراہے سے نکل کر تنگ گلیوں میں گھسنے کی کوشش کر رہے تھے لیکن بھگدڑ میں کسی کو کسی طرف راستہ نہیں مل رہا تھا۔

میرین تیورا کر پوپ کے سامنے فرش پر گر گئی۔ ملر کی آنکھوں میں وحشت سی ابھر آئی۔ اس نے ایک لمحہ ضائع کئے بغیر ریمنگٹن کے چیمبر میں دوسری گولی بھری۔ اس نے ریمنگٹن اٹھائی ہی تھی کہ اس نے ایک زوردار دھماکہ سے کمرے کا دروازہ ٹوٹنے اور بھاری قدموں کی آواز سنی۔

"کولائی شیک!؟"

اس کا یہ خفیہ نام گونج بن کر اس کی سماعت سے ٹکرایا۔ یہ اس کا اصل نام تھا جو کسی کو معلوم نہیں تھا۔ ٹرائیگر پر اس کی انگلی برف کی طرح منجمد ہو کر رہ گئی۔ اس سے پہلے کہ پیچھے مڑتا یا اسے ریمنگٹن کو استعمال کرنے کا موقع ملتا کسی نے پیچھے سے اس پر چھلانگ لگائی اور وہ دونوں فرش پر لڑھک گئے۔

ملر کو یہ سمجھنے میں دیر نہیں لگی کہ وہ جرمیاح کی گرفت میں تھا۔ اس نے ایک ہاتھ

میں پکڑی ہوئی ریمنگٹن کا دستہ جرمیاح کے سر پر مارا۔ جرمیاح بلبلا اٹھا۔ اس کی گرفت
جیسے ہی ڈھیلی ہوئی ملر نے بڑی پھرتی سے اسے کندھے پر لاد لیا اور اسے کھڑکی سے باہر
لٹکانے لگا۔ جرمیاح کا سارا جسم کھڑکی سے باہر لٹک چکا تھا۔ صرف بازو ملر کی گرفت میں
تھے۔ ملر اس کے بازوؤں کے سہارے خود بھی کھڑکی کے فریم پر چڑھ گیا۔ اس لمحہ جرمیاح
کے دوسرے ساتھی بھی کمرے میں آ گئے لیکن انہیں کچھ سوچنے کا موقع دیئے بغیر ملر نے
جرمیاح کے بازو چھوڑے بغیر باہر چھلانگ لگا دی۔

ایک زوردار دھماکہ ہوا۔ اینٹوں کے فرش سے ٹکرا کر دونوں کے جسم بکھر گئے
زمین ان دونوں کے خون سے تر ہو رہی تھی۔

ملر پوری یہودی قوم سے انتقام نہیں لے سکا تھا لیکن اس نے اپنے باپ اور اپنے
دوست کے قاتل سے ان دونوں کا انتقام لے لیا تھا۔

☆====== ختم شد ======☆

انوار علیگی کے قلم سے ایک دہشت ناک ناول
قیمت 250
محصول ڈاک
30
ہزار داستان
کمزور دل حضرات اکیلے میں اس ناول کو ہرگز نہ پڑھیں
ایک دلچسپ اور مسحور کن داستان جو پڑھنے والوں کو اپنے سحر میں جکڑ لے گی۔
سانپوں کے آسیب میں پھنسی ہوئی معصوم بچی رُبا کی داستانِ حیرت۔
سانپوں کا شہزادہ رنتارو ایک آدم زادی پر عاشق ہوگیا تھا۔
عمر کا پندرھواں سال اس کے لئے نحوست کے دروازے کھولنے والا تھا۔
سید بابا کا خادم ایک بارہ فٹ لمبا سانپ تھا جس نے رنتارو کا طلسم توڑ دیا۔
سید بابا کی نظر کرم ان سب کے لئے باعثِ نجات بنی۔
اپنے قریبی بکسٹال یا ہاکر سے طلب فرمائیں یا براہ راست منگوانے کے لئے کتاب
کی قیمت اور ڈاک خرچ ادارہ کے نام منی آرڈر یا ڈرافٹ بنا کر ارسال کریں
براہ راست منگوانے کا پتہ:-
ناشر
علی میاں پبلیکیشنز
۲۰۔ عزیز مارکیٹ اُردو بازار لاہور 7247414
علی بکسٹال
نسبت روڈ، چوک میو ہسپتال، لاہور

رگ وپے میں سرایت کر جانے والی ایک ایسی کہانی جس کا لمس آپ عرصے تک محسوس کریں گے

اسرائیل کی بدنام زمانہ سیکرٹ ایجنسی موساد
کے سفاک و خونخوار چیف
کی زندگی میں اس دن کو بڑی اہمیت حاصل تھی جس
دن وہ اپنے اس دیرینہ دشمن کو ٹھکانے لگانے میں
کامیاب ہو گیا تھا...........
لیکن وہ اس بات سے قطعاً بے خبر تھا
کہ وہ ایک بے حد خطرناک شخص کو
یہودی قوم کی دائمی بربادی
کے منصوبے پر عمل پیرا ہونے پر آمادہ کر رہا ہے
اس پراسرار شخص کا دعویٰ تھا کہ
اس کے منصوبے کی تکمیل کے بعد یہودی قوم کو
دنیا میں کہیں سر چھپانے کی بھی جگہ نہیں ملے گی
اور وہ اپنا مکروہ چہرہ
کسی کو دکھانے کے قابل نہیں رہیں گے۔
لیکن آخر وہ خطرناک منصوبہ تھا کیا؟
یہی وہ سوال ہے جو کہ
اس دلچسپ اور سنسنی خیز ناول کی پہلی سطر سے
آخری سطر تک آپ کو اپنی گرفت میں
جکڑے رکھے گا اور جب جواب آپ کے سامنے
آئے گا تو آپ بے اختیار چونک اٹھیں گے۔

Rs.150/-

ISBN 969-517-160-5